# إِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِكمَةً وَإِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحراً



حجلۂ نوعروسانِ طبعِ رنگین مدعا ۔ مجموعۂ نو آیینانِ ملاحت بارِ فکر
عشرتکدۂ ہندی صنمانِ صباحت زارِ بلاغت
شکرستانِ فصاحت ۔ مرقعۂ شاہدانِ گل پیرہن یعنی دیوان



چکیدۂ قلمِ معجز رقم جامع الکمال شاعرِ نازک خیال اعنی حضرت والا رفعت صاحبزادہ
جناب نواب محمد احمد علیخان صاحب بہادر المتخلص بہ رونق خلف الصدق جناب
نواب امیر الدولہ امیر الملک محمد امیر خان صاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم موسس ریاست اعلی ریاست ٹونک

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام معظم طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف
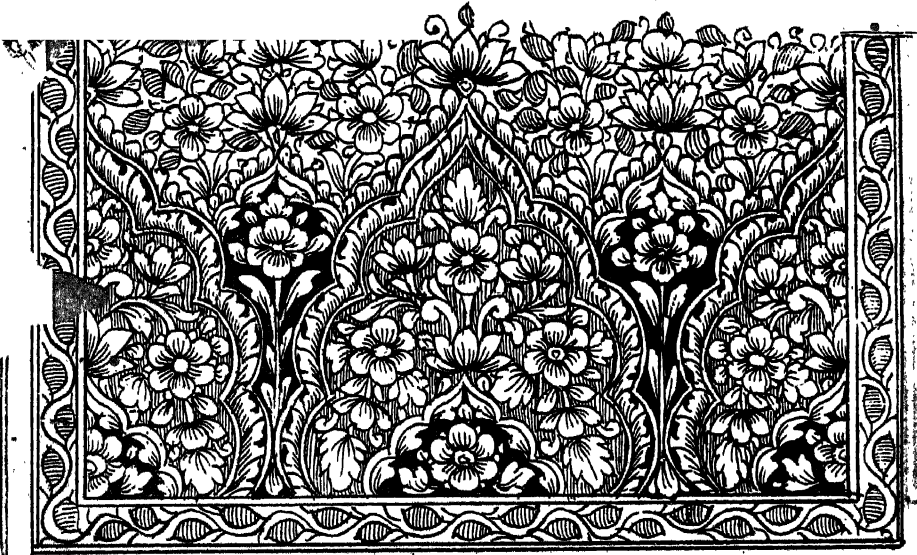
مجھسے کیا وصف ہوا ہی خالق اکبر تیرا — عاجز فناک ہے جبکہ ہمیشہ تیرا
خس و خاشاک ہوا و ہوس غفلت سے — صاف رکھہ دل کو ہمارے کہ یہی گھر تیرا
مجھکو تیری ہی محبت نے کیا ہی مجروح — عشق ہی دل مین مری صورت خنجر تیرا
جانمن روشنی خانہ اسمی سی ہی تو سے — ذکر ہر رنگ مین رہتا ہی جو گھر گھر تیرا
جو زمانہ مین ہین تیرا ہی وہ دم بھر مین — ہون نہ دم بھر مین نلین نام جو دم بھر تیرا
تو ہی تجھسا ہی خدایا نہین کوئی تجھسا — نہوا اور نہ ہوگا کوئی ہمسر تیرا
تپش گرمی خورشید سے روز محشر — خوف کیا ہے ہمین سایہ ہی جو سر پر تیرا

مین اسی فکر مین دن رات گھلا جاتا ہون
کس طرح ہو مجھے دیدار میسر تیرا

رنگ توحید جھلکتا ہے سخن مین رونق
کھل گیا شل زبان اب تو مقدر تیرا

بھروسا کیونکہ آنیکا ہو ایسے طفل خوش قد کا
پڑھا جسنے نہو مکتب مین بھی ایک لفظ آمد کا

خیال آیا ہی جب تربت مین گیسوئی محمدؐ کا
بنا ہے سنگ موسی سنگ تعویذ اپنی مرقد کا

بتا تو ای صبا سیر چمن کو کون آتا ہے
لب ہر گل سی مین اک شور سنتا ہون خوشامد کا

زبان جس طائرول کی ثنا سنج محمدؐ ہے
نہین صحرای محشر مین اُسی ذی دام اور دد کا

ازل مین دھوم تھی جتنی وہی عالم ہی محشر مین
یہان سی ہی وہان تک شور تیری آمد امد کا

اسی دیکھو اسی دیکھو جسی دیکھو جہان دیکھو
محمدؐ ہے خلاصہ عالم ایجاد و سرمد کا

گنہگاران امت وسعت محشر کو کیا سمجھین
کہ اُس سی ہی فزون تر سایہ دامان محمد کا

قدم یہان درمیان یا سید لولاک تیرا ہی
وگرنہ چاک ہو پردہ ابھی چرخ مشعبد کا

دو عالم کو ہی رونق اسکے نام پاک سی رونق
کہ نام مصطفے سرتاج ہی لوح زبرجد کا

آتش عشق سی پرسوز ہی سینا اپنا
کیونکہ دشوار نظر آئے نہ جینا اپنا

صدمۂ ہجر سے دشوار ہے جینا اپنا
بھر گیا کثرت اندوہ سے سینا اپنا

ادہان آہ ہی غم بحر ہی اور صبر ستلع
ناخدا آہ ہی اور دل ہی سفینا اپنا

اپنے اعمال سی ہون آب خجالت مین غریق
بنگیا بحر میری حق مین پسینا اپنا

گرمجوشی عدو مجھکو جتاتے کیا ہو
پونچھ لو آپ تو دامن سی پسینا اپنا

شمع سان سر کے کٹانیکو نہون کیون طیار
بزم جانان مین نہین کچھ بھی قرینا اپنا

سینہ پھٹ جاتا ہی درد سی اُسکا رونق
پور سینا جو ذرا دیکھ لے سینہ اپنا

مشتاق ہوا سنتے ہی رضوان تری در کا
جنت مین چلا ذکر جو ایجان تری در کا

رتبہ ہی بلند ای شہ خوبان تری در کا
ادنی سا گدا ہی مہ کنعان تری در کا

اک خدمتی خاص ہی رضوان تری در کا
فردوس ہی نام ای گل خندان تری در کا

پہنچے جو فسانے تری عظمت کی جہان مین
مشتاق ہوا سنتے ہی رضوان تری در کا

شاہا دم جان بخش سے محروم نہ رکھنا
رونق بھی ہی اک سائل ایجان تری در کا

انسان سی خدا اگرچہ جدا ہو نہین سکتا
لیکن جو کہین اُسکو خدا ہو نہین سکتا

اچھا کوئی کہنے سی برا ہو نہین سکتا
دیکھو کہ کبھی زاغ ہمان ہو نہین سکتا

کہنے کو تو انسان سی کیا ہو نہین سکتا
الفت مین مگر ضبط ذرا ہو نہین سکتا

وا عقدۂ گیسوئی دوتا ہو نہین سکتا
یہ کام بھی ای باد صبا ہو نہین سکتا

اُس شوخ ستمگار سی کیا ہو نہین سکتا
پر ایک ہمارا ہی بھلا ہو نہین سکتا

ہی خوبی قسمت کہ ملا خاک مین اور دل
اُس پر بھی وہ نقش کف پا ہو نہین سکتا

راضی ہون اگر چرخ ستائی مجھے یا تم
مجھسے تو کسیکا بھی گلا ہو نہین سکتا

کس منہ سی بلی روز ازل ہمنے کہا تھا
ہے فرض وہ ہم پر کہ ادا ہو نہین سکتا

درد دل عاشق ہی بشکل دل عاشق
پہلو سی کسیطرح جدا ہو نہین سکتا

پروانہ پہ ہوتا ہی غضب دیکھ کے مجھکو
یون بزم مین مجھپر تو خفا ہو نہین سکتا

بیمثل ہین رخسار تری حسن و صفا مین
آئینہ مین ہو اتنی صفا ہو نہین سکتا

کیا عقدۂ مطلب ہو مرا اُس سی کشادہ / جس ہاتھ سی وا بند قبا ہو نہین سکتا

رکھتا ہون ترا ذکر شب و روز زبان پہ / یہ ورد وہ ہی جو کہ قضا ہو نہین سکتا

تھوڑا ہی یہ احسان کہ دیا درد محبت / کچھ شکر ترا مجھ سے ادا ہو نہین سکتا

کیون دیر مری قتل مین کی ای ستم آرا / اک ہاتھ مین سر تن سی جدا ہو نہین سکتا

مشکل ہی بہت ای دل ناداں رہِ الفت / یان خضر بھی تو راہ نما ہو نہین سکتا

کہتے ہین مٹا کر وہ دل زار کو میرے / اب اور علاج اسکے سوا ہو نہین سکتا

خود رنج اُٹھاتا ہی تو ای عاشق ناداں / دل اُس سی چھڑا لے تو یہ کیا ہو نہین سکتا

تلوار مجھے دو کہ گلا کاٹ لون اپنا / سر تن سی مرا تم سی جدا ہو نہین سکتا

بھیجا ہی تو آیا ہی اُسے جائی رونق
پیغامبر انسان سے ہوا ہو نہین سکتا

مجھکو پاس اپنی کسی طور سی آنے دیتا / ہم دوری کے عوض زہر ہی کھانے دیتا

سر مِرا کوئی اڑاتا تو اڑانے دیتا / پر کوئی دوست نہ دل مجھکو لگانے دیتا

چشم تر سے مجھے کیون اشک بہانے دیتا / کیونکہ وہ بزم مین طوفان اٹھانے دیتا

منع کرتے ہین مجھے دوست فغان سی ہی ہے / بخت خفتہ کو نہین کوئی جگانے دیتا

قصد کرتے ہین جو اُس بزم سی ہم آنیکا / دل کم بخت ہمارا نہین آنے دیتا

کچھ تو ہوتا ہی اثر ان کو مگر کیا کیجے / حالِ دل کوئی نہین مجھکو سنانے دیتا

ضبط آہ شرر افروز سی خود جلتا ہون / ورنہ اصلا نہین عالم کو جلانے دیتا

اُسکے زیر قدم آنکھون کو بچھاتا کیا کیا / مجھکو گر وہ بت مغرور بچھانے دیتا

بوسۂ لب جو نہ دیتا تو نہ دیتا لیکن / اپنے سینہ سے تو سینہ وہ لگانے دیتا

صید گیری مین غضب تیز ہے فکر رونق
ہاتھہ سے طائر مضمون نہین جانے دیتا

ملتا ہے پتا اس سے کچھہ اُس رشک پری کا — احسان ہے احسان نسیم سحری کا
آنا ہوا یان کبھی اُس رشک پری کا — مانا اثر اہی آہ تری بے اثری کا
جاتا ہے ادھر سے کوئی آتا ہی ادھر سے — کاشانۂ ہستی مین ہی عالم گذری کا
نقش اسمین کسی سرور والا کا ہی تصور — دل بھی کوئی ٹکڑا ہی عقیق شجری کا
ہوتا ہی شگفتہ صفت گل دل دشمن — عالم ہے مری آہ مین باد سحری کا
وہ آئے عیادت کو مگر ہوش نہ آیا — قائل ہون مین اس بیخودی و بیخبری کا
کچھہ ہو تو کسی رنگ سے کچھہ فکر مین آئے — مضمون بندھی کیا تری نازک کمری کا
قرطاس جو شعلہ ہو تو خامہ بنے خنجر — لکھدون کوئی مضمون جو سوز جگری کا
چاک دل مجروح پہ ٹانکا نہین لگتا — دعوی ہے رفوگر کو عبث بخیہ گری کا

دنیا مین ہنرمند ہی جو خوار ہی رونق
آیا ہے زمانہ بہی عجب بی ہنری کا

مرتے عشق مین اور کام ہمارا نہوا — نہوا ہائے وہ گلفام ہمارا نہوا
جب ہمارا دل بدنام ہمارا نہوا — کیا شکایت جو وہ خود کام ہمارا نہوا
بادۂ معرفت حق سے رہی لب ناکام — جلئے آئے تھے وہ کام ہمارا نہوا
دین و ایمان ہی بسان دل و جان دین تمکو — ہو گیا کھیل یہ اسلام ہمارا نہوا
گالیان کچھہ طلب وصل پہ ملجاتی تھین — مرحمت انکے وہ انعام ہمارا نہوا
دم آخر تو بھلا دیکھہ لیتا اس بت کو — شکر حق ہے کہ بدانجام ہمارا نہوا

نام لے لے کے تو وہ شوخ پکارا کرتا
حیف ہے غیر بھی ہمنام ہمارا نہوا

تیغ و بازو کو ذرا اور بھی دیجے تکلیف
ایک ہی وار مین تو کام ہمارا نہوا

جبہہ فرسا رہے اک عمر در دیر پہ ہم
تو بھی وہ آفت دین رام ہمارا نہوا

دیکھ ہی لیتے نہ تم گل کی حقیقت رونق
باغ مین ہا ہے وہ گلفام ہمارا نہوا

دم آخر تجھے ای فتنہ گر دیکھا تو کیا دیکھا
تماشای دو عالم ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ پھونکا خانۂ دشمن نہ انکی دل گدازی کی
پھر اپنی آہ سوزان کا اثر دیکھا تو کیا دیکھا

عدو کو دیکھکر کیون تمنے مجھہ سے پھیر لین آنکھین
ادھر دیکھا تو کیا دیکھا ادھر دیکھا تو کیا دیکھا

دم آخر عیادت کو جو یہان آئے تو کیا آئے
چراغ صبحکو وقت سحر دیکھا تو کیا دیکھا

نظر مین ہیچ ہے جز نعمت قرب خدا سب کچھہ
بہشت و خلد و کوثر کو اگر دیکھا تو کیا دیکھا

محبت تھی اگر مجھہ سے ادہر آنکھین ملاتے تھین
مری جانب عدو کو دیکھکر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا گر تماشای دو عالم چشم حق بین سے
تو آنکھین کھولکر ای بیخبر دیکھا تو کیا دیکھا

محبت کا مزا جب ہے کہ ہو دل کی خبر دل کو
جو آنکھون سے مرا زخم جگر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دھویا یار کے دل کو بہایا گھر نہ دشمن کا
وفور گریہ گر ای چشم تر دیکھا تو کیا دیکھا

نظر رکھا مآل کار پر عہد جوانی مین
بڑھاپے مین اگر رونق اودہر دیکھا تو کیا دیکھا

آپ کی صبح و شام نے مارا
اس پیام و سلام نے مارا

وہ قیامت کو بھی نہ اُٹھے گا
جسکو تیرے خرام نے مارا

تھا حقیقت مین نوش نیش آلود
اُنکے میٹھے کلام نے مارا

کچھہ نہ کچھہ جھوٹ سچ کہے جائین
شوقِ ذوقِ کلام نے مارا

جان ہے تازہ بات مین اُسکی
امتحان کلام نے مارا

غیر کا ذکر کیا تمام سنین
قصۂ ناتمام نے مارا

صبح ہے اور طلوع پر ہین نشے
مَی دوشین کے جام نے مارا

محشرستان ہی ضبطِ آہ سے دل
عشق کی روک تھام نے مارا

کھنچے آتے ہین کس طرح مجبور
جذبِ شوقِ تمام نے مارا

ضبطِ عرض طلب نے آفت کی
اور دل کے پیام نے مارا

پہوڑتا ہون عدو کے در پر سر
ہائے شوق تمام نے مارا

کیا سنین طعنہ ہای بے اثری
جذبۂ ناتمام نے مارا

آسمان پر دماغ ہے اپنا
اُسکے دلکش خرام نے مارا

ننگ ہے مجھہ سے اُنکو ملتے ہین
عشق بے ننگ و نام نے مارا

ہین یہی فکر یون نہو یون ہو
ان ہوسہای خام نے مارا

فکر یہ ہے کہ اتنی جلدی کیون
قاصدِ تیز گام نے مارا

آپ مہمان ہین میزبان ہم ہین
بزم کے اہتمام نے مارا

آب خنجر سے تر ہوا نہ گلو
سر بہت تشنہ کام نے مارا

خاک بہی ہون تو اُسکے در ہی کی ہون
سُننے پر پاس نام نے مارا

لاکے راہ طلب مین چھوڑ دیا
خضرِ عالی مقام نے مارا

پیچ و تابِ دل آفتِ جان ہے
کشمکش ہای دام نے مارا

رونق اپنے قیام نے مارا

وصل کا کرتا ہی وعدہ وہ صنم برسات کا
چشم گریانسی کھادین رنگ ہم برسات کا

بارش اول مین یان رنجش ہوئی اُس ماہ سے
بیطرح کچھہ ابکی آیا ہی قدم برسات کا

رعد نالہ اشک باران برق آہ آتشین
لطف دکھلاتی ہین یہ ہوکر بہم برسات کا

خشک کشت زندگی ہو کیون نہ ضبط گریہ سے
ہان علامت قحط کی ہوتا ہی کم برسات کا

بی تعلق ہو کی اسباب جہانسی خوش ہو نہ مین
فکر سردی کا نہ گرمی کا نہ غم برسات کا

جب ہوئی ہی شرط مین جیتا ہون اور ہاری ہین وہ
میرہی ذکر گریہ سی رکتا ہی دم برسات کا

چشم نے رونق لگا رکھی ہی اشکون کی جھڑی
جب سے وہ کافر گیا ہے دیکھے دم برسات کا

اسلئے چشم سی ہی ابروی دلدار جدا
چاہی کعبہ سی ہو خانہ خمار جدا

جب سے پہلو سی ہوا ہی وہ دل آزار جدا
مین تڑپتا ہون جدا اور دل زار جدا

ڈالدی چرخ ستمگر نے جدائی کیسی
مین جدا اُنسے ہوا مجھہ سی دل زار جدا

تجھہ سی گلرو سے ہو کس طرح جدا زار ترا
پہلوی گل سے ہی ہوتا ہی کہین خار جدا

رشتہ الفت یار ایک ہی ہی دونون مین
اپنے مذہب مین نہین سبحہ و زنار جدا

قتل کے شوق مین پیدا ہو نیا صورت شمع
سر مرا تن سے کرے یار جو سو بار جدا

ایک کے بدلے وہین سینکڑون الجھے رونق
کوئی دامن سے اگر ہمنے کیا خار جدا

۱۳

تکلیف شب ہجر کی دل سہ نہین سکتا
پہلو مین کسیطرح سے اب رہ نہین سکتا

عشق دہن تنگ حسینان کے سبب سے
یہ زیست سے ہون تنگ کہ کچھ کہہ نہین سکتا

غیبت مین تو کہتا ہون کہ حال اسسے کہونگا | جب سامہنے جاتا ہون تو کچہ کہہ نہین سکتا

ہرچند کہ شکوہ ہی کئے بن نہین بنتی | کیا جوش قلق کا ہی کہ دل رہ نہین سکتا

کہنے لگے رونق کی غزل سنکے سخن فہم
اسوقت مین ایسا ہی کوئی کہہ نہین سکتا

رہا یہ دل مین غم عشق یار کا کہٹکا | کہ مٹ گیا خلش روزگار کا کہٹکا

برنگ خار کہٹکتا رہا پس مردن | گیا نہ دل سے مری تیر یار کا کہٹکا

وہ آج آئینگے گھر یہ کہین نہ آجائے | تپ درون سی مجہے ہے بخار کا کہٹکا

پہرا ہون برہنہ پا عشق زلف و رخ مین | نہ خوف مار ہے مجکو نہ خار کا کہٹکا

پہنسے نہ موسم گل مین وہ کسطرح صیاد | کہ ایک بلبل شیدا ہزار کا کہٹکا

وہ فخر نوح ہوا ہی ہمارا کشتیبان | نہ خوف موج ہمین ہے نہ دہار کا کہٹکا

۱۵
غضب ہے ہمنے ابہی می ہی پی نہین رونق
ابہی سے دل کو لگا ہے اُتار کا کہٹکا

زمین کیون نہو غم سی کہل کہل کی کانٹا | چبہا پاؤن مین شاہ دلدل کے کانٹا

کسیکی قمرہ سی جودی اسکو نسبت | تو بکتا ہے کانٹے مین تل تل کے کانٹا

محبت سے گل فرش رہ ہو رہی ہین | چبہی پاؤن مین تا نہ بلبل کے کانٹا

بہانے لگے غم سے گل اشک شبنم | چبہا پاؤن مین جبکہ بلبل کے کانٹا

۱۶
بڑہی کاہش غم کچہ ایسی کہ رونق
ہوا ہے تن زار کہل کہل کے کانٹا

سچ ہمارا حال دل اس جانستان سی کہدیا | یا یہ فقرہ دوستون نے درمیان سی کہدیا

نجد کے بن سے بچا کر لیگیا ناقہ جو وہ
حال مجنون کا کسی نے ساربان سے کہدیا

شاخ گل پر بیٹھکر نازان نہو ای عندلیب
ہینے تجھکو چار دن بہلی خزان سے کہدیا

رات بھر جاگا کیا مطلق نہ خواب آیا اُسے
حال دل مینے جو رونق قصہ خوان سے کہدیا

یون حشر تون سی ہے دل مضطر بھرا ہوا
جسطرح مال سے ہو کوئی گھر بھرا ہوا

آتا ہے ابر جوش مین کافر بھرا ہوا
لا ساقیا شراب سی ساغر بھرا ہوا

جس دل مین راز عشق ہو گویا نہو کبھی
ہان ظرف بولتا نہین اکثر بھرا ہوا

جو ایک جرعہ بھی نہ تنک ظرفیون سے دے
دیگا وہ مجھکو جام مقرر بھرا ہوا

افسوس تشنہ لب ہی وہ ہو جائین یون شہید
جنکے لئے ہو خلد مین کوثر بھرا ہوا

زاہد نہ کسطرح سی پئے جبکہ ہاتھ سے
تو دے شراب ناب کا ساغر بھرا ہوا

لکھون اُسے تو صفحہ ہستی پہ بھی نہ آئے
جو جوش ہے میری سینہ کے اندر بھرا ہوا

رونق بغیر یار ہمین خار زار ہے
پھولون سی گرچہ رکھتے ہین بستر بھرا ہوا

۱۸

دل اُسکی نذر کرنیکے قابل نہین رہا
غربال تیر غمسی ہوا دل نہین رہا

بیدل ہون اور زندہ ہون حیرت ہی مجھپہ ہے
زندہ وگرنہ کوئی بھی بیدل نہین رہا

اس شومئی نصیب کو کیا روئیے کہ ہم
آئے جو قتل گہ مین تو قاتل نہین رہا

کیا لطف سیر باغ کہ ہے آمد خزان
وہ گل نہین وہ شور عنادل نہین رہا

لیلی و قیس ایک ہی آنے لگے نظر
جب کچھ حجاب حائل محمل نہین رہا

رونق دیار عشق مین مر مر کے آگئے

اب کچھ ہمین تردد منزل نہین رہا

وہ کون ہے کہ جو نہین دیوانہ آپ کا
دم بھرتے ہین عاقل و فرزانہ آپکا

یوسف بھی سنکے مصر مین افسانہ آپکا
دل سے ہوا ہے والہ و دیوانہ آپکا

ہر اہل امتیاز ہے مستانہ آپکا
عاشق ہے شمع چھوڑ کے پروانہ آپکا

جلتا ہے سوز عشق سے محفل مین رات بھر
پروانہ سان چراغ ہے پروانہ آپکا

نازک ہین آپ زلف مسلسل نہ چھوئیے
ڈر ہے مجھے نہ درد کرے شانہ آپکا

جو آپ سے ہی دور اسے کیون رکھین قریب
بیگانہ زمانہ ہے بیگانہ آپکا

رونق سے باوفا سے یہ کہنا کہ دور ہو
لایا یہ ربط رنگ قدیمانہ آپ کا

دل کو اس زلف دوتا نے چاہا
کھینچا دام بلا نے چاہا

ناتوانی سے نہ آئی لب تک
گرچہ سو بار دعا نے چاہا

برق کی طرح فلک سے گذری
جب مری آہ رسا نے چاہا

قید سے زیست کی چھٹ جاینگے
گر تری تیغ ادا نے چاہا

کیون نہ بر آئے مراد دشمن
جب یونہین انکی ادا نے چاہا

وصل سے اسکی نہ مایوس ہو دل
یہہ بھی ہوگا جو خدا نے چاہا

دل کو کیون ہو قلق ہجر و وصال
وہی ہوگا جو خدا نے چاہا

ایک عالم کو گرفتار کیا
جب تری زلف دوتا نے چاہا

مثل گل سینکڑون پامال ہوئے
رنگ جب اسکی حنا نے چاہا

کیونکہ وہ جان بچائے رونق

مارنا جسکو خدا نے چاہا

پڑتا تیرے جمال کی روشن چراغ پا
پاتا جو تیرے اوبت پرفن چراغ پا

ہو جائی اُسکی عقل کا توسن چراغ پا
دیکھے جو تیرے اوبت پرفن چراغ پا

ایا حنا لگا کے جو وہ میری قبر پر
کیا ہوگئے مری مہر مدفن چراغ پا

ہے اُسکے نقش پا سے خجل ون کو آفتاب
گل ہو جو شب کو دیکھہ نے روشن چراغ پا

یہہ جانتا ہی چار پہر کی ہے زندگی
رکھتا ہے اسلئے سر مخزن چراغ پا

تلوونسی لگ رہی ہی مری اُنکے عشق مین
کہتے ہین اسلئے مجھے دشمن چراغپا

اُٹھتے ہین شعلے گرمی رفتار ناز سے
کہنے لگین نہ یار کو مدظن چراغپا

اِترا سے کیون نہ حسن پہ اپنی وہ ماہ رو
رکھتا ہے جبکہ صورت روشن چراغپا

چہرہ ہے آفتاب کف دست ماہ ہے
اک شمع پر فروغ ہے گردن چراغپا

رونق مشاعرہ مین غزل سن کے آپ کی
ہوگا عدو کی عقل کا توسن چراغپا

آنکھون پر اپنی دل سی دہری اُسکے داغ پا
رکھے کبھی چمن مین جو وہ بد دماغ پا

بیخود ہون چوم کر قدم اُس مست ناز کے
اپنے تو حق مین بنگئی مے کی ایاغ پا

قربان ہزار گل تری قدمون کے ای نگار
رنگ حنا سے ہوگئی کیا رشک باغ پا

آئے جو اپنی بزم مین کیا منہہ رقیب کا
کب رکھہ سکے نشیمن شاہین پہ زاغ پا

خورشید تجھہ سی حسن مین افزون ہی جسقدر
اتنا ہی روشن اُس سے ہی وہ ای چراغ پا

کس فکر مین ہی رونق بیدل تو اندنون
اب کہکے اسطرح کی غزل سے فراغ پا

آپ ہو جائے وہ دلبر سیدھا
اگر اپنا ہو مقدر سیدھا

راستی جو ہے طبیعت تیری
پھیر دے حلق پہ خنجر سیدھا

باغ مین دیکھہ کے قامت اُسکا
ہو گیا آج صنوبر سیدھا

ہے ترے ہجر مین وہ حال مرا
دل ہے اور ہاتھہ ہے دل پر سیدھا

خاک سے فرش کوئی خوب نہین
ہر طرف سے ہے یہہ بستر سیدھا

ذبح کرنا نہین آتا ہیہات
پاؤن رکھہ سر پہ ستمگر سیدھا

لاگ رونق سے ہے ہم تاڑ گئے
لا ادھر ہاتھہ ستمگر سیدھا

چشم مین لخت جگر دیکھہ لیا
عشق کا ہمنے ثمر دیکھہ لیا

تیر نے اُسکے جگر دیکھہ لیا
ملک الموت نے گھر دیکھہ لیا

بوئے کاکل بھی نہ لائی یہانتک
تجھکو اے باد سحر دیکھہ لیا

دل ہے کیون بستۂ مضمون دقیق
کیا وہ انداز کمر دیکھہ لیا

اسکے دل سے نہ کدورت دھوئی
تجھکو اے دیدۂ تر دیکھہ لیا

فرقت یار ہے اور لاکھہ عذاب
ہم نے دنیا مین سقر دیکھہ لیا

ہم نے اس رنگ مین سب کچھہ پایا
مسکرا کر جو ادھر دیکھہ لیا

صف کی صف لوٹ گئی اے رونق
اک نظر اُسنے جدھر دیکھہ لیا

فرقت جانان سے مجھکو نیم جان تو نے کیا
جو ستم کرنا نہ تھا اے آسمان تو نے کیا

ہم سمجھتے ہین کہ اسکو بے نشان تو نے کیا
جس سے کچھہ اخلاص اے جان جہان تو نے کیا

راہ کو نقش قدم سی کہکشان تونے کیا
ایک جلوہ مین زمین کو آسمان تونے کیا

چاہئی رہنا تجھے بہی حور و غلمان کیطرح
دل مرا داغون سی گر باغ جنان تونے کیا

اسکماری سی مری سب بہید دل کا کہل گیا
چشم تر ظاہر مرا راز نہان تونے کیا

جہوٹ کیوں بکتا ہی قاصد میری تسکین کیلئی
خط مین ہی یہ عکس اسکی جو بیان تونے کیا

رہ رہ و تیری نہ نکلی ایک بہی منہہ سی بات
آج تو سب انجمن کو بے زبان تونے کیا

۲۶

سنکے میرا حال یہ وفق آسنی سوچ سی کہا
کیون نہ ابتک حال دل اپنا بیان تونے کیا

نہو جو ذات شہنشاہ اس وجان پیدا
زمین خلق نہو اور نہ آسمان پیدا

اب آپ سا ہو کہان یوسف زمان پیدا
ہزار بار اگر ہو نیا جہان پیدا

بیان ہون جب تری خنجر کی وصفائی قاتل
دہان زخم مین ہوجائی گر زبان پیدا

کہان سی گرمی گفتار یار لائیگی
اگرچہ شمع نے شعلہ سے کی زبان پیدا

کہ اُس لب مسی آلود کی ستایش ہو
ہزار باغ مین سوسن کریگی زبان پیدا

چلینگے سر سے ہم اُس بدگمان کے کوچہ مین
کہ نقش پا سی نہو تا کہین نشان پیدا

یہ نازکی ہی کہ وہ شوخ گر زمین پہ چلے
صبا کیطرح قدم کا نہو نشان پیدا

غضب تو یہ ہی کہ ایسی پہ مبتلا ہے دل
کہ جسکے گہر کا ٹہکانا نہ کچہ نشان پیدا

جہان کے ستم و رنج و غم اٹھانے کو
فقط ہمین کو کیا تو نے آسمان پیدا

کسیکی زلف دوتا کی ثنا ہو مد نظر
اگر ہو خامہ صفت دوسری زبان پیدا

۲۷

ترا فسانۂ غم وہ بہی سنتے ہیں رونق
غضب ہی کی ہے ولا و نیز تو بیان پیدا

اک سر پر اُس سی عشق کا بارِ گران اُٹھا
اک موج سکی نقش کو لے سگمان اُٹھا

گلشن مین سور آمد باد خزان اُٹھا
ای عندلیب یان سی تو اب آشیان اُٹھا

نازشان اُٹھائے کے قابل نہین رہے
دنیا سی ہمکو جلد اب ای آسمان اُٹھا

اسد رہی ضعف و شوق کے جلوی که سایه وار
ہر ہر قدم پہ گر کے ترا ناتوان اُٹھا

دیکھین که غیر عشق مین ثابت رہا که ہم
تلوار ہاتھ مین تو پی امتحان اُٹھا

ای ضعف المدد که یه آئی صدا سی پا
اُٹھینگے حشر خواب سے گر پاسبان اُٹھا

اسد رہی سوز غم جو ذرا ضبط آه کی
مانند شعله سر سے ہماری دھوان اُٹھا

اب تو ہنسنگے سر یه مری یار کے قدم
نالون سے اپنے سر په لیا ہی مکان اُٹھا

مرجاؤن اور اُٹھاؤن نه رشک وصال غیر
کب مجھه سی ناتوان سی یه بار گران اُٹھا

| | | |
|---|---|---|
| | رونق کی موت سے کے وه کہتی ہین حیف ہی<br>دنیا سے کیا ہے شاعر جادو بیان اُٹھا | ۲۰۹ |

وه بعد میری قتل کے مجھه سی اُکھڑ گیا
دامن په کوئی خون کا قطره جو پڑ گیا

اس پہلوان عشق مین آفت کا زور ہے
رستم بھی جسکے پیچ مین آ کر پچھڑ گیا

پیشانی اُسکی نور سے رشک قمر ہوئی
جو آکے اُسکے در په جبین کو رگڑ گیا

برباد تو بھی ہو یونہین ای موسم خزان
تیری قدم سے آتے ہی گلشن اُجڑ گیا

کیا حال پوچھتی ہو اُس آفت رسیده کا
جو قافلے سے دشت بلا مین بچھڑ گیا

انسان آپ مال سی ہوتا ہی رہنما
قارون زمین مین کثرت دولت سی گڑ گیا

جوش جنون سی فصل بہار ی مین تنگ ہون
دامن اگر سیا تو گریبان اُدھڑ گیا

مطلب کی ہمری آپ کہے مجھه سی چھیڑ کر
ہے آج جا عرستر که مقسوم لڑ گیا

۲۹

رونق کو موت آئی تو اوس شوخ نے کہا
اچھا ہوا کہ قصہ کسی کا مٹ گیا

ہمکو کیا خوف روز محشر کا — ہے وسیلہ حساب سرور کا
سنگ ملجائے جو ترے در کا — اوسکو تعویذ میں گردن سرکا
کب تھمے روز دیدۂ تر کا — جوش رکتا نہیں سمندر کا
جب لکھوں حال سوز پنہائی — کہ قلم ہو پر سمندر کا
تجھ سے بیداد گریہ دل آیا — یہہ بھی لکھا مرے مقدر کا
یار کو گر ملی ہے سنگ دلی — مجھکو بھی دل عطا ہو پتھر کا
دم ہمارا ہی کا ہی بھر رہا ہے گلو — نام جس سے سنا ہے خنجر کا
حال عمر رواں نہ مجھسے پوچھو — ایک جھونکا ہے باد صرصر کا

طرز رفتار یار اے رونق
اک نمونہ ہے روز محشر کا

دیکھکر میں تو بری شکل ہوں گلرو جیتا — حشر تک یہہ ہی دعا ہے کہ رہے تو جیتا
گردش چرخ سے کچھ کم نہیں اوسکی گردش — چھوڑتی کسکو ہی یہہ نرگس جادو جیتا
دشت وحشت میں کبھی برق روی میرے — شرط جیتی نہ صبا اور نہ آہو جیتا
بیقراری کی یہی شکل ہے تو اے شب غم — جانتا ہوں کہ نہ چھوڑیگی مجھے تو جیتا

۳۱

یوں ہی حسرت مری دلکی جو نکلتی رونق
کوئی دن اور بھی میں چیر کے پہلو جیتا

پاس سے جب وہ ہوش جمال اوٹھا — درد دل میں مرے کمال اوٹھا

کہ یار کو وہ دیکھ سکے — آنکھ سے لے جو کوئی بال اُٹھا
رقص مین بیٹھکر وہ زہرہ جبین — کر کے ایک خلق کو حلال اُٹھا
لے اُٹھا تو بہی ساغرِ مئی ناب — ابر ہے خوب ای کلال اُٹھا
زار یان تک ہون مین کہ سرمہ کا — رخ محبوب سے نہ خال اُٹھا

وصل چاہا جو مینے ای رونق
سنتے ہی وہ مرا سوال اُٹھا

ہی اُس ابرو کا مری داغ جگر کا جوڑا — کیا ہی تحفہ ہی یہ شمشیر و سپر کا جوڑا
سیم کا چاہیے کچھ ہمکو نہ زر کا جوڑا — گر اُترا ہوا اُس رشک قمر کا جوڑا
نکتہ چینون سی دہن کا نہ کھلا جب عقدہ — تو قدِ یار پہ بہتان کمر کا جوڑا
لے اڑا عرش علی پر مجھے شہپر نگہ — رکھہ لیا سر پہ جو ہمر تاج بشر کا جوڑا
ہو گیا ایک مین اُس سیم بدن سی ملکر — بنگیا خوب ہی تقدیر سے زر کا جوڑا
اُسکے کوچہ مین جو ہی رنج تو آرام بھی ہے — روز اول سے ہی فردوس و سقر کا جوڑا
چھوڑ دی عارض پر نور پہ تو زلف سیاہ — دیکھہ دنیا مین کہ ہی شام و سحر کا جوڑا
جستجو مین گئے ہم ملک عدم تک لیکن — مثل عنقا نہ ملا اُسکی کمر کا جوڑا
شیشہ گر شیشہ گری پر نہ ہوا اتنا مغرور — توڑ کر دل بھی کسی خاک بسر کا جوڑا
زال دنیا ہے اِدھر اور اُدھر پیر فلک — ملگیا خوب ہی یہ مادہ و نر کا جوڑا
بول اُٹھتے ہین شب وصل برابر دونو — کیا موذن سے ملا مرغ سحر کا جوڑا

۳۳

مر کے جاتا ہی وہان کوئی تو یان ہی رونق
در جنت کا ہے اور یار کے در کا جوڑا

اُس سے کیا بحث جو ہوتا کوئی جاہل ننگا
قیس سے پڑھ کے محبت کے مسائل ننگا

قیس سا کب ہے جہان مین کوئی عاقل ننگا
کہ ہوا پڑھکے محبت کے مسائل ننگا

شرم سے ڈوب گئے ہین مُنہ خور دریا مین
ہی نہانے مین جو وہ حور شمائل ننگا

ہوگیا چاک لباس خودی جامہ عقل
بنگیا جو کہ ہوا عشق مین کامل ننگا

کوئی دیکھا نہین عاشق کی سوا ہمنی کہ ہو
الم صیف و شتا کا متحمل ننگا

ای پری زیور زنجیر پنہا دے اُس کو
پاسے وحشی ہی نہونے سے سلاسل ننگا

ڈالدے اُسپہ دوپٹہ کوئی اپنا قاتل
کہ تڑپتا ہی یونہین خون مین بسمل ننگا

کچھ عجب چیز ہے یہ پیرہن علم و ہنر
صاحب علم کے نزدیک ہی جاہل ننگا

ہار ہونے دے مری ہاتھہ گلی مین اپنے
ہی گلا آج ترا حور شمائل ننگا

مجھہ سے عریان و پریشان کا گذر ہو کیونکر
حکم اُس کا ہے نہو بزم مین داخل ننگا

چادر خاک ہی تو اوڑھ لی تن پر مجنون
ادب عشق ہی لیلی سے نہ تو بل ننگا

جامۂ عارضی حرص و ہوا سے رونق
دل کو رکھتے ہین سدا ذاکر و شاغل ننگا

۳۴

تو جا سکے دی عوض نامہ نامہ بر تنگا
کہ لاغری کی مری دیگی اُسے خبر تنگا

ہوا ہون عشق مین یہ اُسکے سوکھکر تنگا
کہ دست و پا ہین مری تیلیان کمر تنگا

تمام عمر رہین اُسکے بندۂ احسان
ہمارے سر سے اُتارے کوئی اگر تنگا

کسی کمر کے تصور مین اشک جاری ہین
کہ آپڑا ہی کوئی تجھہ مین چشم تر تنگا

پھڑک رہی ہی یہان آنکھہ اسلئے پیہم
لگا ہے کان کا اپنے وہ فتنہ گر تنگا

جو ناتوانی و کاہش نے اور یاری کی
ضرور مجھکو جلائینگے جا بگر تنگا

طلسم سازی رنگ حنا سے دور نہین
کہ اوسکے ہاتھہ مین ہو آکے تار زر تنکا

یہہ زار ہون کہ وہین مین ہی ساتھہ اوڑ جاؤن
ہوا سے اوڑکے لگے جسم پر اگر تنکا

چمن مین گل نے کیا خار سے گریبان چاک
کسیکے گوش سمن سا مین دیکھہ کر تنکا

جنون مین دیکھہ کے یہہ کہکشان ہی کہتا ہون
گیا ہے اوڑکے بگولے سے چرخ پر تنکا

چبھے ہین جوش جنون مین کچھہ اسقدر تنکے
کہ ہمنے ایک نچھوڑا زمین پر تنکا

دلیل ایک ہی یکتائے خدا کی ہی
الف کی شکل ہی دیکھو زمین پر تنکا

یہہ زور جوش جنون ہی بہار مین رونق
کہ ہمکو اب نظر آتا ہے ہر شجر تنکا

عدو کو وہ چھوڑ کر کب آئے اگرچہ ہی پاس گھر ہمارا
رکھین ہمارا خیال دل مین پڑا ہی کیا اونکو ڈر ہمارا

زمانہ محفل مین روز شب ہی نہین ہے تو اک گذر ہمارا
یہہ صدمے دلپر اوٹھائے ہر دم سرائے اب جگر ہمارا

برنگ نقش قدم پڑے ہین ترا ہی کوچہ ہی گھر ہمارا
تری قدم سے لگا ہوا ہے حنا کے مانند سر ہمارا

یہہ نامہ رکھہ رہی ہین روکر کہ جائین ہم اوس مکان پہ کیونکر
جہان فرشتونکے بھی جلین پر تو ہو وہان کب گذر ہمارا

تم اوسکو ناوک تو دو نگاہی کہ اپنی جیمین وہ کچھہ تو جانے
وہ اپنی تیر نگہ کو تانے سپر ہو داغ جگر ہمارا

یہہ کیون شب وصل بولتا ہی اسے خدا جانے کیا ہوا ہی

مری کہین حق سے یہ دعا ہی عدو ہے مرغ سحر ہمارا
بُرا ہو کمبخت دل لگی کا ہوئے جہانمین ذلیل رسوا
کہ ذکر ہی کوچہ کوچہ اپنا فسانہ ہی در بدر ہمارا
جھپک گئی چشم شاہِ خاور چمک گئی اخترونکی آنکھ
ہوئے زمین و فلک منور جو گھر سے نکلا قمر ہمارا
جفا و جور و ستم سہینگے خموش ہم شمع سان رہینگے
کبھی نہ کچھ راز دل کہینگے بلا سے کٹ جای سر ہمارا
جو ہمسے رونق وہ روٹھتا ہی تو خیر خالی دو بات کیا ہی
جہان گلونسے بھرا پڑا ہے مگر سلامت ہو زر ہمارا

تشبیہ دی کسی نے یہہ دیوانہ پن سے کیا
نسبت ہی گل کو آپ کی نازک بدن سے کیا
جسکے دماغ مین ہی تمہاری شمیم زلف
دل شاد ہو وہ نکہت مشک ختن سے کیا
اے چشم یار اسمین ہی کتنی رمیدگی
کچھ کہدیا ہی کانمین تو نے ہرن سے کیا
وابستگی نے جکڑے ہین پہلے ہی دست و پا
تم باندھتی ہو ہاتھ ہمارے رسن سے کیا
ایدل جناب عشق بھی ذات شریف ہین
کیا کہدیا ہی قیس سے اور کوہ کن سے کیا
اے خضر بولتی نہین گم کردہ راہ ہون
ہی بات کرنی منع غریب الوطن سے کیا
یہہ بھی کرشمے اوس قد و گیسو کی یاد کے
ورنہ غرض ہی تھی مجھے دار و رسن سے کیا
تیشہ سے سر کو پھوڑ کے کیون مر گیا عبث
شیرین نے ایسی بات کہی کوہکن سے کیا
جب دیکھیے تو جیب ہی سیکا ریونسے کار
نادم ہین خامہ وار ہم اپنی چلن سے کیا

دامن مین کچھ ثمر ہین کچھ گل ہین ہاتھ مین

سب بے برگ و ساز جاؤگے رونق چمن سے کیا

پاے مجنون کے لئے بوجھہ ہی سو من تہوڑا
ہی پے سلسلہ حداد یہہ آہن تہوڑا

خلق مین کون مری حال پہ گریان نہوا
دوست گر روی بہت سکے تو دشمن تہوڑا

مال و زر کی نہین کچھہ مجھکو ہوس دنیا مین
حسرتون کا مری سینہ مین ہی مخزن تہوڑا

دیکھہ ای دل نہ کہین قاتل نادان ڈرجاے
لوٹنا اور تڑپنا دم کشتن تہوڑا

کوچہ کوچہ پس محمل نہ بھٹکتا پہر قیس
خاک اڑانے کو ہی کیا دشت کا وہ بن تہوڑا

کس اداسی وہ یہ کہتا ہی کہ دون کس کسکو
اسکے خواہان ہین بہت اور ہی جوبن تہوڑا

اب جو تو رحم پر آجائی تو کچھہ بات نہین
مجھپہ گذرا ہے ستم ای بت پرفن تہوڑا

دل مین ہر کافر و مومن کے اُسی کا ہی خیال
شیخ واقف ہی زیادہ تو برہمن تہوڑا

مبتلا تجھپہ ہوا یہ ہی سزا ہے میری
مجھپہ جتنا ہو ستم ہی بت پرفن تہوڑا

ای منجم اُسے تو جان مرا اختر بخت
سب ستارون مین ستارا جو ہی روشن تہوڑا

اُسکو بہڑکائین عدو میری جلانے کے لئے
ڈالدین اور بہی وہ آگ پہ روغن تہوڑا

۱۴۸

عارض یار سے ہمنے جو ملایا رو ئی
حسن مین اُس سے بہت ہی گل گلشن تہوڑا

ہمنے وہ کچھہ تری جلوہ مین مرجان دیکھا
آشکارا نہ کبھی اور نہ پنہان دیکھا

ہمنے جو تیر کے پہلو دل نالان دیکھا
دل کی جا ناوک دلدار کا پیکان دیکھا

چھا گیا صبح قیامت کا نظر مین عالم
چارہ گر نے جو مرا چاک گریبان دیکھا

کہین برقع مین بہی چہپتے ہین حسینونکی جمال
شعلہ شمع کو فانوس مین عریان دیکھا

کچھہ بہی قدر مہ و خورشید نہین آنکھونمین
ہمنے جسدن سی کسیکا رخ تابان دیکھا

آہ و فریاد سے ہم منع نکرتے تھے تجھے
رگ گئے اور بھی وہ ای دلِ نالان دیکھا

تیس دن تجھکو ترقی ہی دو ہفتہ اُسکو
ماہ سے حسن ترا ہمنے دوچندان دیکھا

کبھی دل بر مین ہمارے کبھی وہ لب کے قرین
کبھی دیکھا اُسے یان اور کبھی وان دیکھا

آگیا اُس بتِ میکش کو خیال صہبا
رونق اُسنے جو ہمارا دل بریان دیکھا

یہ حال ہی تری بت مے نوش رقص کا
ہے آسمان بھی غاشیہ بر دوش رقص کا

تجھسے حسین مین دیکھکے یہ جوش رقص کا
رقاصۂ فلک کو نہین ہوش رقص کا

تیری خرام ناز کو گلشن مین دیکھکر
طاؤس کو ذرا نہ رہا ہوش رقص کا

اس نوجوان نے رقص کیا ترک کیون مگر
مانع ہوا ہی خطِ سیہ پوش رقص کا

ای رشک زہرہ دل سی مری بعد مرگ بھی
ہوتا ہی کوئی لطف فراموش رقص کا

بزم عدو مین تن سی مرا سر جدا کرو
دیکھون مین لطف ہوکے سبکدوش رقص کا

خلوت ہے اور سرو ہے اور کنج باغ ہے
ہو شغل آج ای بت مینوش رقص کا

لاکھون ادا و غمزہ اسی آپ یاد ہین
دیکھے کرشمہ یار کی پاپوش رقص کا

کرتی ہین آج تمکو مگر گرمجوشیان
دل مین اٹھا ہی رشک چمن جوش رقص کا

ملتی ہی آنکھ رقص مین حیرت سی چھا گئی
یان وجد کا رہا نہ وہان ہوش رقص کا

مدفن یہ سورہ چہل پر طاؤس کا رہے
کشتہ ہی رونق ای بت مینوش رقص کا

کیونکر نہ کہین تجھکو سب اہل خرد اچھا
زلف اچھی دہن خوب جبین عمدہ قد اچھا

مین کیونکہ کہون تمسی کہ اغیار بری ہین
اسوقت مین ہی نیک برا اور بد اچھا

درمان مریض غم فرقت سے اوٹھا ہاتھ
ہوجائیگا یہہ آپ درون لحد اچھا

دنیا مین بجز درد و غم و حسرت و حرمان
سب ڈسنے بتایا زازل تا ابد اچھا

وہ ہمسے سوا ملنے لگے آئے جو ضد پر
دشمن کا ہوا حق مین ہمارے حسد اچھا

جس ہاتھ سے ہو فیض جہان مین نہ کسیکو
کہتے نہین **رونق** اوسے اہل خرد اچھا

رنج تو ہمنے اوٹھایا یار پر اچھا ملا
گلشن ہستی مین آنے کا ثمر اچھا ملا

قدرت حق سے یہہ جوڑا سیمبر اچھا ملا
تمکو تیغ اچھی ملی اور ہمکو سر اچھا ملا

پاؤن تو پہیلاکے سوتے ہین لحد مین چین سے
مل گیا آرام جب رہنے کو گھر اچھا ملا

عاقبت سونا ہی سکو قبر تنگ و تار مین
کیا ہوا رہنے کو گھر دو دن اگر اچھا ملا

ابرو و چشم و لب و بینی کہان سے لائیگا
اوسکے چہرے سے تو چہرہ اے قمر اچھا ملا

حیف درد دل کسی سے بہی نہ اچھا ہوسکا
کی دوا اوسکی ہمین جو چارہ گر اچھا ملا

جستجو مین مثل عنقا ہوگئے ہم آپ گم
بعد مدت ہمکو مضمون کمر اچھا ملا

دم لبون پر آگیا اور وہ نہ آیا آجتک
خوبی قسمت سے ہمکو نامہ بر اچھا ملا

حسرت و ارمان لئے جاتی ہین ہم سوے عدم
اس سفر کے واسطے زاد سفر اچھا ملا

کوچۂ الفت مین جاتا ہی رہا تہا دل مرا
بعد مدت کے ملا **رونق** مگر اچھا ملا

جبکہ دار و مدار ہے دل کا
اوسکو سب اختیار ہے دل کا

جی سے بدخواہ یار ہی دل کا
تو ہی پروردگار ہے دل کا

گاہ دلبر مین گاہ اوسکے پاس
کہئیے کیا اعتبار ہے دل کا

خلق کہتی ہے آسمان جسکو
وہ بہی ہان ایک بخار ہی دل کا

شب فرقت مین کوئی پاس نہین
غم فقط غمگسار ہے دل کا

ہے غضب وہ ہی دشمن دل ہے
جسپہ ٹھیرا مدار ہے دل کا

وصل دشمن مین ہین جو وہ مجبور
ہمکو بہی اختیار ہے دل کا

میری انکہون مین آپ ایٹہین
کہیلنا گر شکار ہے دل کا

کوئی بستی نظر نہین آتی
کیا ہی ویران دیار ہے دل کا

حیف کہتے ہین جسکو غم رونق
وہ بڑا یار غار ہے دل کا

آج قاتل کا گلے پر میرے خنجر چمکا
للہ الحمد کہ میرا بہی مقدر چمکا

ٹوٹ کر چرخ سے گرجائینگے اکثر انجم
شب مہتاب مین اسی شوخ کا زیور چمکا

آسمین آئے جو نظر عیب صواب ہی اسے
دیکہکر آئینہ کو صاف سکندر چمکا

آتشین آہ کبہی دل مین کبہی لب پر
شعلہ اندر کبہی چمکا کبہی باہر چمکا

آہ سوزان سے تو چپکے تہے وہ پہلے رونق
میرے نالے نے دیا ان کو بکر چمکا

تجہہ سا جہان مین کون میری جان ہے دوسرا
چہرہ ترا نہین ہے یہ قرآن ہے دوسرا

لبہا ہے لعل یار کی تعریف کیا کرون
یاقوت ایک لعل بدخشان ہے دوسرا

رخصت جنون کو جامہ دری کی نہ دیگی ہم
دامان ہے فرد سرا نہ گریبان ہے دوسرا

دیکہا اسے کہین تو زلیخا نے یون کہا
واللہ یہ لب شرمہ کنعان ہے دوسرا

کچہہ حال ما ملان رخ و زلف کا نہ پوچہہ
حیران جو ایک ہے تو پریشان ہے دوسرا

کہتے ہین آسمان پہ تجھے دیکھکر ملک
دیکھو زمین پہ مہر درخشان ہی دوسرا

یہ دھاک ہی کہ بزم مین اس خستہ کی سوا
بیٹھے قریب یار کے امکان ہی دوسرا

خالی جراحتون نے کیا ایک کو تو کیا
رکھا ہماری پاس نمکدان ہی دوسرا

دو دشمنون کے ہاتھہ سی کیونکر بچیگی جان
نفس زبون ہی ایک تو شیطان ہی دوسرا

رخسارہ آپکے معدن حسن جمال ہین
ہی ایک بوستان تو گلستان ہی دوسرا

تیری قبا کے واسطے ہین نیر و ہلال
تکمہ ہے ایک اور گریبان ہی دوسرا

رونق کیطرح کیا تجھے دون ایک نگاہ پر
کب دل مری گرہ مین مرجان ہی دوسرا

پندار نے کیا ہے اسکو خراب اتنا
اتنی سی زندگی پہ اپھرا حباب اتنا

اعدا سے ہم پیالہ یان اجتناب اتنا
وان بے حجابیان وہ ہمسی حجاب اتنا

کہدون الٹ کے منہ سی اسکے نقاب اتنا
ہمسے حجاب رکھنا ای بے حجاب اتنا

تجھہ سی نہ یہ گمان تھا ای بانی تغافل
غیرون کے واسطے ہو ہم پر عتاب اتنا

ملتا نہ تو بتون سی پھنستی نہ ہم بلا مین
تو نے کیا ہے ایدل ہمکو خراب اتنا

آوارۂ محبت جیسا ہے دل ہمارا
دیکھا نہین کسیکو ہمنے خراب اتنا

جیسا مری گلو پر چلتا ہے خنجر اس کا
دیکھا نہین کسیکو چلتے شتاب اتنا

وہ قادر و توانا جب مغفرت پہ آیا
ہمسے نہ اٹھہ سکیگا دیگا ثواب اتنا

کیفیت نگاہ مست بتان نہ پوچھو
دیکھا نہین کسیکو مست شراب اتنا

شرمندگی سے اسکی رہتا عرق عرق ہے
رخ سے خجل ہوا ہی اسکے گلاب اتنا

پرتاب جسطرح کا ہر اشک چشم مین ہے
ہوتا ہی کب صدف مین گوہر خوش آب اتنا

کیا تنگئی دہن ہے بیٹھو کہ جاؤ صاحب
موںہہ سے نہین نکلتا اُسکے جواب اتنا

اپنی نہ کچھہ خبر ہے کچھہ ہوش ہی نہ اپنا
بدمست ہو نہ ظالم پیکر شراب اتنا

دل ہجر مین کسیکے ایسا عذاب مین ہے
ہوگا نہ حشر مین بہی ہم پر عذاب اتنا

اُس رخ کے ہو مقابل فرمائیے تو رونق
ہے آفتاب اتنا یا ماہتاب اتنا

دل زمانے سے ہٹ گیا اپنا
ہم بھلے اور گہر بہلا اپنا

طپش دل ہے مدعا اپنا
عشق بخشے ہمین خدا اپنا

تم سے اب واسطہ ہے کیا اپنا
وہ تمہارا یہ راستا اپنا

وہ بھلے غیر سے ہین کیا ملئے
ہوگیا اُن سے دل بُرا اپنا

غم ہے یا درد ہے زمانے مین
اور اسکے سوا ہے کیا اپنا

جو نہ سمجھے اُسے جدا دل سے
کیون نہ سمجھے اُسے خدا اپنا

اُسکی صورت بنا کے ہستی مین
آپ عاشق ہوا خدا اپنا

ہم تو محو جمال یار رہے
کام کرتی رہی ادا اپنا

وہ ستم پرستم دکہاتے ہین
جان کر مجھکو مبتلا اپنا

لیگئے عقل و ہوش و تاب و توان
موںہہ دکہا کر وہ چاند سا اپنا

دست رس اُن کے پانو تک نہوئی
خون نہ کیونکر کرے حنا اپنا

دل مین پیدا کیا جو سوز درد
شمع کیطرح سر کٹا اپنا

ہم تو اس آبرو پہ مرتے ہین
خنجر یار اور گلا اپنا

بہاگتا ہون دوئی سے کیا سمجھون
کیا پرایا ہے اور کیا اپنا

مجھکو کس کس طرح ستاتے ہین
جانتے ہین جو نقش پا اپنا

تیر مژگان نے اُس ستمگر کے
رکھہ لیا نام ہے قضا اپنا

شرم آتی ہے کس طرح انگین
مونہہ نہین قابل دعا اپنا

ایک مین اور چار چار خیال
جان کا دل کا یار کا اپنا

بہر تسلیم خنجر قاتل
پیشتر سب سے سر جھکا اپنا

گلشن دہر مین ہون مثل صبا
نہ نشان ہے نہ کچھہ پتا اپنا

وقت پیری ہے دیکھہ اے رونق
دل خدا کی طرف لگا اپنا

نامہ کو میرے دیکھکے اسنے جلا دیا
شاید مری طرف سے کسینے پڑھا دیا

ہمنے جو حال دل انہین اپنا سنا دیا
مونہہ سے تو کچھہ نہ بولے مگر مسکرا دیا

گریہ نے آج دشت کو دریا بنا دیا
طوفان ہماری آنکھہ سے ہمکو دکھا دیا

اسلام و کفر کا یونہین جھگڑا مٹا دیا
شوخی سے اسنے پردۂ حائل اٹھا دیا

رخ سے ذرا نقاب جو اُسنے اُٹھا دیا
قدرت کا اپنی حق نے تماشا دکھا دیا

کتنا شب فراق مین جینے سے تنگ تھا
مارا نہین ہے آپ نے مجھکو جلا دیا

پھیلائے پانون قبر مین تھے چین سے
اے شور حشر تو نے ہمین کیون جگا دیا

بلبل نے گلستان مین جو کچھہ حال دل کہا
غنچون نے چٹکیون ہی مین اسکو اڑا دیا

عاشق کی مرگ و زیست ہی اک کھیل ہے انہین
مارا نگہہ سے اور لبون سے جلا دیا

واقع مین پیش اہل نظر ہون گناہگار
مستی مین مینے شیشۂ صہبا گرا دیا

دامن آستین چڑھائی کہ پہنا دہر کفن
شمشیر وان اٹھائی کہ یان سر جھکا دیا

سوز دروں سے جل ہی چکا تھا تمام جسم
جوش سرشک چشم نے لیکن بجھا دیا

بے یار بزم عیش بھی ماتم کدہ ہے
ہم اسطرح سے روئے کہ سبکو رلا دیا

اپنے بھی دل میں ہے وہی آتش بھری ہوئی
اکدم میں کوہ طور کو جس نے جلا دیا

رسوا جہان میں ہم ہوئے عیب دب گئے
اچھا ہوا جو خاک میں ہمکو دبا دیا

جز اُسکے اور کوئی نہیں رہنماے کل
پروردگار نے وہ ہمیں پیشوا دیا

وعدہ جو اُسکے وصل کا فردا پہ جا پڑا
اک روز اور موت کا ہمنے بڑھا دیا

وحشت پہ میری گل نے گریبان کیا قبا
شبنم کو حال زار نے میرے رلا دیا

کیا لطف ہے کہ رنج سے پیدا ہوئی خوشی
ہم روئے اسطرح سے کہ اُسکو ہنسا دیا

ہے یہ دعا کہ تجھکو بھی یہ ہی عروج ہو
اے عشق تو نے خاک میں ہمکو ملا دیا

دلچسپی فسانۂ غم کیا بیان کروں
القصہ اپنے بخت کو مینے سلا دیا

آیا وہ گل تو نقش کف پاے ناز سے
صحن مکان کو تختہ گلشن بنا دیا

خود نور سرمہ میں فرط لطافت سے مل گیا
لیکن شمیم زلف نے اُسکا پتا دیا

دل ہے کہاں جو مانگتے ہیں آپ بار بار
سو بار سینہ چیر کے ہمکو دکھا دیا

۴۸

رونق بیان درد ستا اب تو ہو خموش
کم بخت بکتے بکتے میرا سر پھرا دیا

پیش ازیں تیرا مزاج اے رشک حور ایسا تھا
تجھکو اپنے حسن و خوبی پر غرور ایسا تھا

میں میں پیش او تجلی کوہ طور ایسا تھا
سرمہ چشم جہاں ہو بہر نور ایسا تھا

کیوں غضب ہے کچھ ہوا اے رشک حور ایسا تھا
جسکی یہ تعذیر ہے میرا قصور ایسا تھا

تجھسے جب تک رابطہ اے رشک حور ایسا تھا
حسرت و اندوہ کا دل میں وفور ایسا تھا

مرگیا جب مین تو اُسنی ہم نشینون سی کہا
اس زمانہ مین تو عاشق وورد دور ایسا نتہا

درد دل سے عرصۂ محشر مین جب نالہ کیا
اہل محشر بول اُٹھی شور صور ایسا نہ تہا

آمد و رفت نفس پر جب نظر کی بعد مرگ
کہل گیا ملک عدم ہستی سی دور ایسا نتہا

آہ سے غربال کر دیتا گر پاس آگیا
روز فرقت آسمان کچھہ مجھسے دور ایسا نتھا

جان کہو دی عقل پر فرہاد کی پتہر مین
ورنہ جوی شیر کا لانا ضرور ایسا نتہا

بنگیا طرز تغافل سے تری یہ رنگ اہی
شیشۂ دل ورنہ پہلے چور چور ایسا نتہا

سب تری باتین نظر مین ہین کہ مجھکو بزم مین
نشۂ صہبا نہ اتنا تہا سرور ایسا نتھا

کہل گیا محشر مین حال سختی روز فراق
دل پہ اپنے صدمۂ روز نشور ایسا نتہا

قیس و وامق دونو غرق لجۂ حیران ہوئے
سہل بحر عشق کا کرنا عبور ایسا نہ تہا

۱۰۹

مہر و ماہ و شمع و گل رونق نہ ٹہیرے پیش یار
غور سے دیکہا تو چارون ہی مین نور ایسا نتہا

اسمین ہی خاصہ ای عہد شکن پتہر کا
ہمکو بے شبہ تری دل پہ ہی ظن پتہر کا

دل جو اُس بت کو دیا خالق من پتہر کا
تو ہمین کیون نہ بنایا ہمہ تن پتہر کا

جو کہا ہی نہ پہرونگا نہ پہرونگا اُس سے
نقش ہی ہر سخن ای غنچہ دہن پتہر کا

عشق پتہر کے کہلونسی ہی اُسکو اے دل
ہاتہہ تک اسکے پہنچتا ہے تو بن پتہر کا

چور چور اُسنے کیا شیشۂ دل کو میری
کام کرتی ہے درشتیٔ سخن پتہر کا

سنگدل جو تری الفت مین کوئی مر جائے
بن سکے تو اسے زیبا ہے کفن پتہر کا

کون کہتا ہی تری لب کو عقیق یمنی
اور اگر کہیے تو بنتا ہے دہن پتہر کا

سنگ بر ہی یہ جو اُس زلف کا سایہ پڑجائے
تو بنے نافۂ آہوئے ختن پتہر کا

یہ بند ہی نغمۂ بلبل کی گلستا نمین ہوا
کہ بنا کثرت حیرت سے چمن پتھر کا

متحمل ہو تری سخت کلامی کا وہ
جس نے پایا ہو دل اے شوخ چمن پتھر کا

سنگ اطفال کے کہا کہا کے بذیر شب و روز
ہوگیا ہی تری دیوانہ کا تن پتھر کا

ہی تو لیکن نہین کچھہ اُس سی نکل سکتی بات
رو برو یار کے بنتا ہے وہین پتھر کا

آہ وزاری سی مری ٹوٹ کے اب تک نہ گرا
اس سی کہتا ہی کہ ہی چرخ کہن پتھر کا

راست کہتے ہین کہ سختی پہ ہی نرمی غالب
کاٹ دیتی ہی جگر دیکھہ رسن پتھر کا

شعر اس طرح کا اس سخت زمین مین لکھے
طبع نے اپنی تراشا ہے چمن پتھر کا

آج کل کوئی نہین سنگدلی سے خالی
چل گیا حیف زمانے مین چلن پتھر کا

سخت دل عیب نچھوڑی کبھی جب تک نہو قتل
بے تراشے نہ مٹا نقش شکن پتھر کا

ہی یہ نازک کہ اگر کھیل سے اسیر پھینکون
جسم پر کام کری برگ سمن پتھر کا

مقبری کو مرے سنگین نہ بنائی کوئی
بوجھہ کب مجھہ سے اُٹھا سینکڑون من پتھر کا

۵۱
یہ زوان نظم اور اس سخت زمین مین رونق
تمنے کھینچا ہے عرق مشقی من پتھر کا

کوئی جاتا ہے تو ہے سر بگریبان آتا
وان سے دیکھا نہ کسیکو کبھی شادان آتا

دل مین ہی بسکہ خیال رخ جانان آتا
اپنی پہلو مین ہی خورشید درخشان آتا

چھوڑ کر خاک در یار نہ اٹھتا زنہار
واسطے میری اگر تخت سلیمان آتا

لب لعلین کو تری دیکھہ لیا ہے جنے
اب نگاہون مین نہین لعل بدخشان آتا

ہون وہ دیوانہ جو ہوتا کبھی قصد صحرا
پیشوائی کے لئے میری بیابان آتا

شکل گل سینہ صیاد نہو جاتا چاک
بولنا تجھکو گر اے بلبل بستان آتا

آنکھ اٹھتی نہ عدو سے نہ پھری دن اپنے
تجھکو کچھ بھی نہیں اے گردش دوران آتا

خود پریشان ہے وہ کاکل کی پریشانی سے
پوچھے کون میرا حال پریشان آتا

غش گئے وان اثر جذبۂ دل دیکھ لیا
ہم تو جب جانتے تجھکو کہ وہ جب یان آتا

چھوڑتا روز جزا تک کبھی مین اسکو
ہاتھ میرے جو شب وصل کا دامان آتا

بس مرون ہے کسی بزم نگارین کا خیال
میری خاطر مین ہے کب روضۂ رضوان آتا

نالہ و آہ و غم و درد محبت کے سوا
اور بھی کچھ ہے تجھے اے دل نادان آتا

جب سے ہے سر مین کسی زلف کا سودا رونق
کبھی آتا ہے تو سے خواب پریشان آتا

شعلہ رویون کے جو دلمین ہوئی الفت پیدا
ہوگئی اپنی طبیعت مین حرارت پیدا

ہوتی آفاق مین ہر طرح کی آفت پیدا
ایک ہوتا نہ یہ کافر غم فرقت پیدا

پئے عاشق ہوئی کیا کیا نہ عقوبت پیدا
کہ ہوا ایک عذاب غم فرقت پیدا

کہین تجھ سے بھی مین ایسے قد و قامت پیدا
ہے سراپا تری قامت سے قیامت پیدا

انکے جانے سے یہ دل مین ہوئی صورت پیدا
کہ ہوا درد اور اسمین ہوئی شدت پیدا

تیرہ بختون کے دنونکی سیاہی پہلی
کہ ہوئی دور جہان مین شب فرقت پیدا

شام فرقت کی سحر بھی ہے کسی نے دیکھی
اس ہدایت کی بھی ہوتی ہے نہایت پیدا

اس وفا پر یہ جفائین تری سمجھے سمجھے
کہ محبت ہی سے ہوتی ہے عداوت پیدا

انکے جانے مین وہ آفت وہ مرا جوش قلق
حشر کیا کیا نہ ہوئی یان دم رخصت پیدا

حسن اور عشق مین اک ربط نہانی ہے غضب
وہ ہنسے وان ہوئی یان دلمین مسرت پیدا

چارون جانب تری طرز ستمگاری پر
کی ہے کیا چرخ جفا کار نے رفعت پیدا

تیز تر ہے مئی صافی سے شراب پندار
اسمین ہوتی ہی وہ عالم ہی سی غفلت پیدا

نہ تو آئے ہو کہین جا کے نہ ہو کچہ مضطر
کیون زبان مین دم پرسش ہوئی لکنت پیدا

سر عاشق سی نکلتا ہی وہ ہوان بن بنکر
دل مین ہوتا ہے جو اک سوز محبت پیدا

عرق رخ کو نہ رومال عدو سے پونچہو
اس سے ہوتی ہی مریجان عداوت پیدا

اک اشارہ پہ دیئی جان و دل و صبر و قرار
ہم سے ہوتے ہین کہین صاحب ہمت پیدا

بیقراری نے جو دل کی مجھی کچہ فرصت دی
اُن سے ملنے کی بہی ہوگی کوئی صورت پیدا

وصل اغیار کا وہ راز چہپا رکہا ہے
کہ نگاہون سے ہے یہ رنگ خجالت پیدا

مصقلہ ہے جگر سوختہ کی خاکستر
کیونکہ ہو آئینہ دل مین کدورت پیدا

ہون وہ فسردہ کہ دنیا کے تماشے دیکھے
نہوئی پر نہوئی دل مین مسرت پیدا

جان اس تیغ دو دستی سے بچیگی کیونکر
شرم آنکھون مین ہی پنہان تو شرارت پیدا

نرگس شوخ مین ترکیب حیا ہے پنہان
نگہہ شرم سے ہے رنگ شرارت پیدا

تجھکو مجھہ سا ہی بنایا تری یکتائی نے
آئینہ دیکھہ کے کیا ہوگئی حیرت پیدا

حق تو یون ہے کہ دل سوختہ نے جل جلکر
کی ہی اُس شوخ کی آنکھون مین شرارت پیدا

روٹھکر وہ جو ملے اور بڑہی لذت وصل
راست کہتے ہین کہ ہو رنج سی راحت پیدا

ہم جو دلسوز نہوتے تو یہ حسرت آتی
کہ تری دل مین بہی ہو سوز محبت پیدا

اور دلسوزی ہمدرد یہ دل جلتا ہے
اور ہوتی ہے محبت سے محبت پیدا

ہین طبیعت مین نہان رنگ دل آشوبی کے
کہ نگاہون مین ہی شوخی و شرارت پیدا

کوچہ یار مین جانا ہی غضب تہا رونق
کہ ہوئی زمرۂ اعدا مین قیامت پیدا

۵۴

جو یکرنگی ہے تو مین اور تو کیا
دوئی جب اوٹھہ گئی پھر گفتگو کیا

نشاط وصل مین یہ گفتگو کیا
ستم کا شکوہ انکے روبرو کیا

تری شمشیر اور میرا گلو ہو
زیادہ اوراس سے آرزو کیا

نہ بولین وہ تو اُسپر بحث ہی کیون
دہن موہوم ہے پھر گفتگو کیا

سحر سے لڑ رہی ہین ور سے آنکھین
یہان آج آئیگا وہ جنگجو کیا

تری خنجر کی ہے یہ مہربانی
وگرنہ کیا مین اور میرا گلو کیا

ہمین طول اسیری نے بہلایا
کہ گل کی شکل کیا ہے رنگ و بو کیا

سنبھل سکتی نہین تلوار جس سے
کٹے اس ہاتھہ سے میرا گلو کیا

دل اُنکا جان اُنکی سر ہے اُنکا
ہمین اس مین مجال گفتگو کیا

لپٹ کر مجھہ سے وہ کہتے ہین رونق
کہو تو دل مین ہے اب آرزو کیا

۵۳

نشہ مین شیشۂ دل چور چور ہم سے ہوا
جہان کی دل شکنی کا قصور ہم سے ہوا

جو سوچئے تو ظہور فتور ہمسے ہوا
جہان مین رنج و الم کا ظہور ہم سے ہوا

اُٹھائی جسنے ستم جو حوصلہ ہوا انکو
ادا جفا کی سکھانی قصور ہمسے ہوا

اُٹھا جو پردۂ غفلت تو یہ ہوا ظاہر
کہ برق ہمسے ہوئی کوہ طور ہمسے ہوا

وہ دیکھکر طپش دل مری یہ کہتے ہین
کہ نار تجھہ سے ہوئی اور نور ہمسے ہوا

بلا ہی بد ہوئے کچھہ یہ جنون کے جوش مین ہم
کہ جسکو پاس بلایا وہ دور ہمسے ہوا

ہمین خیال مین سمجھا وہ بازئی آتش
لگائے آگ جو وہ شوخ دور ہمسے ہوا

نثار بندہ نوازی کے رحم کے قربان
کہ منفعل وہ ہوا اور قصور ہمسے ہوا

قلق مین اُٹھے اور اُس در پہ جا کے ہو آئے
خراب حال دل ناصبور ہمسے ہوا

جو تجھہ سے دل نہ لگاتے تو کیون ستم سہتے
ترا قصور نہین یہ قصور ہمسے ہوا

بس ایک جرعہ کے پیتے ہی ہو گئے بیہوش
نہ ٹھیرے پاؤن نہ ضبط سرور ہمسے ہوا

وسیع رحمت حق ہی ہے کسقدر رونق
کیا ہے عفو اُسے جو قصور ہمسے ہوا

گھر مین تو غیر کے مہمان نہوا تہا سو ہوا
ظلم جو مجھہ پہ مری جان نہوا تہا سو ہوا

چشم تر مین نہ رکے فرط قلق سے آنسو
سطحۂ بحر بیابان نہوا تہا سو ہوا

درد فرقت سے یہ تنگ آہی گیا آخرکار
مین کبہی طالب درمان نہوا تہا سو ہوا

جوش وحشت کے بڑہے ہاتہہ کہلے عاشق کے
پاؤن تک چاک گریبان نہوا تہا سو ہوا

دم خفا ہونے لگا فصل بہار آ پہنچی
گہر مجھے خانۂ زندان نہوا تہا سو ہوا

منفعل ہون کہ چہپاتا تہہ سے کیون دہن یار
مین کبہی سر بگریبان نہوا تہا سو ہوا

ہو گیا ربط کسی پردہ نشین سے دل کا
آشنائی غم پنہان نہوا تہا سو ہوا

غم سے گہبرا کے شب وصل الٹ دی ہے نقاب
شب کو خورشید درخشان نہوا تہا سو ہوا

اشک گلگون نے دکہائی ہے قیامت کی بہار
رشک گلزار جو دامان نہوا تہا سو ہوا

مر کے آرام ملا ورنہ تری ہاتہون سے
ہم پہ اے گردش دوران نہ ہوا تہا سو ہوا

زخم پر زخم تو کہائے تہے نگہ کے دل نے
ہدف ناوک مژگان نہوا تہا سو ہوا

۵۵

وہ جو آتے ہین تو کہتا ہون خوشی سے رونق
گہر مرا روضۂ رضوان نہ ہوا تہا سو ہوا

نہوا مثل تری اور نہ پیدا ہوگا
کوئی دنیا مین حسین تجھسا کیا ہوگا

غمزہ و ناز و ادا ساتہہ لئے آئینگے
حشر اک اور نیا حشر مین برپا ہوگا

دیکہو دیکہتے آنکہون سے ہوا کیا کیا کچہ
اور دیکہینگے ابہی دیکہئے کیا کیا ہوگا

آپ کسو اسطہ دین رنگ حنا کو تکلیف
بس یونہین دل مین مری خون تمنا ہوگا

وصل مین بہی غم فرقت سے ذرا چین نہین
صدمۂ ہجر ہمین کیونکہ گوارا ہوگا

تم جسے دیکہتے ہو کم نہین سوچو سمجہو
اصل مین قطرہ بہی دیکہوگے تو دریا ہوگا

موت کہتے ہین جسے جسکو قضا کہتے ہین
سو حقیقت مین اشارہ وہ کسیکا ہوگا

آپ وہ آئینگے جب دل مین صفا آئیگی
عکس دیکہوگے جو آئینہ مصفا ہوگا

جان بلب ہے کوئی بیمار بری حالت ہے
تم بہی دیکہوگے ذرا چل کے تو اچہا ہوگا

ہم تو کہتے ہین کہ عاشق ہین مگر اپنا سا
آپ نے بہی کوئی معشوق نہ دیکہا ہوگا

مدد ای درد کہ فرقت مین رہیگا رونق
ہمت ای چشم کہ اس درد مین رونا ہوگا

٥٦

## غزل قطعہ بند

کیا یہ کہتے ہو کہ ہم جائینگے تو کیا ہوگا
کچہ وہ ہوگا کہ کسینے بہی نہ دیکہا ہوگا

ہجر مین آپ کے جو جو ہوا تہا پہلے
ہے یقین اب بہی وہی حال ہمارا ہوگا

پہر وہی آہ و فغان پہر وہی نالے ہونگے
پہر وہی خاک وہی دامن صحرا ہوگا

پہر وہی رنج و الم پہر وہی بیتابی دل
پہر روان آنسوؤن کا چشم سے دریا ہوگا

پہر وہی لشکر اطفال رہیگا ہمراہ
پہر وہی سنگ زنی وہ ہی تماشا ہوگا

پہر وہی جامہ دری پہر وہی عریان بدنی
پہر وہی سر وہی سامان وہی سودا ہوگا

پہر وہی جوش جنون پہر وہی فریاد و فغان
پہر وہی ہم وہی حسرت وہی رونا ہوگا

سنکے سب حال دیا طیش مین اگرچہ جواب | ہمنے مانا کہ یہ سب رشک ہے پھر کیا ہوگا

گفتگو غیر سے تا دیر رہی وان رونق
ذکر اپنا بھی یقین ہے کہ کچھ آیا ہوگا

کبھی خیال جو اس کا ادھر نہین ہوتا | مگر کچہ اپنی فغان کا اثر نہین ہوتا
یقین ہے کہ ہم آغوش غیر آج وہ ہین | کہ بی سبب کبھی درد جگر نہین ہوتا
مری فغان سے وہ سرمست نشہ پندار | یہ بے خبر ہے کہ سنکر خبر نہین ہوتا
خیال وصل کجا اور کجا وہ خلوت ناز | کہ جسمین وہم وگمان کا گذر نہین ہوتا
کہین نہان ہو عیان دیکھتا ہون جلوہ یار | مری نگاہ سے پنہان مگر نہین ہوتا
ملی ہوئی ہی مگر روز حشر سے شب ہجر | کسیطرح سے ظہور سحر نہین ہوتا
تری نگاہ مین ہین مستیان قیامت کی | کہ مجھکو ہوش بھی دو دو پہر نہین ہوتا
یہ ناز دیدۂ گریان اسی بضاعت پر | کہ ایک گوشہ دامن بھی تر نہین ہوتا
وہ شب نہین ہے کہ سر پر بلا نہین آتی | وہ دن نہین ہے کہ ٹکڑے جگر نہین ہوتا
خدنگ آہ تو جاتا ہے آسمان سے پرے | مگر عدو کے جگر تک گذر نہین ہوتا
بس اک نگاہ مین جھگڑے تمام ہوتے ہین | مگر یہ آپ کو منظور نہین ہوتا
خدا بچائے محبت کی گرم جوشی سے | کہ اس سے بڑھ کے عذاب سقر نہین ہوتا
جو حال دل کبھی کہتا ہون تو یہ کہتے ہین | ترا بیان ہے غضب مختصر نہین ہوتا
وصال و ہجر پہ موقوف کیا ہے کوئی کام | بغیر حکم قضا و قدر نہین ہوتا
بلا سے مجھکو پٹک آئین تری کوچہ مین | کسی سے یہ بھی تو ای فتنہ گر نہین ہوتا

خدنگ آہ لگاتے ہین پے بہ پے رونق

عدو کے ولیہ کوئی کارگر ہیں ہوتا

ئرٹ مں دل کی امر ہی گر ہس ہوما　　نہ کیا عصب ہے عدو پر اثر ہس ہوتا

ہس وہ سوح کہ حسیں ادای کرم ہیں　　ہس وہ سنگ کہ حسیں سرر ہس ہوما

وہ ہوسمار ہی حکو ہس حبر اہی　　حبر اسے ہے کہ حوما حبر ہیں ہوما

رحم رحم سے پاے ہیں حاں کیوں سل　　حعا مں رساک ادا کا اگر ہیں ہوما

رہ وما مں گدرما ہے راہرو سر سے　　درا ہی وا قف حوف وحطر ہیں ہوما

ہراک کی دل سے سے حاؤ کچھہ نہ اہی کہو　　سلوک اس سے کوئی حوسر ہیں ہوما

ملادحاک مں عاسق ہی کو کہ مات ہے　　یہاں کے آے مں حیلہ اگر ہس ہوما

یہاں سہرمں ہں کعس دو عالم کی　　وے عیاں ہی کمال لتہ ہس ہوما

نہ دیکھا ہوں کہ کہاں کیوں حوڈ عدم　　وگرنہ فکر دہاں وکمر ہس ہوما

عوص علاج کے درد حگر بڑھادی کچھہ　　حو تجھے چارۂ غم چارہ گر ہیں ہوتا

نہ کیوں کہوں مری ماں نہ اعماد ہیں　　مگر ہیں تو مری عہد پر ہس ہوتا

کسکی آہ و معاں سے وہ کیا ڈرے دوق

موں سکے دل میں حدا کا ہی ڈر ہیں ہوتا

ہوما ہے اگر ماس مک اُسکے گدر اپیا　　ہیستے ہں بہت ہم نہ وہ سو بہ پہر کر اپیا

حسات ہے حبردار دل مے حبر اسا　　معلوم ہس ہمکو ہی حال اسعدر اپیا

اب طالع سدار ہے کس اوج پر اپیا　　گدرے نہ ملائک ہی جہاں سے گدر اسا

دیکھا کر دیکھاما ہے وماے اسر اپیا　　ہے دکر مری مردم مں آنکھوں بہر اپیا

کی اہ و معاں بسی بہت حوش ہیں مگر ہم　　دار و کی قسمت نے دیکھاما اسر اسا

تنہا ہوں یونہیں جادہ نوردِ رہِ الفت
جز حسرتِ دل کوئی نہیں ہمسفر اپنا

سایہ بھی ہمارا نہیں جس راہ میں ہمراہ
اُس راہ میں مقسوم ہوا راہبر اپنا

وحشت میں گذرتی ہی کچھہ اس رنگ سے اوقات
صحرا میں ہوا دار ہے ایک اک شجر اپنا

سر تن پہ رہا سر میں رہی شورشِ الفت
اچھا نہوا پر نہوا دردِ سر اپنا

اک وار میں شمشیر کے ہوتے ہیں سبکدوش
سن لیجئے ہے قصہ بہت مختصر اپنا

بے صرفہ نشین خاک ہوں ہم راہ وفا میں
ہوتا ہے کوئی کافرِ بیداد گر اپنا

اپنا وہ محبت میں نہوگا نہ ہوا ہے
کیا دل کو بنایا ہے سمجھہ سوچکر اپنا

بیٹھا درِ جانان پہ تو دربان نے کہا یہ
اوٹھہ جاؤ بہا چاہتے ہو تم اگر اپنا

ہم ترک محبت نکرینگے نہ کرینگے
نقصان ہوا اس بات میں گو سر بسر اپنا

سر جائے محبت میں کہ ایمان پہ بنجائے
ہو جائے کسیطرح وہ کافر مگر اپنا

آتا ہے یہی جی میں کہ مرجائیے اک دن
اُس شوخ کی دیوار سے سر پھوڑ کر اپنا

۲۱

رونق مگر اللہ کرے خیر کسیکی
کہتے ہیں وہ آئینے میں مونہہ دیکھکر اپنا

میرا سوال کیا ہے تمہارا جواب کیا
آئے ہو پیکے گھر سے عدو کے شراب کیا

اُن سے بیان کیجئے حال خراب کیا
سو بار بھی کہو تو وہاں ہے جواب کیا

یہ اتقا یہ سادگی و اجتناب کیا
واعظ بہار میں بھی نہیں پی شراب کیا

ہی ہے نقاب اُٹھا کے یہ کہنا شب وصال
نکلا نہیں افق سے ابھی آفتاب کیا

کچھہ یاد ربط غیر میں تم ہو کھنچے کھنچے
ورنہ شب وصال ہے یوں اجتناب کیا

یہ ظلم یہ ستم یہ تغافل یہ کاوشیں
تم روز حشر دوگے خدا کو جواب کیا

سرگشتہ دو جہان مین ہون بہر تلاش یار
اس سے زیادہ اور رہونگا خراب کیا

ہین آپ دل مین اور نظر آتے نہین یہ کیون
جسکی بغل مین رہیے پہر اُس سے حجاب کیا

ہی یاس یون تو دفتر امید و آرزو
لیکن وہان سے دیکہیے آئے جواب کیا

گریہ محیط خیز ہے غیرون سے کیون ملو
دیکہو کہ ہے ارادۂ چشم پر آب کیا

یہان ڈر نہین عقوبت روز نشور سے
بڑہکر شب فراق سے ہوگا عذاب کیا

مین نے کہا کہ یاد ہے کچہہ وعدۂ وصال
کہنے لگے کہ آپ نے دیکہا ہے خواب کیا

آتے نہ آتے آپ مگر یہ غضب ہوا
لکہا تو کیا یہان سے اور آیا جواب کیا

اٹہتا ہے دل مین جوش اور آتے ہین ولولے
ابتک ہے سر مین شورش عہد شباب کیا

جذب وفا صحیح ہے بیتاب کیون ہو دل
بس مین وہ آہی جائینگے ہی اضطراب کیا

دیوار و در سے برق درخشان ہی جلوہ گر
الٹا ہے تمنے رخ سے سحاب نقاب کیا

روتے ہین اُنکے سامنے ہرچند ہم مگر
رحم آئے اُنکے دل مین ذرا بہی حساب کیا

ہمکو تو وصل و ہجر عذاب و ثواب ہے
کسکو عذاب کہتے ہین اور ہے ثواب کیا

آنکہین ادہر کہلی ہین ادہر بند ہوگئین
بحر جہان مین آئے تھے شکل حباب کیا

ہرچند مہر و ماہ مین تنویر ہے مگر
روکش ہون اُنکے عارض روشن سے تاب کیا

حاصل ہی مدعا یونہین تکلیف سعی کیون
جو آپ پر نثار ہو اُسپر عتاب کیا

نازک بہت سوال ہین ای منکر و نکیر
دونگا جواب سوچکے ہے اضطراب کیا

مانا کہ فرط غم سے رہے ہم عذاب مین
فرمائیے کہ آپ کو ہوگا ثواب کیا

جز خامشی کہینگے وہ کیا عرض وصل پر
جنکے نہو دہن ہی وہ دینگے جواب کیا

رونق اور انقلاب فلک سے ڈرینگے ہم

سو انقلاب کہاں سے یہ اک انقلاب کیا

سمجھتے تھے اُسے نادان مگر وہ تو بلا نکلا
که دشمن بنگیا نام محبت مونہہ سے کیا نکلا

مری گھر سے سحر جو آج وہ کافر ادا نکلا
نہ ٹھہرا ایک دم ہمراہ اسکے دم مرا نکلا

برای سیر بن ٹھنکے وہ اپنے گھر سے کیا نکلا
کہ شرقِ نور سے اک جلوۂ نور خدا نکلا

ذرا تو غور کر جی مین کہ کی کیا کچھ جفا تو نے
مگر مونہہ سے نہ عاشق کے گلا شکوہ ذرا نکلا

نقاب الٹی ہوئی رخ سے جو وہ بالای بام آئے
تو سب کہنے لگے خورشید تابان دوسرا نکلا

مسافر ہون اگر ہو حلم تو در پر ٹھہر جاؤن
مقدر راہبر تھا آپکے کوچے مین آ نکلا

رقیب نیش زن کو کیا نکالا اُسنے محفل سے
ہماری جان مین جان آئی دل سے خار سا نکلا

مرا پیغام اُس گل تک نہ پہنچا یا نہ پہنچایا
کسیکا تجھہ سے بھی کچھ کام ای بادِ صبا نکلا

بڑی عظمت ہی کعبے کی بڑی عزت ہی کعبے کی
وہان دیکھا جو ہمنے تو تمہارا نقش پا نکلا

ہوی خلوت بھی اکثر اُنسے لیکن واہ ری قسمت
مری مونہہ سے کبھی ہرگز نہ حرف مدعا نکلا

سنایا حال سب اپنا تمہین اول سی آخر تک
مگر کچھ بھی نہ مقصودِ دلِ غم مبتلا نکلا

کرم ہوتا تو دیکھا چاہیے کیا جانی کیا ہوتا
خفا ہو نہین بھی اُس شوخ ادا کی اک ادا نکلا

دلاسا ہی نہ دلداری تسلی ہے نہ غمخواری
پھر اُس پر یہ جفا کاری بُرا تو بیوفا نکلا

برا ہو بیخودی کا حالِ دل اُسنے جو کچھ پوچھا
خدا جانے کہ غفلت مین ہماری مُنہ سے کیا نکلا

ہوا ظاہر کہ بیشک پھٹ گیا ایک ایک زخم دل
بجای اشک یہان انکھون سے دریا خون کا نکلا

ہماری گفتگو سے اسقدر ناخوش ہی وہ رونق
کہا کچھ ہمنے اور آپے سے وہ ناآشنا نکلا

۶۳

مقدر سے پس از مدت جو وہ نازک ادا بولا
یہ بولا تجھہ سے بولینگے نہ ہم بولا تو کیا بولا

ستم ہے محفل اعدا مین تو اکثر ہنسا بولا
مگر ہمسے نہ ہنسکر اکیدن وہ بیوفا بولا

مجھے جب جذبہ باہی عشق نے اپنی طرف کھینچا
نہوے اقربا کچھہ اور نہ کوئی آشنا بولا

شب وصل اور حظ وصل کوئی دم اٹھاتے ہم
مگر مرغ سحر کافر برا بولا برا بولا

تحیر سے رہا بیخود مین اور وہ شرم سے ششدر
دم خلوت نہ مین بولا نہ یار دلربا بولا

چمن سنسان تہا خاموش تہا ہر شاہد گلشن
ترے آتے ہی مونہہ سے غنچہ غنچہ مرحبا بولا

نہ شب کو تم کہین جاگے نہ دنکو تم کہین سوے
خطا مینے ہی کی مین ہی دروغ اے مہ لقا بولا

کیا جو عرض حال اپنا تو برہم ہوکے یون بولے
کیا تہا منع تجھکو ہمنے پھر تو بے حیا بولا

اگر تھہرے ہی ہوتا بول اوٹہتا میری منت سے
کسی صورت مگر ہرگز نہ تو اے بیوفا بولا

نہ گھبرا قیس تو اتنا کہ آیا ناقہ لیلی
وہ اٹھی گرد سوئے نجد دیکہہ اور وہ ڈرا بولا

مریض غم پڑا تہا صورت بیجان کئی دن سے
گئے وہان آپ تو وہ لوگ کہتے ہین ذرا بولا

چمن مین عیش فصل گل مین ہی ہر مرغ گلشن کو
کبھی اس سمت جا بولا کبھی اُس سمت آ بولا

نہ نکلا بل سخن مین سے بھی اُسکے صورت گیسو
کبھی سیدھا نہ مجھہ سے اکیدن وہ کج ادا بولا

مبارک ہو تمہین جو بولتا ہرگز نہ تہا رونق
بہت مدت مین تم سے آج وہ ہنسا بولا

۲۱۳

اُنکے شانہ سے جو شانہ ملگیا
قتل کا میرے بہانہ ملگیا

ہمکو اُنکا آستانہ مل گیا
آستانہ کیا خزانہ ملگیا

عید اور دیکھا تجھے ہے اور عید
ہمکو ملنے کا بہانہ مل گیا

دفعۃً وہ ملگئے یون راہ مین
جیسے مفلس کو خزانہ ملگیا

مجھپہ ہی آتا ہے ہر تیر بلا
چرخ کو سیدھا نشانہ مل گیا

سب جدا تھے آپ تھے جبتک جدا
مل گئے جب سب زمانہ ملگیا

جس زمانہ پر تھے ہم نازان کبھی
خاک مین اب وہ زمانہ ملگیا

خاکساری سے ہوا سرسبز وہ
خاک مین جسوقت دانہ ملگیا

بچگئے ہم صدمہ ہاے ہجر سے
موت کا اچھا بہانہ ملگیا

سنکے حالِ دل مرا کہنے لگے
قیس کا اور یہ فسانہ ملگیا

حسرتین ہین قبر پر چھائی ہوئین
مفت کا یہ شامیانہ ملگیا

مصرعۂ قد سے ہماری آہ کا
خوب مصرع عاشقانہ ملگیا

ہم نہین ملنے کے اعداسی کبھی
کیا ہوا اگر سب زمانہ مل گیا

ہے اسیران قفس کا حال یہ
ملگیا جب آب و دانہ مل گیا

۶۴

اب نہین کچھ حاجت دیر وحرم
رونق اُنکا آستانہ ملگیا

ہمسے دیکھا نہین جاتا ہی ستم حقے کا
بھاگ جاتا ہے ہمین دیکھ وہ دم حقے کا

بستہ ذوق ہی اس سے وہ صنم حقے کا
وصف تسخیر ہے شایان رقم حقے کا

لذت بوسہ یہ پیغام ہے کیا کیا ہمکو
درمیان ہے سرِ محفل جو قدم حقے کا

آتش رشک سے مین آپ جلاجاتا ہون
ظلم اُسکا ہے نہ کچھ مجھپہ ستم حقے کا

چاشنی کیا اثر ہے لب جان پرور سے
کیا عجب گر دم جان بخش ہو دم حقے کا

نزع مین مُنہ سے نکلتا ہے مری دودِ جگر
خوب ہے شغل پے راہ عدم حقے کا

دم ترا بھرتے ہین الفت سی سب اہل محفل
کوئی سرمست لگاتا نہین دم حقے کا

رشک کیا کیا ہے کہ ہی بوسہ ستان لب یار
جی مین آتا ہے کہ سر کیجے قلم حقے کا

اس ستمگر سے نہ بولا تو خفا ہو ہو کر — سر کریگا وہ قلم مثل قلم حقے کا
ہاتہہ سے اُسکے تو ہی زہر ہی ہمکو قلیان — وہ نہین پاس تو پینا بہی ہی سم حقے کا
نیم جان ہے جو کوئی گہونٹ تو جی جای بہی — اب حیوان سے سوا تر ہی کرم حقے کا
دود دل دود جگر سے نہین فرصت ایکدم — ذوق اسواسطی ہم رکھتے ہین کم حقے کا
جلکے یہہ شمع صفت گل نہین ہوتا جب تک — نہین او ٹہتا تری محفل سی قدم حقے کا
اسکی حق حق کی صدا ہین ہین مری دنیا کے — دم بہرین کیون نہ سبحان ارم حقے کا
اسطرح سو نہہ ہی نکلتا ہی مرے درد جگر — چہوڑ دین جیسے دہوان کہینچکے دم حقے کا
غم واندوہ مین اسدرجہ ہی شغل قلیان — کہ مری پینے سے ہے ناک مین دم حقے کا
دیکہتے ہی اُسے ہوتی ہی یہ صورت دلکی — جیسے بیخود ہو لگا کر کوئی دم حقے کا
دود دل اسکے بہانے سی نکل جاتا ہے — رکہتے ہین شغل اسیواسطی ہم حقے کا
دود دل دود جگر آتش غم نالۂ آہ — کام دیتے ہین یہ سب ہوکے بہم حقے کا

۶۵

سینکڑون اسمین ہی دل الجہے ہوئی ہین رونق
گیسوے یار سے کچہہ کم نہین خم حقے کا

سنکے مین طرز کلام یار مفتون ہو گیا — جو سخن نکلا زبان سے مجہکو افسون ہو گیا
شان ہی ای غیرت لیلی یہ تیری حسن کی — جسنے تجہکو اک نظر دیکہا وہ مجنون ہو گیا
کام آخر ہو گیا اس نشہ مین اُسکا تمام — جو کوئی بیمار عشق چشم میگون ہو گیا
ماہ مین ہی داغ تہوڑا سا مگر پہر عیب ہے — اور تیرا حسن خط آنے سے افزون ہو گیا
کہل گیا حال محبت راز کو ہم پا گئے — غیر کے آتے ہی کیون چہرہ دگرگون ہو گیا
گریہ وزاری نے اپنی داغ عصیان دہو دیا — خوف کچہہ اُسکا ہماری حق مین صابون ہو گیا

چاٹنے سے اُسکے دم کچھہ بڑہ گیا آب اگئی
خون مراحق مین ترے خنجر کی معجون ہوگیا

اُسکی چشم مست و میگون نے کیا کار شراب
خال عارض دل کو میری حب افیون ہوگیا

حرف عین موج اور کاغذ بنا بحر محیط
جسپہ میری چشم کا تحریر مضمون ہوگیا

اُسکے قد کو دیکھکر کہتے ہین سب اہل سخن
کیا ہی مصرع شاعر قدرت سے موزون ہوگیا

شمع سان جلجائے رونق پہ نہ حال دل کہے
قیس تہا کمظرف جو کچھہ کہکے مطعون ہوگیا

## ردیف بای موحدہ

رات مہتابی پہ جو بیٹھا ہمارا ماہتاب
عکس رخ سے بنگیا ہر اک ستارا ماہتاب

کیا کریگا بحث تجھسے ای خود آرا ماہتاب
آفتاب حسن تو ہے اور ستارا ماہتاب

دو شرر ہین آسمان پر آہ سوزان سے مری
اک شرارہ آفتاب اور اک شرارا ماہتاب

ہو ندامت سے نہ کیونکر زرد چہرہ ماہ کا
ہاتھہ مین جب لیکے چھوڑے وہ خود آرا ماہتاب

آسمان پر عکس روی پرضیا کہتا ہے وہ
جسنے دیکھا دیکھکر چہرہ تمہارا ماہتاب

آفتاب اکثر ورون شیشہ ہوتا ہے مگر
عکس رخ سے آپ نے اُسمین اُتارا ماہتاب

یہ صباحت یہ ملاحت یہ دلاویزی کہان
پیش روی یار ہو رونق چکارا ماہتاب

گاہے ہوا نہ وصل ترا سرو قد نصیب
ہم سا نہیں جہان مین کوئی بہی بد نصیب

ہو ہمکو صحبت صنم سرو قد نصیب
اور حاسدون کو ہو غم و رشک و حسد نصیب

جز یک نظر ملا ہی نہین تجسے اور کیا
سو وہ بہی تو ہوا ہی بصد رد و کد نصیب

اللہ رے اپنی شومی قسمت کہ بعد مرگ
یونہی پڑی رہی نہ ہوئی پر لحد نصیب

محروم بزم مے مین رہے تو ہمین رہے
کمبخت بد نصیب کے کمبخت بد نصیب

اس شاہ حسن نے ہمین بخشی ہین یہ خطاب
بدبخت و بدشعار و بد اطوار و بد نصیب

در تک تو اسکے آئے بصد محنت و ہنر
اب جائین بزم مین جو کرے کچھہ مدد نصیب

دل مین خیال آتا ہے وہ ماہ آگیا
سچ پوچھیے تو لڑگئے بیحصر و حد نصیب

یہہ دے پیام وصل وہ دشنام اسکو دے
رونق کو کاش ہو یہی داد و ستد نصیب

۶۸

ہماری پاس ہے وہ سبز رنگ اور شراب
ملا کے دے ہمین ساقی تو بنگ اور شراب

ستم ہے کچھہ خبر پا و سر نہین تو بھی
طلب کرے وہ بت سبز رنگ اور شراب

حسد سے خون رلا دعی کو اے ساقی
زیادہ اس سے بھی دے سرخ رنگ اور شراب

تم ایک جرعہ ہی مین ہو گئے کچھہ اور کے اور
ابھی تو دیکھو دکھائیگی رنگ اور شراب

گیا وہ بزم سے کیا لطف مطرب و ساقی
اٹھا کے طاق مین رکھدیجے چنگ اور شراب

ہماری آج کل اس لطف سے گذرتی ہے
بغل مین یار شب و روز چنگ اور شراب

خدا ہی آج مری توبہ کو رکھے سالم
کہ مین ہون اور ہے وہ شوخ و شنگ اور شراب

خیال جور بتان یاد نرگس میگون
ہماری شیشۂ دل مین ہے سنگ اور شراب

شراب نبع مین بھی ملگتے ہوا اے رونق
خدا کے واسطے یہ وقت تنگ اور شراب

۶۹

زہر میٹھا ہے نکر اس سے طلب بوسۂ لب
حق مین عشاق کے لینا ہے غضب بوسۂ لب

بن لئے آج تو ہم رہتے ہین کب بوسۂ لب
لینگے اب بوسۂ لب بوسۂ لب بوسۂ لب

شکل اللہ ہے دندان مین مسی کی تحریر
ہمکو لازم ہے کہ لین پہر ادب بوسہ لب

لب جان بخش تو مشہور ہین تیری لیکن
مرگیا جسنے لیا ہای غضب بوسہ لب

ہونٹ چاٹا کئے جنکو یہہ بلا جیتے جی
واہ رکہتا ہے حلاوت بہی عجب بوسہ لب

ہای وہ تشنہ دہن خون مین یون غلطان ہون
جنکے لیتے تہے شہنشاہ عرب بوسہ لب

نہ دیا آپ نے ہمکو نہ یا غیر جواب
غیر کو کیونکہ دیا وقت طلب بوسہ لب

وای ناکامی قسمت کہ ہمین ہین محروم
اور عشاق تری لیتے ہین سب بوسہ لب

مرگئے ہم کہ اودہر اسکی نزاکت مانع
اور نہ لینے دی ادہر پاس ادب بوسہ لب

اب تو لیتے ہین بہت حضرت رونق آسان
پہر وہ کہائینگے تہین رنج و تعب بوسہ لب

پائین جو دست ساقی مخمور سے شراب
مانگین نہ ہم بہشت مین پہر حور سے شراب

پکارتا ہے دیکہہ کے یہہ دور سی شراب
مشکل ہے چہوٹنی دل رنجور سی شراب

دن رات اپنو نغمہ مطرب سے مست ہون
مین پی رہا ہون کاسہ طنبور سے شراب

وہ مست ہون کہ جاؤن اگر کوہ طور پر
ٹپکے مری لئے شجر طور سے شراب

یہ عشق چشم مست بتان چہوڑتا نہین
چہٹتی نہین مری دل رنجور سے شراب

مجروح چشم مست بتان ہون بجائی خون
جاری ہی میرے زخم کے انگور سے شراب

میخانۂ جہان مین ہون وہ رند بادہ کش
پیتا ہون کاسۂ سر فغفور سی شراب

سایہ پڑا ہی تاک پہ اس چشم مست کا
اسواسطے نکلتی ہی انگور سے شراب

روتا ہون چشم مست کی دہن مین عجب نہین
ٹپکے جو اپنے دیدۂ مخمور سے شراب

مین اپنی گہر مین اسکے تصور سی مست ہون
ساقی پلا رہا ہے مجہے دور سی شراب

کیا فریب حوض ہی چھڑکنا کفن پہ می
بہتر ہے میری واسطے کافور سے شراب

یون دل کے آبلون سی ٹپکتے ہین اشک خون
جس طرح سے نکلتی ہی انگور سے شراب

ساقی لگا دی منہ سی ہمارے سبوئی می
اٹھوا کے لے نہ جائینگے مزدور سی شراب

دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر
آخر ٹپک پڑی لب منصور سے شراب

گرمی حسن سے وہ جبین ہے عرق عرق
کھنچتی ہے نار سے یہ کھنچی نور سے شراب

می کش وہ ہون کہ ذبح جو قاتل کری مجھے
ٹپکے بجای خون دم ساطور سے شراب

پھیلاؤ پاؤن اتنے کہ چادر ہو جس قدر
رونق پیو زیادہ نہ مقدور سے شراب

اس سی مٹکر ملگئی پا پا نشان ہوکر خراب
ہمنے کیا لوٹا ہی گنج شایگان ہوکر خراب

جسم سے نکلیگی جان ناتوان ہوکر خراب
اس مکان سی جائیگا یہہ میہمان ہوکر خراب

دل کو سوز عشق سے پہنچی ہی گا آخر زیان
ہی یقین مجھکو رہیگا یہہ مکان ہوکر خراب

حشر کو جانے نہ دوگے تم مجھے پیش خدا
ہوگئی ہے جو تمہاری بدگمان ہوکر خراب

ایک ہی سی کہہ رہے ہین عشوہ و ناز و ادا
دل کو ان سبنے کیا ہمداستان ہوکر خراب

گرد تک بھی یکہ تاز عشق کی پائی نہین
کسلئے باد صبا ہو ہمعنان ہوکر خراب

آخر اپنا رنگ لے آئین خزان کی کاوشین
کیا ہی خارستان بنا ہی گلستان ہوکر خراب

جل رہا ہی سوز غم سے دل جگر کے ساتھہ ساتھہ
ہو رہا ہی سینہ آہون کا دہوان ہوکر خراب

خاک اڑاتے جائینگے دنیا سی کیا سوئی عدم
ایک مدت مین تو آئے ہین یہان ہوکر خراب

سیر سے ناکام بے جنبش رہے مانند کوہ
ہم ہوئی تمکین سے دنیا مین گران ہوکر خراب

خوف ہی رہتا ہی اپنی آہ سے ہردم ہمین
رنگ کچھہ تازہ نہ لی آئی جہان ہوکر خراب

گر نشان پاتے تو اُسکو ڈہونڈہ ہی لیتے کہین
دل کو اُسنے کر دیا ہی بے نشان ہو کر خراب

چشم تر نے رنگ ہم بزمی دشمن دیکہکر
میرے دامن کو کیا ہی خونفشان ہو کر خراب

شوخیان نازو ادا کی کیا کہون المختصر
ایک وہ کافر بنا ہی سو جہان ہو کر خراب

چین سے تہی نفع و نقصان کی خبر جبتک نہ تہی
کیا ہوئی ہین واقف سود و زیان ہو کر خراب

ہم نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین غضب ہین جان سے
عشق مین اُسکے ہوئی ہین نیم جان ہو کر خراب

لطف کا خوگر کیا اور پہر نہ پوچہی بات بہی
تمنے کی عاشق کی مٹی مہربان ہو کر خراب

شمع اور ہم اُسکی بزم ناز مین ناکام ہین
وہ زبان پاکر ہوئی ہم بیزبان ہو کر خراب

اب تو ہر ہر بات مین رونق وہان دشنام ہی
ہوگئی کچہہ اُنکی عادت بدزبان ہو کر خراب

۲ ے

## ردیف بای فارسی

رخ سی تری شرماکے ہوئی پردہ نشین دہوپ
تا حشر بس اب مونہہ کو دکہائیگی نہین دہوپ

آیا خلل ایمان مین دیکہی جو کہین دہوپ
اُس رخ کے تصور مین ہوئی دشمن دین دہوپ

ہی زیر زمین سایہ تو بالائی زمین دہوپ
دنیا بہی دو رنگی ہی کہین چہاؤن کہین دہوپ

ہی نور رخ یار زمانہ مین فروزان
کہتے ہین غلط سب یہ نہین دہوپ نہین دہوپ

اس طرح کی ضد ہی اُسے ہر بات مین مجہہ سے
کہتا ہون مین سایہ تو وہ کہتا ہی نہین دہوپ

خجلت زدہ گیسو سی ترے ہے شب یلدا
شرمندہ ہی رخ سی ترے ای زہرہ جبین دہوپ

ہی جب سے تری عارض تابان کا تصور
جاتا ہون اندہیرے مین تو ہوتی ہی وہین دہوپ

تو جانہ مرے پاس ہی دو چار گہڑی اور
اسوقت بہت تیز ہی ای زہرہ جبین دہوپ

تو جانہ مری پاس سی دو چار گھڑی اور
اسوقت بہت تیز ہی ای زہرہ جبین دہوپ

کیا دیکھہ کے دیتی ہین تری رنگ سے نسبت
ظاہر مین تو جچتی نہین کچہ اتنی حسین دہوپ

دود جگر عاشق دلخستہ بنے ابر
اُسکے رخ نازک پہ جو آجای کہین دہوپ

شرمندہ یہہ کچھہ اس رخ روشن سی ہی خورشید
وہ گہر سے نکل آئی تو نکلے نہ کہین دہوپ

اللہ ری تری گرمیٔ عارض کی شرارت
خورشید چہپا شرم سی نکلی نہ کہین دہوپ

ہی دل مین خیال رخ پرتاب کسیکا
کسطرح سی چاہون نہ دم بازپسین دہوپ

ہم پلہ ہوی یار کی افشان سے نہ رونق
چمکی تو بہت کچہ صفت مہر مبین دہوپ

بندھی ہین سینکڑون ہی اسکی تار تار مین سانپ
کہینگے کاکل پرتاب کو ہزار مین سانپ

تمہاری زلف دوتا کو کہی جو چار مین سانپ
الہی اُسکی زبان کو ڈسین فرار مین سانپ

کہان ہین خط مین تری زلف قطرہ ہای عرق
یہ اوس چاٹنے آیا ہی سبزہ زار مین سانپ

خیال زلف بتان یون ہی چشم گریان مین
شناوری کری جسطرح جوئبار مین سانپ

تمہاری وحشی گیسو کے آج صحرا مین
یہ گرد ہین کہ کچہہ آتے نہین شمار مین سانپ

خیال کاکل پیچان سی یہ ہی بہتر ہے
کہ کاٹ کہائی ہمین فرقت نگار مین سانپ

غضب ہین ابرو گیسو تری کہ رکہتے ہین
وہ بال بال مین بچہو یہ تار تار مین سانپ

ہوئی ہی زلف رسا تک جو دسترس اپنی
تمام روئی زمین کے ہین اختیار مین سانپ

ڈسی نہ کیونکہ یہ ہر لحظہ ہر گہڑی ہر آن
خیال زلف ہی میری دل فگار مین سانپ

کٹیگی کیونکہ شب وعدہ کاٹتا ہی مجہے
دہوان یہ شمع کا بن بنکی انتظار مین سانپ

بلا سے غیر مری عشق زلف مین رونق

پہری تو سینہ پہ کمبخت کے مزار مین سانپ

یہہ ہوا آہ مین کچہ میری اثر آپ سے آپ
آگیا گہر مری وہ رشک قمر آپ سے آپ

نہ ہنسو ہم پہ کہ جب ہو گئی تقدیر درست
عیب ہو جائینگے سب اپنے ہنر آپسے آپ

وان تو اُس قاتل سفاک نے کہینچی شمشیر
یان ہوا دور مرے جسم سے سر آپ سے آپ

لاکہہ تدبیر کرو پر کوئی دل بچتا ہے
جو کہ ہونا ہے سو ہوگا وہ ضرر آپسے آپ

کیون جتائین کہ اگر عشق ہی اپنا کامل
اُسکو ہو جائیگی الفت کی خبر آپسے آپ

پہلوئی غیر مین شاید وہ گئی خیر نہین
دفعتہً یان جو اُٹہا درد جگر آپسے آپ

تیری تاثیر کو جب ای کشش دل جانون
کہ وہ دوڑی ہوئی آئین مری گہر آپسے آپ

کبہی خلوت مین جو وہ شوخ بلا لیتا ہے
تو دل زار مین لگ جاتے ہین پر آپسے آپ

گم ہوئی آسکے عبث فکر مین ہم ای رونق
کہ بند ہے ہم سے مضامین کمر آپسے آپ

ہمین خاک مین یون ملاتے ہین آپ
کہ آنکہون مین کاجل لگاتے ہین آپ

رقیبون کے گہر روز جاتے ہین آپ
عبث جہوٹی باتین بناتے ہین آپ

نصیحت کرے کیا کوئی آپ کو
کہے ایک اگر سو سناتے ہین آپ

دبا تو دیا ہمکو زیر زمین
اور اسپر ہمین پہر دباتے ہین آپ

یہہ حاضر ہے سینہ یہ حاضر ہی دل
لگائین جو ناوک لگاتے ہین آپ

بہانہ ہے ظاہر مین یہ شرم کا
ہمین دیکہکر منہ چہپاتے ہین آپ

ترو تازہ اپنا رہے داغ دل
اسے دیکہنے روز آتے ہین آپ

ہمین کون روکے کہ مانند شمع
ہم اپنی خوشی سر کٹاتے ہین آپ

لگاوٹ کہوں یا بناوٹ کہوں
اگر میں نہ جاؤں تو آتے ہیں آپ

جو رونق گوارا نہیں رنج و غم
حسینوں سے کیوں دل لگاتے ہیں آپ

## ردیف تائے مثناۃ فوقانیہ

رکھنے لگے سب یار مری ہوش پہ انگشت
کل اسنے رکھی عمر کے جو دوش پہ انگشت

تا وآئی کسکے لب مے نوش نہ انگشت
جسنے جو رکھی غنچۂ خاموش پہ انگشت

مژگاں جو ہی چشم سیاہ کوش پہ انگشت
اُٹھنے لگی اُس وعدہ فراموش پہ انگشت

نالاں مجھے یا کریئے تعلیم خموشی
اُس سوچ سے رکھی لب خموش پہ انگشت

خط پڑھ کے مرا مارے اعدا کو دکھایا
رکھ لی ہی مگر لفظ ہم آغوش پہ انگشت

سوزن کی یہ صورت ہی مری زخم جگر پر
جس طرح رکھی ہو لب خاموش پہ انگشت

مژگاں سے رکے اشک سکل کف دریا
کیا کام کری چشمۂ پرجوش پہ انگشت

گر بزم میں جانا ہی ہو اُس شمع کی رونق
جب مشہور کہکر لب خاموش پہ انگشت

مجھ سے ملے وہ پری کی صورت
نکلے کوئی ایسی صورت

جب سے دیکھی اُسکی صورت
اور ہی دیکھی دل کی صورت

اُس گل خنداں سی گیا سبقت
شمع کی سے اک رونی صورت

آنکھوں میں پھرتی ہے ہردم
ہائے وہ بھولی بھولی صورت

صورت دل کی بگڑی کیا کیا
جب کوئی دیکھے اچھی صورت

دھیان بندھا پھر زلف سیہ کا
پھر شب غم نے دکھائی صورت

ایسی خوبھی ہوتی تیری
جیسی تو نے پائی صورت

چاہیے آن و ادا و غمزہ
گوری ہو یا کالی صورت

آنکھون مین دم اٹک رہا ہے
کوئی دکھا دو اُسکی صورت

تمکو ہوا کیا حضرت رونق
بیٹھے ہو بنکے غم کی صورت

جو دیکھین ہم اُس یار جانی کیصورت
تو آئے نظر زندگانی کی صورت

نمایان ہی رنجش معانی کیصورت
بناتے ہو کیا مہربانی کی صورت

کھنچی ہے عجب ناتوانی کی صورت
جوانی مین ہے شیخ فانی کیصورت

کہین کیا کہ ہے اب کہانی کیصورت
جوانی کی باتین جوانی کی صورت

یہہ صورت فقط اک نشانی ہے ورنہ
نہین کچھ بھی دنیاے فانی کیصورت

مری داستان غم انگیز ہجران
سنی اُسنے لیکن کہانی کی صورت

تری ہجر مین ہوگئے برق و باران
مجھے آفت آسمانی کیصورت

نہ آئی کسیطرح سے پھر نہ آئی
گئی پاس سے وہ جوانی کیصورت

تجھے دیکھکر ہم تو جیتے ہین کافر
تری شکل ہے زندگانی کیصورت

تری ہجر مین رنج کیا کیا اُٹھائے
پیا خون دل ہمنے پانی کی صورت

ترے داغ الفت کو ہمنے چھپا کر
رکھا دل مین راز نہانی کیصورت

ہنرور پریشان غنی بے ہنر ہین
یہہ ہے آج کل قدردانی کیصورت

وہ انداز کا نزدہ رفتار دلکش
وہ جوبن کے دن وہ جوانی کیصورت

اُٹھائین یہہ اُس سنگدل کی جفائین
کہ پیدا ہوئی سخت جانی کیصورت

جو اشکو نکی انکھون مین طغیانیان ہین
کہان نہر مین یہ روانی کی صورت

بلایا مجھے قتل کو سب سے پہلے
ہوئی آج کچھہ قدر دانی کیصورت

کسی اور ہی در پہ ہم سٹ رہینگے
یہی ہے جو نا قدر دانی کی صورت

بہار شب وصل کیا اور خوشی کیا
یہہ سامان ہین دنیای فانی کیصورت

سخن مثل آئینہ ہو صاف رونق
نظر آئے جسمین معانی کیصورت

یہان ہی وہی خستہ جانی کیصورت
وہان وہی ایذا رسانی کیصورت

جو پوچھے کوئی بے نشانی کیصورت
دکھا اُسکو دنیای فانی کیصورت

جو کھینچے مری ناتوانی کی صورت
بدلجاے حیرت سے مانی کیصورت

شبیہ پس آئینہ کی طرح ہے
دل صاف مین یار جانی کیصورت

نمود اپنی واقع مین کچھہ بھی نہین ہے
یہان خواب ہی زندگانی کیصورت

مجھے موت یون ہجر مین کام آئی
کہ اُس آفت ناگہانی کی صورت

ہمین یاد ہے مرنے جینے کا نقشہ
دکھائین تو وہ جانستانی کیصورت

رُولایا مجھے روی خندان نے کیا کیا
ستم کرگئی مہربانی کیصورت

رقیب اور خوش خوش ہین تشنام سنکر
مگر اور ہے مہربانی کی صورت

وہ آئینہ کو دیکھتے ہین انہین ہم
کہ اک قہر ہے نوجوانی کی صورت

جو شعلہ یک ہو تفتہ جانکی فلک کو
تو آتش برس جائے پانی کی صورت

لب جانفزا پاسکے گم ہو گئے ہم
چھپی چشمۂ زندگانی کی صورت

اثر ہے یہہ عاشق کی بیتابیون کا — عیان ہے سخن مین روانی کیصورت

حبابون کو دریا مین دیکھو سمجھہ لو — یہی کچھہ ہے انسان فانی کیصورت

ہوئین سدّرہ حسرتین بسملونکی — نہین تیغ مین کچھہ روانی کیصورت

چمکتا ہے اک داغ الفت جو دل مین — یہہ ہے دولتِ دوجہانی کیصورت

نہ آئی نظر اپنے روز سیہ مین — کسی آشنائی زبانی کیصورت

کوئی پائے اُنکو تو مٹ کے پائے — یہہ عاشق کی ہین بے نشانی کیصورت

تم اور ذکر دشمن پہ خاموش رہتے — نہ ملتی اگر بے دہانی کی صورت

مری اشک ڈالو سیاہی مین رونق
کہ پیدا ہو اُسمین روانی کی صورت

## ۸۰ غزل بسنت

چمن مین آگئی کیا صورت بہار بسنت — کہ شاخ شاخ پہ ہے نغمۂ ہزار بسنت

جو رخ سے زار محبت کے ہے دوچار بسنت — تو اپنی رنگ سے ہو آپ شرمسار بسنت

وہ شوخ اور وہ بسنتی لباس ہای ستم — برنگ عاشق مضطر ہو بیقرار بسنت

دُلا رہی ہے حریفان شوق کو خوناب — دکھا رہی ہے گل افشانی بہار بسنت

شکستہ رنگی عاشق سے کوئی ملتی ہے — ہزار رنگ اڑائے بنے ہزار بسنت

کبھی بسنت مین اُنسے گلے ملا ہون مین — روان ہو اب لب حسرت پہ بار بار بسنت

گلے ملے ہین بسنتی لباس پہنے ہوئے — وہ ہمکنار رہین مجھہ سے کہ ہمکنار بسنت

فراق یار مین ہے چہرہ زرد زرد مرا — کہلا رہا ہے مرے رخ پہ ہجر یار بسنت

غضب لباس بسنتی ستم وہ رخ گلرنگ
ایدہر بہار تصدق ادہر نثار بسنت

بسنت آپکو مد نظر کہین ٹہیرے ہے
ابہی تو لاؤن زمانہ سے مستعار بسنت

جو آپکے گل عارض سے ہی بہار خجل
تو اپنی زردی رخ سے ہی شرمسار بسنت

کہا ہی کوئی بسنتی لباس آنکہون مین
فدا بسنت مین مجہپہ ہے نثار بسنت

بسنت اور نہین پہلو مین وہ بہار افروز
خزان سے بڑہ کے ہی کچہہ مجہکو ناگوار بسنت

پڑی رہی تری کوچہ مین چشم دل کی طرح
جو اپنی ذات پہ رکہتی ہو اختیار بسنت

دل اک جہان تہے عنانکش ہین اور نہین تہمتے
سمند ناز پہ ہے آج کل سوار بسنت

وہ ہی تو اور رہی کچہہ ہی بسنت مین رونق
وگرنہ دیکہئے کیا ہے نظر مین خوار بسنت

نپوچہہ مجہسی کچہہ اس شوخ بیوفا کی بات
غضب کی قہر کی آفت کی اور بلا کی بات

کسی سنائے اُس شوخ پرجفا کی بات
کہ آشنا نہین سنتا ہی آشنا کی بات

زبان یار ستمگار بیوفا کی بات
کہان نصیب کہ ہی اپنے مدعا کی بات

ہزار بار گئی ہے در اجابت تک
مگر کبہی نہ پوچہی مری دعا کی بات

ہمین وہ دیکہہ کے منہ پہیر لین ستم دیکہو
جفائی تازہ ہی کیا شوخیٔ ادا کی بات

کسی سی کام نہین اپنی حال مین ہون مست
سنون نہ رند کی مین اور نہ پارسا کی بات

بیان ربط عدو مجہہ سے ہی بہروسے پر
کہ آشنا نہین کہتا ہی آشنا کی بات

مریض عشق مین باقی ہی کیا کہ درمان ہو
اُٹہائین ہاتہہ دعا پر نہین دوا کی بات

کہا جو مینے کہ سن لیجئے مرا کچہہ حال
کہا کہ کون سنے زار مبتلا کی بات

یہہ بیوفا ہے کہ نام وفا سے نفرت ہے
کہین تو کیا کہین اس شوخ بیوفا کی بات

وہ گہر تو آئے مری گرچہ پہر گئے اُلٹے
بہت ہے یہہ بہی مجہے رنگیٔ دعا کی بات

بسان رنگ حنا پاؤن سے نہین چہٹتا
مری لہو نے اڑائی مگر حنا کی بات

نہ پوچہہ غیر سے روداد کچہہ مرے غم کی
کہ مدعی تو کہیگا ہی مدعا کی بات

اگرچہ خاک اُڑانے کو قبر پر آئے
مگر یہہ آپ نے عاشق سے کی وفا کی بات

سوال بوسہ جو مین نے کیا تو ہوکے خفا
کہا کہ چپ رہو کہتے ہو کیا حیا کی بات

۸۳

تم اُسکے لطف وکرم پر بہی جان دیتے ہو
علاج اب نہین رونق تو ہی قضا کی بات

ہجر اور ہجر کی وہ بہاری رات
کیا کہون کسطرح گذاری رات

کیا کہون دل کی بے قراری رات
ہاتہہ دل پر رہا ہے ساری رات

آنکہہ جہپکی نہین ہماری رات
یونہین بیٹہے رہے ہین ساری رات

تہا یہہ کچہہ شور آہ و زاری رات
کہ نہ ہمسائے سوئے ساری رات

عالم نور اک نظر آیا
اُسنے پوشاک جب اُتاری رات

تم نہ آئے تڑپ تڑپ کے یہان
شام سے صبح تک گذاری رات

غیرسے گہر گواہ ہین آنکہین
آپ نے کی ہے بادہ خواری رات

بن ترے مجہکو قتل کرنے کو
تیغ دن ہے تو ہے کٹاری رات

عکس گیسو کو دیکہکر بولے
ہمنے آئینہ مین اتاری رات

یون گران ہے نفس نفس شب ہجر
جیسے بیمار پر ہے بہاری رات

تیغ و خنجر نہین ہمارے پاس
ہائے کیونکر کٹے یہہ بہاری رات

سچ کہو تمکو غیر کی سوگند
کر کٹی تہی کہان سواری رات

دیکھئے کیا بنے شب غم مین
ایک مین خستہ اور ساری رات

مرگئے سنکے اُن کے آنے کی
ہمنے کی اتنی ہوشیاری رات

کچھہ سمجھہ مین مری نہین آتا
کس سے سیکھی ہے پردہ داری رات

اُڑکے جا لپٹے اُن کے دامن سے
آگئی کام خاکساری رات

گیسوئے مشکفام رکھتے ہو
کیون بلائین نہ لے تمہاری رات

ان دنون کسکے دہیان مین رونق
جاگتے تم ہو ساری ساری رات

## ردیف تای مثناۃ فوقانیہ ہندی

بغیر شکر خدا پیجیئی جو آب کا گھونٹ
بنے گا وہان یہی تلخابۂ عذاب کا گھونٹ

بغیر یار کے ایک اک ہمین شراب کا گھونٹ
گلو سے اُترے لہو ہوکے خون ناب کا گھونٹ

سوال اور کرینگے نہ پھر ہم ای ساقی
پلادے ایک مئی تیز بے حساب کا گھونٹ

دیا ہے نا تہہ سے اُس بت نے آب زمزم کا
تمام عمر مین پیتا ہون یہ ثواب کا گھونٹ

کہان ہے اپنی یہہ قسمت کہ ہو نصیب ہمین
شراب دست بت شوخ لاجواب کا گھونٹ

جو سوچئے تو یہہ دنیا خیال باطل ہے
پیا ہے کسنے مئی ساغر حباب کا گھونٹ

جو یاد مین گل عارض کے پیگیا آنسو
ہوا وہ خوشگواری سے اک گلاب کا گھونٹ

ہزارون مرگئے اس تشنگی مین اہل ہوس
مگر ملا نہ کسیکو مئی شباب کا گھونٹ

پیا جو ہاتھہ سے دشمن کے ایک جرعۂ می
پیوگے تم مری خون دل خراب کا گھونٹ

نہین وصال کا کچھہ حظ بغیر بوس و کنار
کہ جیسے بیمزہ صہبا سے بیکباب کا گھونٹ

ملے نہ جام جو ساقی کے ہاتھہ سے رونق
تو مجھکو زہر سے بد تر ہے اک شراب کا گھونٹ

اُٹھہ سکے اُس زار سے کیا دستہ خنجر کی چوٹ
جسکو پتھر سے زیادہ ہو ستمگر پر کی چوٹ

آئی کب خاطر مین اُس دیوانہ کے پتھر کی چوٹ
جسکے دل پر ہو لگی عشق پری پیکر کی چوٹ

تہا نہ قسمت مین سکندر کی مگر آب حیات
ورنہ خالی جای ایسے خضر سے رہبر کی چوٹ

وار اُسکا بچ سکے کیونکر کہ ہی قاتل پہکیت
ہتکٹی اُسنے لگائی روک لی گر سر کی چوٹ

خوف رہتا ہی نگاہ یار کا ہر دم مجھے
شیشہ دل پر نہ لگجائی کہین پتھر کی چوٹ

میری گردن پر لگا کر ہاتھہ قاتل نے کہا
یون لگانی چاہیئے شمشیر سے اُس گہر کی چوٹ

جام می آہستہ آہستہ لبون تک اپنی لا
ہین بہت نازک نہ لگجائی کہین ساغر کی چوٹ

ہجر مین جب ابر و باران و ہوا ہی سرد ہو
کسطرح سکے نہ پہر میری دل مضطر کی چوٹ

ذایقے آتے ہین کیا کیا جب سے ہی دل پر لگی
یار کی شیرینی گفتار جان پرور کی چوٹ

اُسکی قسمت مین لکھی تہی موت اُسکے ہاتھہ سے
کسطرح دارا سے رُکتی رونق اسکندر کی چوٹ

ہر ایک تری مونہہ سے نکلتا ہی سخن جہوٹ
بولا نکرا اتنا بہی تو ای رشک قمر جہوٹ

گر اُسکی نزاکت کو کہون گل سے زیادہ
سمجھین نہ مری قول کو مرغان چمن جہوٹ

محشر مین شہادت کو دم پرسش عصیان
کب بول سکینگے مری اعضای بدن جہوٹ

کشتہ نے کہا تیری کہ ہون بندۂ الفت
بولا نہ نکیرین سے وہ زیر کفن جہوٹ

گل رخ سے خجل اور صنوبر تری قد سے
یہہ سچ ہی نہین اسمین ذرا رشک چمن جہوٹ

کیا حال کہون یار سے اغیار کے آگے
گر سچ بہی کہونگا تو وہان جائیگا بن جہوٹ

اس بیہدہ گوئی سے ہے کیا فائدہ رونق
بولیگا کہاں تک تو یہ شعر و سخن جھوٹ

رکھتا ہے کچھ عجب ہی دم ذوالفقار کاٹ
دشمن کو مع اسپ دیا ایکبار کاٹ

صیاد دو ہی خوش ہے گو فصل گل گئی
زنجیر پا کو توڑ مرے زنہار کاٹ

جیسے نہ کٹ سکیگی شب ہجر کو کہیں
ہاں جوئے شیر کے لئے تو کوہسار کاٹ

ہی باغباں چمن میں نہ صیاد کا گذر
اے عندلیب حسن سے فصل بہار کاٹ

فصل بہار باغ میں کاٹی جو عندلیب
لازم ہے دن خزاں کے بھی بن میں خار کاٹ

کیا سخت استخواں ہیں ارے یار سے
شمشیر آہنی میں بھی گو ہوں ہزار کاٹ

میں مست جور دہ خم گیسوئے یار ہوں
اے سانپ مجھکو موکے بہت ہو سکا کاٹ

دیکھا جدہر کو میل ادہر صف کی صف ہوئی
تیغ نگاہ یار میں ہے بے شمار کاٹ

تیر نگاہ یار سے یوں دل کیا دو نیم
صیادوں کو ایک لمحہ میں دی جیسے مار کاٹ

گر مجھکو آپ سچ ہے منظور دیکھنا
سینے کے بدلے رکھکے مرہم زار کاٹ

کہتی ہی موت عشق میں کاٹی تمام عمر
باحسرات تو قبر میں سب ہائے یار کاٹ

ہے خوف شد مرگ مجھے ابھی جسم سے
رونق یہہ سیل اشک ڈالے مزار کاٹ

۸ — ردیف ثای مثلثہ

سنتے کہاں آپ کہتے ہیں ہم مجھ سے بات شست
کہنے لگے ہمیں زیادہ نہ بک عبث

اپنی چمک عبث ہی اور ابھی جھمک عبث
مری طرف سے آنکے دلمیں ہی سکت عبث

کہتے ہین مجھکو وہ دم نظارہ دیکھنا ۔۔۔ ممکن نہین ہی وصل نہ تو ہمکوتک عبث

حسن ملیح یار کا کہہ کہکے وصف یار ۔۔۔ ہین میری زخمدل پہ چھڑکتے نمک عبث

کیا جاکے میکدہ مین کرین جبکہ وہ نہو ۔۔۔ بے یار ہی یہ شغل شراب وگزک عبث

شیرین مین وہ کہان نمکین مین ہی جو مزا ۔۔۔ سچ پوچھیے تو حسن بھی ہی بے نمک عبث

اس عشق کا برا ہو کہ سب کہکے حال دل ۔۔۔ اُس شوخ بدشعار سے کہا بیٹھے زک عبث

ملتے ہو غیر سے تو ملو اس سے ذکر کیا
رونق کے زخمدل پہ چھڑکنا نمک عبث

نہ تو پوچھا نہ کچھہ کہا باعث ۔۔۔ اُٹھہ گیا پاس سے وہ کیا باعث

کچھہ سبب وجہہ واسطہ باعث ۔۔۔ ہین خفا ہمسے آپ کیا باعث

رُک ہم سے دفعتًہ کیون آپ ۔۔۔ ہمکو اس کا نہ کچھہ کہلا باعث

مجھہ سے وہ آکے خود لپٹ جائی ۔۔۔ کوئی ایسا ہو یا خدا باعث

ایک عالم کی پائمالی کا ۔۔۔ ہو گئی آپ کی حنا باعث

نام الفت سے کیون گریزان ہے ۔۔۔ ہمکو اس کا تو کچھہ بتا باعث

تیرے کوچہ مین ہمکو دل لایا ۔۔۔ اب کہین اسکا اور کیا باعث

سچ اگر پوچھیے تو ہے زاہد ۔۔۔ رحمت اُسکی گناہ کا باعث

آئے تہے کسلئے چلے اب کیون ۔۔۔ حیف اسکا نہ کچھہ کہلا باعث

اُٹھہ گیا ہوکے وہ خفا رونق
اور پوچھہ اُس سے شرم کا باعث

٨٩

الغیاث ای شاہ جیلان الغیاث ۔۔۔ اکرمو محبوب سبحان الغیاث

بوستۂ بیداد ستمگر مطلق ہیں / ہوں بہت بے برگ و ساماں الغیاث
درد سے درماں سے لب پر جاں ہے / چاہتا ہوں تجھ سے درماں الغیاث
جلد پہنچو مری فریاد کو / رات دن ہوں غم سے نالاں الغیاث
اے مرے مالک یہ ہے وقت مدد / ہیں مقابل نفس و شیطاں الغیاث
خستۂ غم ہے ساتھیے رحم مار / دل ہوا شکل گرساں الغیاث

گر پڑی مشکل تو رونق تڑپ ہی
الغیاث اے شاہ جیلاں الغیاث

غیر پر لطف و کرم مہر و وفا کیا باعث / ہم پہ ظلم اور ستم جور و جفا کیا باعث
زلف حل کر لی ہے چہرہ سے مکدر مجھ سے / ہو میں حیران و پریشاں کہ ہوا کیا باعث
پہلوئے غیر میں وہ سوچ گیا ہو کہیں / دفعۃً درد مرے دل میں اٹھا کیا باعث
بوئے گل کیوں نہیں لائی قفس بلبل تک / کچھ بتا تو مجھے اے باد صبا کیا باعث
مجھ سے جو مل کے رکھے ہیں کس واسطہ ابرو تیرے / اور برہم ہے تری زلف دوتا کیا باعث
منتظر صبح سے تا شام رہا دو تو کا / نہ تو آیا وہ ستمگر نہ خفا کیا باعث
اور تو حال سب انساں پہ کیا ہے ظاہر / موت کے حال سے واقف نہ کیا کیا باعث
چلے کھینچے بہت اور گوشہ نشیں بھی ہیں ہم / نگیا تا بہدف تیر دعا کیا باعث
ہمنے اکثر ہی دیکھا ہے کیا ہے جو حال / خوبرو ہوتے ہیں بے مہر و وفا کیا باعث
میں تو اس فکر میں دن رات گھلا جاتا ہوں / بھیجی وہاں تک نہ مری آہ رسا کیا باعث

اُسنے کیا کیا نہ ستم مجھ پہ کئے اے رونق
اور نکلا نہ مری منہ سے گلا کیا باعث

## ردیف جیم

| | |
|---|---|
| یار ہے می ہے اور گھٹا ہے آج | عیش ہے لطف ہے مزا ہے آج |
| اس صنم سے مقابلا ہے آج | دل بیتاب کا خدا ہے آج |
| تیغ ہردم وہ دیکھتا ہے آج | آئی وس بیس کی قضا ہی آج |
| غم و رنج و الم مین ہون تنہا | آہ تیرا ہی آسرا ہے آج |
| شکل آئینہ محو حیرت ہون | اس طرف کیون وہ دیکھتا ہی آج |
| اُس نے وعدہ کیا ہے آنے کا | بیقراری کی انتہا ہے آج |
| ہو کے عاشق بہت پشیمان ہون | جو کہو مجھکو وہ بجا ہے آج |
| پاؤن پر سر رکھا تو کہنے لگے | ہمنے جانا کہ سر پھرا ہے آج |
| ایک مدت سے دے چکا ہون دل | ناصحا مجھہ سے پوچھتا ہے آج |
| آئینہ دیکھکر وہ کہتا ہے | کوئی مجھہ سا بھی دوسرا ہی آج |
| اُسکے گھر بن بلائے جاتا ہے | مگر اے دل تری قضا ہے آج |

اتنی بکواس کیون ہے اے رونق
سچ کہو تم نے کچھہ پیا ہی آج

۹۵

| | |
|---|---|
| وہ جو دریا مین نہایا تو بڑھی توقیر موج | ہی زبان زد ہر کس و ناکس کی اب تقریر موج |
| ان دنون ای بحر خوبی کیون نہو توقیر موج | حسن دریا ہی ترا چین جبین تحریر موج |
| پاک طینت کو نہین الجھاؤ دنیا مین ذرا | ہو سکین خار لب دریا نہ دامنگیر موج |
| لجہ بحر فنا مین غرق کرتی ہے اجل | ہی نہ کچھہ تقصیر گرداب اور نہ کچھہ تقصیر موج |

زخمون پہ مشک پاش ہین افکار آپ کے
کچھ اور ہی ہوا ہین ہے عطار کا مزاج

آنکھین ہی اور ہو گئین وہ بزم دیکھکر
اپنا نہین رہا ہے کسیکار کا مزاج

کچھ بحث ہے نہ شیخ و برہمن سے گفتگو
اپنا نہ چھیڑ کا ہے نہ تکرار کا مزاج

عنصر ہین چار آتش و آب و ہوا و خاک
انسان بنا ہے ملکے انہین چار کا مزاج

وہ پوچھنے کو میرے نہ آئے تو کیا ہوا
ہم آپ پوچھہ آئین ابہی یار کا مزاج

ہٹ جائین دور پاس سی رونق کے چارہ گر
بگڑا ہوا ہے عشق کے بیمار کا مزاج

۹۵

ہنسکر یہ کہدیا مجھے دیکھا جو بن مین آج
کچھ فائدہ نہ کل ہی نہ دیوانہ پن مین آج

گلگشت کو جو آہی گئے وہ چمن مین آج
پہولے نہین سمائینگے گل پیرہن مین آج

سرگرم گفتگو ہے وہ کس انجمن مین آج
ہر استخوان ہی شمع مری پیرہن مین آج

ہی پیرہن فروز کوئی پیرہن مین آج
حاجت نہین ہی شمع کی کچھ انجمن مین آج

اس شعلہ رو کو غیر کے ہمراہ دیکھکر
آتش سے لگ رہی ہی مری تن بدن مین آج

اس آستان کو چھوڑ کے جاتا نہین کہین
سر پر بٹھائی قیس اگر جاؤن بن مین آج

مدت کے بعد بہی تری کشتہ کی تہی یہ شکل
گویا اُسے لپیٹ دیا ہے کفن مین آج

تہا رنگ سوز عشق سے فانوس و شمع کا
عاشق کو اپنی تو نے نہ دیکھا کفن مین آج

روتی ہی بے ثباتی دنیا پہ شمع بزم
بیٹھی ہوئی تہی کل وہ نہین انجمن مین آج

تیری مریض غم کو کیا دفن صبح کو
مدت سے چلتے چلتے وہ پہنچا وطن مین آج

ملتا ہے نعش پاسے جو آنکھین ہر ایک گل
اٹکھیلیون سے کون پہرا ہی چمن مین آج

رونق وہ اپنی ہاتہہ سی جب تن پہ گل لگای

ہولا سمای کیونکہ کو ہی پیرہن ہیں آج

محو ادا و ناز وہ بیداد گر ہے آج
کس کا وصال دیکھئے مد نظر ہے آج

سرگرم ناز جانے کو دشمن کے گھر ہے آج
سر اپنی امتحان بس ای حسم ر ہے آج

وعدہ کی شب ہے اور وہ دشمن کے گھر ہے آج
ای ہمیں ہے موت ہماری کدھر ہے آج

مجھ آج نام حج نہ آتا ہمیں ہے قمر
شاید یہ سن لیا ہے کہ وہ نام بر ہے آج

کہائی ہیں دل نہ سیکڑوں تیر اس نگاہ کے
رستم کا جو تھا وہ ہمارا جگر ہے آج

کہل کہیلے آپ صحبت دشمن میں شہکر
کل عیب جانتے ہیں جسے وہ ہنر ہے آج

آتی نظر جو صبح شب وصل یار کی
سمجھا یہ ہیں کہ روز جزا کی سحر ہے آج

اسد برق حسینہ ٹری جل کے خاک ہو
ای رشک مہتاب وہ تیری نظر ہے آج

رونق نہ رہئے آب ہر روسی نہ آہ کے
تاثیر اسمین کل تھی نہ اسمیں اثر ہے آج

ایک شوخ برق وش سی ہوا ہیں دو چار آج
حصب طلب ہیں مجھ سی شکستہ قرار آج

کل سے سوا ہیں وعدۂ تر اشکبار آج
رو رو کے جوب دل کے نکالیں بخار آج

رنش سے اُسکے حسن کی ہی کیا بہار آج
سو دل سے لاکھ جاں سی ہم ہیں نثار آج

ہی مجھکو ہوش ضبط نہ پاس قرار آج
مجھ ہے ظہور قدرت پروردگار آج

کب آپ سے ملیں جو کہا اُسے طرز سے
نکلا مری زباں سے بے اختیار آج

ہی وصل یار ذوق مسرت کس واسطے
مجھ دل ہی کاش مجھکو ملیں غمگسار آج

مجھ ذکر غیر چھیڑ کے چھیڑا ہنس ہنس
مجھ سے عبث الجھتے ہو کیوں بار بار آج

کل کا ہوا ہی یار سے وعدہ پئے وصال
کیا بے قرار ہے دل امیدوار آج

طغیان اشک یان بھی ہی چشم پر آب مین
کہدو نہ آئے سامنے ابر بہار آج

کہائی ہین سینے زخم پہ زخم اُس نگاہ کے
مجہہ سا نہین جہان مین کوئی دل فگار آج

ہر چند پند ناصح مشفق درست ہے
ہی کسکو اپنے دل پہ مگر اختیار آج

کسکی نظر لگی دل پر داغ کو مرے
تہی کل جو اس چمن مین نہین وہ بہار آج

کل کیا وہ امتحان مین ثابت قدم رہا
کیونکر ہوا عدو پہ تمہین اعتبار آج

پہر آج کا ہوا ہے وہان وعدۂ وصال
پہر کہینچنا پڑا ہے مجہے انتظار آج

منظور اُسکو بزم مین ہی امتحان ضبط
لیجائے کاش صبر ہمین مستعار آج

کل جس گلی سے ہو کے پشیمان ہم آئے تہی
پہر رہتا ادہر ہے دل بیقرار آج

ایک اور آسمان بنا زیر آسمان
اتنا ہوا بلند ہمارا غبار آج

رونق سے کیا خطا ہوئی کیا تمنے کہدیا
رویا ہے سامنے مرے وہ زار زار آج

## ردیف جیم فارسی ۹۸

ساقی نے بہر کے مے سے دئیے جام چار پانچ
کہاؤن نہ کیونکہ ٹہوکرین ہر گام چار پانچ

ہے بزم اپنی شاخ ثمردار کی مثال
پختہ ہین چار پانچ تو ہین خام چار پانچ

حیران ہون ایک کا بہی تو آتا نہین جواب
لکہتا ہون اُسکو خط سحر و شام چار پانچ

کیونکر شکایت اُس بت طرار سے کرین
دیتا ہے پہر گلے پہ وہ الزام چار پانچ

فرہاد و قیس وامق و محمود اور ہم
ہین شہر عشق مین یہی بدنام چار پانچ

ہوتے ہین روز قتل وہان عاشق اسطرح
ہر صبح چار پانچ تو ہر شام چار پانچ

خوار و ذلیل وحشی سمجھتے ہیں رو سیاہ
ہے یہ اسے جو رکھتے ہیں مری نام چار پانچ

کوچہ میں اسکے خوب ہو جب تو گذر مرا
اغیار کے ہوں پاؤں اگر نام چار پانچ

کوچہ میں اسکے آئی ہی سایہ دماغ عشق
مرتے ہیں روز عاشق بد نام چار پانچ

ہوتا ہی ایک جرعہ میں کیا ہمکو ساقیا
جب تک کہ پی نہ لیں مئے گلفام چار پانچ

عشق ستم کشی وفا اور تنگ و صبر
تنہا میں ایک اور مجھے کام چار پانچ

اللہ ری جوش درد کہ اک بات وہ کری
جب تک کرو نہ پی مجھے پیغام چار پانچ

دو کاکل و دو زلف اور اک خط عنبریں
اک مرغ دل کے واسطے ہیں دام چار پانچ

حیراں ہوں نامہ رکھو تا کسطرح ملے
اس شہر میں ہیں یار کے ہمنام چار پانچ

ہیں چار یار و پنجتن پاک رند کے
رونق کے واسطے ہیں یہی نام چار پانچ

نا بدکار کو بس دستی پہ تشہیر نہ کھینچ
ہمکو اسطرح نہ کھینچ اے فلک پیر نہ کھینچ

ہی مرے دل کو اک حسن ابرو کافی
تیغ یار کو مدعی تا بہ سہی شمشیر نہ کھینچ

جو کہ تقدیر میں لکھا ہی وہ پیش آئیگا
ناصحا میری لئے زحمت تدبیر نہ کھینچ

فصل گل دور ہی تو مجھکو نہ زنداں سے نکال
اے جنوں جانب صحرا سر زنجیر نہ کھینچ

آتش دل سے فتیلہ کیطرح جل جاتا
او مری سینۂ سوزاں سے جو تو تیر نہ کھینچ

ہی مجھے یاد نصیحتوں کی دوائے لقماں
چارہ گر واسطے میری عرق شیر نہ کھینچ

سادہ لوحی میں نہیں سو رنگ ہیں دل ای بہزاد
کاغذ سادہ پہ اُس شوخ کی تصویر نہ کھینچ

یوں ہی سر کاٹ لے تکبیر اگر یاد نہیں
ذبح سے ہاتھ بسم کرے تکبیر نہ کھینچ

وہ کسیطرح سر آئے نہ اتر جہ میں نہیں ہو
کون کہتا ہی کہ اے آہ گرہ سر نہ کھینچ

مروی اُٹھین نہ کہین جان کے صورِ محشر
خامہ و قرطاس پہ رونق دمِ تحریر نہ کھینچ

تا چین ہی اسطرف تو اُدہر تا خطا پہنچ
زلفِ رسا ہی یار کی یہی ہی بلا پہنچ

بن شانہ اور تا سرِ زلف دوتا پہنچ
ہو جسطرح سے ای دلِ غم مبتلا پہنچ

بالیدگی یہی ہی تو اُس پای ناز تک
جائیگی چند روز مین زلف رسا پہنچ

اسوقت سخت ہین کوئی مونس نہین مرا
مرتا ہون ہجر یار مین جلد ای قضا پہنچ

یہہ نالہ اور یہہ آہ فقط ہین اسی لئے
کانون تک اُسکے جای مرا ماجرا پہنچ

ہی نشۂ شراب اُسے اور وقتِ شب
ایسے مین تو بھی ای دل کمبخت جا پہنچ

جلتے ہین پر فرشتے کے جاتی ہوئی جہان
کیونکر دل خراب ہمارا گیا پہنچ

لینے کے وقت ہوتی ہین سو سو خوشامدین
کب پوچھتے ہین بات وہ جب دل گیا پہنچ

ہم دل جلون کو روضۂ رضوان سے کیا غرض
جلدی سے تو بہشت مین ای پارسا پہنچ

رونق یہی ہی عزم مرا اب تو روز و شب
ہندوستان کو چھوڑ کے تو کربلا پہنچ

پڑا ہے ہر دل عاشق پہ ہر پیچ
تمہاری زلف مین ہین کسقدر پیچ

ہزارون پہلوان کاکل نے مارے
اسے ہین یاد کُشتی کے مگر پیچ

نشان جبہہ سائی ہے جبین پر
محبت نے یہ بخشا ہمکو سرپیچ

نشے مین کچھ عجب حالت ہے اُنکی
کدہر شملہ لٹکتا ہے کدہر پیچ

یہہ سو سو بار شانہ سے الجھنا
تمہاری زلف کے ہین سربسر پیچ

لگاتے ہی ہمین ہاتھ اُسنے مارا
غضب کچھ کر گئی اُنکی کمر پیچ

ہے روح مین بہی پر توہ یار اس طرح　　انسان کی جسطرح سے ہے ساری بدن مین روح
کیا اشتیاق بوسۂ روئی نگار ہے　　آئی تمام جسم سے کہنچکر دہن مین روح

مرنے کے بعد ہوگئی رونق زبان خشک
رکہتی زبان کو ہے تر و تازہ دہن مین روح

دل سے یون عشق فتنہ گر مین صلاح　　چاہیئے پہلے اپنے گہر مین صلاح
کیا کرین وصل فتنہ گر مین صلاح　　تاڑ جاتا ہے وہ نظر مین صلاح
دیکہکر اُسکے روئی تابان کو　　ہوتی ہے شمس اور قمر مین صلاح
لخت ہاے دل اور اشکونکی　　آکے ہوتی ہے چشم تر مین صلاح
کب سے درپیش ہے طبیبون کو　　میرے سوز دل و جگر مین صلاح

چہوڑ اب دل سے تابہ کے رونق
ہوگی تحصیل سیم و زر مین صلاح

## ردیف خاے معجمہ

۱۰۳

کیا ہے توڑ کے ظرف شراب مین سوراخ　　پڑینگے شیخ کی جلد کتاب مین سوراخ
نگہ سے یون ہین دل غم مآب مین سوراخ　　پڑے ہون سیخ سے جیسے کباب مین سوراخ
خدنگ اُسنے لگائی یہہ میری سینہ پر　　کہ جب گنئے تو نہ آئے حساب مین سوراخ
ہوئی ہین غم سے مشبک یہہ کچہ ورق دل کے　　کئے ہین کرم نے کب یون کتاب مین سوراخ
شہید ہونے سے سبطین کے یقین ہے مجہے　　ہوئی ہین دو جگر بوتراب مین سوراخ
کسیطرح تو کوئی دل کی آرزو نکلے　　بلا سے ہون دل خانہ خراب مین سوراخ

کیا ہے عشق سے بیزار ورنکھت یہ مجھکو | کہ ہو نہ ہاتھ سے میری حباب میں سوراخ

غم وداع میں رونا ہے اسقدر رونق
پڑ گئے مری چشم پرآب میں سوراخ

گردش ہماری چشم کی گر دیکھ پائے چرخ | مستانہ وار حال تو ہیں بھول جائے چرخ

ناسدرق جسکو کوئی دم ہنسائے چرخ | ناسدار اُسکو ہفت کچھ رلائے چرخ

جو کچھ ہوا ہے ہم نہ ہوا اُسکے ہاتھ سے | دشمن ہمیں ہے کوئی ہمارا سوائے چرخ

جو ماہ رو ہے عرش نہ اُسکا دماغ ہے | ہے ایذا تو کچھ اور ہی دل میں سوائے چرخ

شب نرم عمر میں تو وہ سرگرم ناز ہے | گر وہ اُس نگاہ کے جو ہی ہمیں لگائے چرخ

رونا ہی عشق میں کسی مہرو کے روز دشت | یاراں کو گر نہ رعد کو جا تو نکالئے چرخ

ہر جا تک تو مار غم سے زمیں میں دبا دیا | بالائے سر میں ہی ہماری بچھائے چرخ

ممکن نہیں کہ کوچہ جاناں سے دور ہوں | کیسا ہی گرچہ خاک میں مجھکو ملائے چرخ

رونق کبھی نہ جا تو کہیں تار اسے
ہی خاک اسکے غم میں سر سر ملائے چرخ

## ردیف دال مہملہ

ہیں سحر سخن عشق یہاں کلام پسند | ہمیں پسند ہے وہ جو ہیں عوام پسند

ہمیں ہیں ہے کہ انکی جمعہ حرام پسند | وہ میرے سے ناحق مالک میں یہاں کلام پسند

ہم اسکے نام پر مرمرکے زندہ رہتے ہیں | کہ جسکو جان سے جسکا ہو ہے نام پسند

یہ کیا عصمت ہے کہ تسلیم نہ ہی کہیں میں | یہ یار کہ ہمکو نہیں سلام پسند

زیادہ دیکھنے سے منہ چھپا لیا اسنے
نہیں ہیں یار نظر سے مری نقاب میں بند

ہوئی ہے اسکو بھی الفت یہ کھل گیا مجھکو
کہ نامہ یار نے بھیجا مجھے جواب میں بند

شمار داغ دل خستہ گر کرے کوئی
نفس ہے صرف ہوں اُسکے کئی حساب میں بند

سوال بوسہ نہ تقدیر کیا کرے کوئی
ہزار ہیں ہوں تو ہوں اُس سے ایک جواب میں بند

نہ کیونکہ غم سے کروں اسے بند بند جدا
کہ اسنے میں نظر آئیں جوڑیوں کے خواب میں بند

مجھے وہ دیکھ کے اسطرح چھپ گیا رونق
چمک کے برق ہو جس طور سے سحاب میں بند

فصل گل ہے جدا سے ڈر صیاد
کیوں کترتا ہے میرے پر صیاد

تو ہے بے رحم ستمگر صیاد
نہیں ایسا جہاں میں ہر صیاد

ذبح کرتا تو کھول پر صیاد
آج کرتا ہو جو وہ کر صیاد

اس چمن میں ہے مرغ دل کیلئے
ہر ورق دام ہر شجر صیاد

ہر پلک دانہ دام یار نگاہ
اُس ستمگر کی ہے نظر صیاد

صبح سے جستجوئے بلبل میں
پھر رہا ہے اِدھر اُدھر صیاد

میں کبھی دام میں قفس میں کبھی
عمر یوں ہی ہوئی بسر صیاد

ہو نہ کیونکر اسیر دام بلا
بے خبر صید و باخبر صیاد

پھر رہا ہے کمیں بلبل میں
چپکے چپکے اِدھر اُدھر صیاد

نہیں بلبل میں غیر پر کے سوا
ذبح کرتا ہے تو تو کر صیاد

چھوڑتا ہے قفس سے کیوں مجھکو
نہ مرے بال ہیں نہ پر صیاد

جان آئی ہے عندلیب میں
جب چمن سے گیا گذر صیاد

بہاس لیے میں طائر دل کو
بہراساں ہیں سم ودر صیاد

چھوڑ دیکا قفس کا دل سے
ناتواں مجھکو جانکر صیاد

آج کچھ عندلیب حیر ہیں
کم آتا ہے نادہ کر صیاد

سبکے بلبل کی داستاں درار
رو ٹرا قصہ مختصر صیاد

بلبلوں کو چمن میں وقت خزاں
نظر آتا ہے ہر شجر صیاد

کوئی لیتا ہیں وہ بلبل ہوں
لئے پہرتا ہے در بدر صیاد

بلبلیں تو چہی ہیں اے رونق
ہیچ سا ہو گیا کدہر صیاد

## ردیف دال ہندی　۱۰

ہے مجھکو اپنی آہ سرِ بار کا گھمنڈ
جس طرح اہل سیف کو تلوار کا گھمنڈ

ہر یک سنگ تک بار رویں رشک عندلیب
رفتار کا اسے مجھے گفتار کا گھمنڈ

صحن چمن میں دیکھہ کے چشم نگار کو
جاتا رہا ہے نرگس بیمار کا گھمنڈ

جب ہو دعا قبول تو دو تو کو پہکڑی
شملہ کا ہو رہ مجرہ دستار کا گھمنڈ

اس بہار کو ہی سمجھا ہیں دیرا
دیکھو تو میرے دیدۂ خونبار کا گھمنڈ

اچھا کسیدن آئے چلے اسکو سا یہ سا
پھر تو بہت ہی کنک کو رفتار کا گھمنڈ

تاریکی لحد سے جو ڈرتا ہیں دیرا
پھر دل کو عکس عارض دلدار کا گھمنڈ

رونق عدو کو مارے اپنے ویر پر
ہے مجھکو اپنی آہ سرِ بار کا گھمنڈ　۱۱۱

مہر سوزان بنگیا اُس کا کھرنڈ
دیکھکر خورشید محشر کو قریب
ہی خراش دل بہت روکو نہ ہاتھہ
پھر بڑے ہین ناخن دستِ جنون
آفتاب حشر کہتے ہین جسے
چار دن ٹہیرے رہو دست جنون
ہے جو ہر جانب صدائی الحریق
داغ دل کا حال ہی وحشت مین یہ
دوزخ اُسکا نام رکھا خلق نے

جب ہمارے داغ پر آیا کھرنڈ
داغ دل کا اپنے ہین سمجھا کھرنڈ
زخم کسکا داغ کیا کیسا کھرنڈ
پھر ہمارے داغ پہ آیا کھرنڈ
وہ ہمارے داغ کا نکلا کھرنڈ
زخم دل کا ہے ابہی کچّا کھرنڈ
داغ دل سے کچھہ گر سرکا کھرنڈ
ایک نوچا دوسرا آیا کھرنڈ
رکھکے داغون کے مری یکجا کھرنڈ

ہو مبارک حضرت رونق تمہین
زخم دل اچھا ہوا آیا کھرنڈ

خط جو لکھنے لگے ہم یار کو لیکر کاغذ
حال گریہ کا جو لکھنے لگے لیکر کاغذ
صرصرِ عشق سے بربادہ ہوا دفترِ عقل
ہی مجھے نشۂ افیون غم عشق بہت
جسکی تقدیر بڑی ہو یہہ مدقم ہوا اسیر
خوبیٔ بخت سے ہے پیکر تصویر ترا
ضعف کی وجہ سے کوئی نہین پرسان میرا
آتش عشق سے یہہ حال دلِ سوزان ہے

اسقدر روئی کہ اشکون سی ہوا تر کاغذ
سطرین امواج بنی اور سمندر کاغذ
جسطرح بادِ سے ہو برہم و ابتر کاغذ
نامۂ یار کا دوآب مین ملکر کاغذ
لایق نامۂ دلدار نہین ہر کاغذ
بنگیا ہے افق مہر منور کاغذ
یونہین گلیون مین پڑی رہتے ہین اکثر کاغذ
خاک جسطرح سے ہو آگ مین جلکر کاغذ

| | |
|---|---|
| نامہ سوق لکھا ستمہ یہ جو دل سے | حامہ انگست سا ہے ں لاعر کاعد |
| ابر رحمت سے کیا پاک معاصی سے مجھے | صاف مانی سے ہوا جوں یہ دہلکر کاعد |
| ناتوانی کے تصدق کہ مجھے اُس گل نے | ہاتھہ سے اپنے اٹھایا ہی سمجھکر کاعد |
| اسلئے حط نہ لکھا تمکو کہ شرہتے اعسار | ورنہ کیا مجھکو نہ تھا کوئی میسر کاعد |

۱۱۱

اسمیں موجود ہی حال دوجہاں ای رونق
سچ اگر پوچھئے تو ہے سر ہے ٹرہکر کاعد

| | |
|---|---|
| نامہ مار و یہ مرے مدۂ ر کا تعوید | دکھہ ہے لاکہہ میں نہ ایک نظر کا تعوید |
| اس سے بہتر ہیں ای سیع نطر کا تعوید | ہو گلے میں مری پروانہ کے پر کا تعوید |
| حامد کے پاس جو مارا نطر آیا سب کو | آگیا یاد مجھے یار کے سر کا تعوید |
| زیر حسم ست عمار ہیں حال سماہ | مردم دیدہ کی مانند ہا ہے نظر کا تعوید |
| رحم سیع نگہہ یار لگا ہے دل میں | میں سا لوں اسے اب جان جگر کا تعوید |
| آسماں ر ہی اگر تو تو رہیں مرمیں ہوں | یہی کہتا ہی قمر سے مری سر کا تعوید |
| عاسق ریح ہوں لحد پر بہو سنگ کوئی | چاہئے قبر پہ میری گل تر کا تعوید |
| مجھکو اُس میں کی لطافت سی گذر تا ہی گماں | ماف ہے یار کی با ہی یہ کمر کا تعوید |

اُسکے جومر میں لگانے کے لئے ای رونق
ایک ہو شمس کا اور ایک قمر کا تعوید

۱۱۳ ردیف رای مہملہ

| | |
|---|---|
| کوئی افسوں نہ سے درد سر ہو دم سر پر | رکہیں وہ میری سفا کے لئے قدم سر پر |

جہان مین چہوڑ گیا یادگار نیک آئین — لحد مین لے نہ گیا رگہلکے جام جم سر پر
جو اپنے ہاتہہ سے قاتل جدا کرے تن سے — بڑا ہی لطف کرے اور بڑا کرم سر پر
نظر پڑا جو نہ وقت طواف کعبہ کوئی — یہ روئے ہم کہ اُٹھا یا در حرم سر پر

تپش سے مہر کی گرما مین ڈر ہے کیا رونق
ہمیشہ سایہ کنان ہے سحاب غم سر پر

لے گیا صبر و خرد وہ شوخ پرفن جہاڑکر — اُٹھہ کہڑی ہون کیون نہ ہم محفل سے دامن جہاڑکر
ناقہ لیلی کے پا مین چبہہ نجائے کوئی خار — خوب مجنون صاف رکہیو نجد کا بن جہاڑکر
آج آئیگا پے گلگشت وہ گل دیکہنا — صاف کر رکہنا صبا تو صحن گلشن جہاڑکر
آج اپنی روسیاہی کا ثمر ہمکو ملا — ہاتہہ سے اپنے مجہے دی اُسنے جامن جہاڑکر
جب کہا مینے کسینے دل چرایا ہے مرا — کیا اُٹہا ہے جلد وہ محفل سے دامن جہاڑکر

۱۱۶

جلد آ دل مین کہ یہان کوئی نہین تیرے سوا
صاف کر رکہا ہے رونق نے یہ مسکن جہاڑکر

شادان نہ سمجہو کوئی مجہے می کو دیکہکر — مین خوش ہوا ہون اسمین کسی شے کو دیکہکر
یہہ زار ہون کہ شرم سے گوشہ مین جا چہپے — سب تار عنکبوت رگ و پے کو دیکہکر
جیسے دکہا دے آگ مئی تیز و تند کو — بے یار حال ہے یہہ مرا می کو دیکہکر
کانون پہ ہاتہہ رکہتی ہین حیوان سے چارہ گر — میرے تن ضعیف و رگ و پے کو دیکہکر
سوراخ سینہ وہ ہے وہی نالہ وہ ہی سوز — دل کو بنا دیا ہے مرے نے کو دیکہکر
سوراخ اسکے سینہ مین ہون لطف مین اُٹہاتو — آیا رقیب یاد مجہے نے کو دیکہکر
دنیا ہے دونون کی دولت عیش و نشاط سے — دل بجہہ گیا ہے حال جم و کے کو دیکہکر

افسردگی ازل سے ہے رونق نصیب میں
میں خوش ہوا کبھی نہ کسی شے کو دیکھ کر

مانگے جو کئی میں نے دو چار ملے اور
ہے صورت گہوارہ کہسار ملے اور

ہمراہ لگے آئے اور کو بھی جنس دی
ہموار ہوئے دل پر دو وار ملے اوپر

دو چار ہوں تو انکو سوزن سے نکالوں میں
نامیں تو چبھے سر سے ہیں خار ملے اوپر

ہے نہ نظر انکو اظہار مسیحائی
گرتے ہیں ہزاروں ہی بیمار تلے اوپر

آئی جو خبر رونق مدائن سرور کی
کسریٰ کا ہوا اسکو دربار ملے اوپر

ہم سے دنیا میں کیا کچھ بھی نہ پیدا ہو کر
اور یہ طرفہ کہ الٹے چلے رسوا ہو کر

سخت رسوا ہوئی اس طفل نہ پیدا ہو کر
دام میں آ گئے ناداں کے دانا ہو کر

کیونکہ مضمون وہیں یار کا ماندا ہے ہمیں
آ گیا دام میں کسطرح سے عنقا ہو کر

کس گل اندام کے ہنسنے کے خیال آتی ہیں
رحم دل زور مگر ماہی جو اچھا ہو کر

بعض حسرت ہوئی کیا دیکھ کر تصویر اسکی
بیگے آئینہ ہم محو تماشا ہو کر

آرزو دل میں رہی پھر کفن لینے کی
وہاں وہ دوپٹہ کبھی اڑا ہی نہ میلا ہو کر

دل رنجور سے کس واسطے کرتے ہیں گریز
اب بیمار سے چھپتے ہیں مسیحا ہو کر

خوش سا خوش شب ہجر میں ہو گریہ کا
قطرہ بہتا ہے مری چشم سے دریا ہو کر

اسطرح الفت دنیا میں ملاقات حق ہے
جیسے مساحتہ دوڑی کوئی اندھا ہو کر

بعد مردن بھی رہی وحشت و سرگردانی
دشت میں خاک پھری اپنی بگولا ہو کر

ناحق اک سامنے گل رو کے نہ پھاڑا جیب
کیا لیا دل نے مری تشنہ صہبا ہو کر

گر یہی ہی سر کا کل تو کسیدن رونق
دیکھہ لینا کہ رہیگا تجھے سودا ہو کر

کندہ ہے گور کہنہ بہرام گور پر
دستِ ستم دراز نکر پائے مور پر

پید اشکستگی ہے رستم کی گور پر
نخوت کرے نہ کوئی جوانی کے زور پر

ہاتہون ہی ہاتہہ دل کو چرا لیگیا کوئی
مجہکو گمان ہے یار کی مہندی کے چور پر

کیا ہے عجب جو پیرہن تن بہی چاک ہو
جوش جنون ہے ابکی بہت زور شور پر

الفت جتا کے سہ کو فلک پر چڑہا دیا
آتا ہے غصہ دیکھہ کے مجہکو چکور پر

انگشتہای دستِ نگارین بہی ہین غضب
مین لاکہہ لاکہہ جی سی فدا پور پور پہ

مشکل کہ مجہہ سے زار پر اُسکی نظر پڑی
رونق یہہ تیر اُسکو لگانا ہی مور پر

اُس مکانمین ہی کہ جو ہی ملک و حور سی دور
کار انسان بہی حقیقت مین ہی مقدور سی دور

زندگی کیونکہ نہ بہاگے تری رنجور سے دور
تو کہی جبکہ اُسے دیکہتی ہی دور سے دور

تیغ قاتل مین بہی تہا کیا ہی بلا کا زہر آب
کہ مگس بیٹھتی ہی زخم کے انگور سے دور

بیقراری کا یہہ عالم ہی شب ہجر امین
سینہ کوبی کی صدا جاتی ہی طنبور سی دور

سر سبز بشیں ہی شیرین سخنی یارون کی
ہی مناسب کہ رہی خانۂ زنبور سے دور

سر مرا دور کری جسم سی جلاد فلک
نہ کری مجہکو مگر اُس بت مغرور سے دور

دل سے الفت ہی مجھے یہانتک گل اندامون سے
نہین جاتا ہون مین اسواسطی جیبو رسی دور

ضبط کا پاس نہوگا تو ابہی وہ رونق
بہاگ جائینگے تری نالۂ پرشور سے دور

۱۳۱

باغ مین تم جو نہ ہنگام بہار آئی نظر
فرطِ غم سے گلِ خندان مجھے خار آئی نظر

خواب مین مجھکو جو وہ گیسوئی یار آئی نظر
روز سب عمر کے میری شب تار آئی نظر

ہمت ای دستِ جنون فصل بہار آ پہنچی
چاہیے کوئی گریبان مین نہ تار آئی نظر

قلزم عشق مین ہین حضرتِ دل بہی کوئی چیز
کبھی وار آئی نظر اور کبھی پار آئی نظر

ہم وہ میکش ہین کہ سوخم سی بہی کچھہ ہمکو ہو
ایک دو جام مین کیا شکل خمار آئی نظر

ہم تو کچھہ حضرت رونق کو سمجھتے تہی وے
بترہ کے رندون سی بہی بادہ خوار آئی نظر

ملا بہی گر خاک مین مرا دل نصیب سے پائمال ہوکر
اُس آئینہ رو کے پاس پہنچا مگر غبار ملال ہوکر

یہی ہین چتون تو دیکھہ لینا کبھی رہیگا قتال ہوکر
لباس خنجر مین یہ اجل ہے مرینگے لاکھون حلال ہوکر

جو تیغ ابرو کا اُسکی پرتو فلک پہ پہنچے ہلال ہوکر
بسان بسمل طپیدہ گردون گرین زمین پہ حلال ہوکر

نشان ہین گر نعل کفش پا کا تو نقش ہے خوبیٔ ادا کا
یہہ رتبہ پایا ہی انتہا کا فلک پہ پہنچا ہلال ہوکر

رہی جو دل مین یہی تمنّا تو جان لیگی مری تمنّا
عجب ہے کچھہ لطف کی تمنّا کہ دم ہر لب پہ سوال ہوکر

جو ہون خیال کمر مین روتا تو منع کرتے ہین کیون احبا
یہہ بات باریک ہی عجب کیا جو کہٹکے آنکھون مین بال ہوکر

یہہ سوزش دل ہی ناوک افگن کہ تیر کھینچا تو یون ہی روشن
کہ نکلی آتش سی جیسے آہن مثال اخگر کے لال ہوکر

کہا جو اس سے وفا ہی شایان تو یہہ کہا اسنی ہوکی خندان
وفا ہی کرتا ہی کوئی انسان جہان مین صاحب جمال ہوکر

سیاہ اختر ہون اسطرح کا کری جو وہ قتل کا ارادہ
تو بخت بد سے مرے ستارا بس آگے آجای ڈھال ہوکر

مچا ہی ہولی کا غل چمن مین ہوئی ہین گل جام مل چمن مین
اڑا ہی کیا رنگ گل چمن مین تری قدم سے گلال ہوکر

خیال شہد دہن تو یکسو اثر ہی غم کا ہے اسکے جادو
ٹپک رہے ہین ہماری آنسو مژہ سے آب زلال ہوکر

جمال تیرا یہہ خوش شمایل اور اسپہ اک جذب حسن کامل
کسی ہوس خو کی آنکھہ کا تل رہا تری رخپہ خال ہوکر

یہہ رنگ ڈھنگ اسکے کون جانے کہین جو رونق کوئی نمانے
متاع صبر و خرد چرانے وہ دل مین گذرا خیال ہوکر

جان نکلے تن ہر فرد بشر سے باہر
بے حجابانہ وہ آجائین جو گھر سی باہر

آبرو صاحب جوہر سے جدا ہو نہ کبھی
آب نکلے نہ کہین ہو کے گہر سے باہر

غم نے پھینکا انہین سینہ سی کچہ ایسا شب ہجر
لخت دل آکے گری دیدۂ تر سے باہر

بیقراری اگر ایسی ہی رہی فرقت مین
دل سے ڈر ہے کہ نکل جائی نہ بر سی باہر

بسمل ناز ہین یان زیست کسی ہے درکار
چارہ سازون کو نکالو مری گھر سے باہر

کن کے کہنے سے ہوئے اُسنے دو عالم پیدا
قدرت اللہ کی ہی عقل بشر سے باہر

ہاے اُس کافرِ نادان کے ستمہاے نہان
گہر سے نکلا نہ مری نالہ کے ڈر سے باہر

مردمِ چشم کو اسواسطے دی چشم مین جا
کہ قدم بہی نہین رکہتی کبہی گہر سے باہر

آبرو چاہی تو ہو خانہ نشین اے رونق
اور کچہہ ایسا نہین مقدورِ بشر سے باہر

اور ہو لین ابہی ستم دوچار
ابہی باقی ہین مجہہ مین دم دوچار

گر مرا اب بہی کوئی دل چیرے
نکلین پیکان تو کم سے کم دوچار

دو لبون کے دو اور دو عارض کے
بوسہ گر دو تو اے صنم دوچار

نیمچہ ہاتہہ مین ہے قاتل کے
ابہی ہوتے ہین سر قلم دوچار

ہے یہہ شور اپنی سینہ کوبی کا
جیسے بجتے ہون زیر و بم دوچار

وہان سے آیا نہ ایک کا بہی جواب
خط کئے یار کو رقم دوچار

کیا وہ کاکل ہے اور کیا وہ زلف
رکہے جبتک نہ پیچ و خم دوچار

بحر و جو کہہ تو اب اُسے ورنہ
جمع ہین اشکِ چشمِ نم دوچار

کچہہ نہین پاس اب فقط دل مین
داغ ہین صورتِ درم دوچار

واے قسمت کہ پہر گیا اُلٹا
اسطرف رکہہ کے وہ قدم دوچار

دل مین ہے بسکہ رنج راحت سے
ہے خوشی ایک دو تو غم دوچار

رونق اُس سبزہ رنگ کے غم مین
روز مرتے ہین کہا کے سم دوچار

ہر گفتگو مین کہتے ہو تقریر کیا ضرور
یون ہی تو شبِ وصل مین تاخیر کیا ضرور

مانی بتا کہ عالم تصویر مین تجہے
رکہنی تہی پاے قیس مین زنجیر کیا ضرور

جب جانتی ہین آپ کہ مین ہون اسیر زلف
میرے لئے یہہ طوق یہہ زنجیر کیا ضرور

کہینچی ہو جسنے صفحۂ دل پر شبیہ یار
کہئے پہر اسکو یار کی تصویر کیا ضرور

ہوگا وصال خواب مین گر ملگئے ہین وہ
پوچہین کسی سے خواب کی تعبیر کیا ضرور

مینے کہا کہ وصل کی شب ہی پئین شراب
کہنے لگا وہ غیرت تصویر کیا ضرور

رونق کو قتل کرکے کس انداز سے کہا
کرنی کسیکے دفن مین تاخیر کیا ضرور

قتل منظور ہی اور زہر بہی کہانا منظور
پر حسینون سے نہین دل کا لگانا منظور

حضرت دل ہے اگر لطف اٹہانا منظور
کیجئے زہر غم عشق کو کہانا منظور

دل بیتاب تو سو بار ہدف ہوجائے
ناوک یار کو ہو بہی گر آنا منظور

آپ نے وعدہ کیا کیون مری گہر آنیکا
رات کو تہا جو حنا کا ہی لگانا منظور

چشم گریان جو خدائی مجہے دیتی تو کہین
تہا اسی پردہ مین دنیا کا بہانا منظور

دہن یار کے مضمون کرین کیون وقت
جانب ملک عدم ہے کسے جانا منظور

اسطرح روئی کہ سونہہ دیکہکے وہ ہنس ہی پڑا
تہا کسیطرح ہمین اسکو ہنسانا منظور

ای قضا تجہکو قسم ہی کہ مجہے دنیا سے
روبرو اسکے اٹہا ہے جو اٹہانا منظور

اسکی محفل مین بناتا مجہے پروانۂ شمع
ای فلک تہا جو تجہے مجہکو جلانا منظور

باندہکر شعر کے مضمون مین لیجا رونق
حال دل ہے اگر اس بت کو سنانا منظور

صحن گلشن سے نکلجائی جو قاتل ہوکر
پر لگین یہہ کہ اڑین پہول عنادل ہوکر

کھو دیئی ہوش و حواس آپ پہ مائل ہوکر
کیا ہی بدنام ہوئی خلق مین عاقل ہوکر

کیا بیان ہو کہ اٹھائی ہین مزی کیا دل نے
ہاتھہ سے اُس ستم ایجاد کے بسمل ہوکر

دعوی حسن کری ماہ جو کامل ہوکر
دیکھہ لے اُس ستم آرا سے مقابل ہوکر

بعد مردن بھی نچھوڑا غم الفت نے مجھے
قبر مین بھی مری چھاتی پہ رہا سل ہوکر

دل مجنون بھی عجب رنگ بدل لیتا ہی
جا کے ناقہ پہ رہا صورتِ محمل ہوکر

ہوکے بیدل بھی جیا مین تو نہین کچہ حیرت
غم جانان مری پہلو مین رہا دل ہوکر

اس نزاکت پہ ترا ہاتہہ یہہ ہماری قاتل
کہ نہ تڑپا کوئی بسمل کبھی بسمل ہوکر

ہمسے رندون کے بھی مطلب کی سنا کچہ واعظ
ذکر می بھی ہو ذرا بحث مسائل ہوکر

منع کرتے ہو تڑپنے سے ادہر دیکھکے تم
کسطرح طائر دل تڑپے نہ بسمل ہوکر

نہ تلطف نہ دلاسا نہ عنایت نہ کرم
ہم تو پچہتاے بہت آپ پہ مائل ہوکر

تجھکو جانا ہی کہان دل نہ لگا یہان رونق
کیون ٹہرتا ہے کہین رہرو منزل ہوکر

ہان ہی تجھے منظور کچھہ اے شعبدہ گر اور
الفت کی نظر اور ہی رنجش کی نظر اور

ہم تھی کبھی اب آنکہ ہوئے مدِ نظر اور
کیا رنگ زمانہ ہے کہ شام اور سحر اور

دشمن کیطرف جو نہین ہے وہ مری جانب
کچھہ دیکھکے سمجھا ہون کہ ہی انکی نظر اور

توڑا ہی جو یون تمنے مری خانۂ دل کو
تاکا ہے پے جلوہ گری کیا کوئی گھر اور

ہنستے ہین بہت غیر کوئی رنگ دکھا دے
ہمت ہی تو ہو دجلہ فشان دیدۂ تر اور

اک دل ہی تو کیا مال کہ اس طرز طلب پہ
سو دل ہین نثار آپ پہ ہاتھہ آئین اگر اور

سونپہ پہیر لیا اُسنے وہین سنکے جو کی بات
امید تہی کچھہ ادہر دکھایا تو اُدہر اور

دل دردسی خون ہے تو جگر آب ہی غم سے
مطلوب ہے گریہ ہے اک دیدۂ تر اور

صیاد ذرا دیکھہ تو کون صورت گلشن
دو چار گھڑی مجھکو ابھی ذبح نکر اور

ہے رنگ جہان اُنکی طبیعت سے نمایان
دن اور ہی رات اور ہی شام اور سحر اور

ہین وعدہ فراموش وہ کیا آئینگے لیکن
دو چار گھڑی دیکھتے ہین جانب در اور

یہان غم سے ہے دن رات وہان عیش شب و روز
دنیا بھی دورنگی سے ہے اودہر اور اُدہر اور

دل جائے کہ ایمان یہ بنجائے کہ مٹ جائین
کچھہ ہو مگر اکبار تو جائینگے اُدہر اور

دلمین بہت ارمان ہین اور آخر ہی شب وصل
دو چار گھڑی بول نہ اے مرغ سحر اور

وہ آئے تو یہان روز ہی شب ہی جو نہ آئین
اقلیم محبت کی ہے کچھہ شام و سحر اور

کیا حال ہی ہمسے تو کہو حضرت رونق
کیا سوچ ہی کچھہ دیکھتے ہین مد نظر اور

ہر چند حسین اور بھی ہین تم ہو مگر اور
ترکیب دہن اور ہے انداز کمر اور

تیر نگہہ یار کو ہے مد نظر اور
لائینگے ہدف کے لئے دل اور جگر اور

ہے رشک غضب کیونکہ تری بزم مین بیٹھون
آبیٹھتے ہین پاس ادہر اور اُدہر اور

بیصرفہ ارادے ہین مری قتل کے دلمین
کیا باندھنے کو ظلم پہ لاؤگے کمر اور

ہان وہ جو دلِ زار کے تو لطف اُٹھائے
ہے ہمکو اب اک آرزوئے درد جگر اور

ہمراز بھی غماز ہین سیری ہون کہ اُنکے
کمبخت لگاتے ہین ادہر اور اُدہر اور

آتی ہی کسی رشک گلستان کے مکان سے
بو تجھمین ہے کچھہ آج تو اے باد سحر اور

کچھہ اور ترقی پہ رہے حسن دل افروز
کچھہ یہان بھی تعلی کئے جاتی ہی نظر اور

تا آنکو تغافل پہ محبت پہ ہمین زعم
کچھہ رنگ ادہر اور ہی کچھہ ڈہنگ اُدہر اور

کیون جائین کہ ہم خوگر بیداد کشی ہین
ہرچند بہت ظلم ہوئے ہم پہ مگر اور

رونق یونہین سب عمر کٹی بے ہنری مین
صد حیف نہ سیکھا کوئی جز عشق ہنر اور

دوڑی وہ میری قتل کو تلوار کھینچکر
مین رہ گیا اک آہ شرربار کھینچکر

یوسف کجا و مصر کجا پیرزن کجا
لائی تہی انکو گرمی بازار کھینچکر

کچھہ زور کلک مانی و بہزاد مانئے
جب کچھہ دکھائین یار کی رفتار کھینچکر

گستاخ جذب شوق ہی کتنا غضب کیا
لایا ہے کسکو یون سر بازار کھینچکر

مقتل مین مجھکو دیکھہ کے اتنا نحیف و زار
پچھتائی وہ نیام سے تلوار کھینچکر

جاتا ہون سوئی دشت تو کہتا ہے مرحبا
دامن کو میری شوق سی ہر خار کھینچکر

اک عمر بار آج مجھے کوئی یار سے
لائے ہین مشکلون سی مری یار کھینچکر

ہی بے خبر بہار کی سنتے ہی مرگیا
اک آہ سرد مرغ گرفتار کھینچکر

وابستہ اسمین سینکڑون دل عاشقون کے ہین
بند قبا نہ باندہیئے زنہار کھینچکر

یکبار سر جو تن سے جدا ہو تو خوب ہے
مرنا برا اذیت آزار کھینچکر

ہی ہی کہ ناتمام ہے بسمل کی آرزو
اک اور وار کیجئے تلوار کھینچکر

گر اپنے آہ و نالہ مین تاثیر کچھہ ہوئی
رونق ہم اُن کو لائینگے سو بار کھینچکر

اک جہان بیتاب ہے آن و ادا کو دیکھکر
کشتہ حیرت ہون مین اُس بیوفا کو دیکھکر

سبز بجیب ایک ایک غنچہ ہی حیا کو دیکھکر
دیکھتا ہی رنگ گل اُسکی ادا کو دیکھکر

دل کو دیجے بے تامل دلربا کو دیکھکر
آشنائی کیجئے ذوق آشنا کو دیکھکر

دیکھہ لیتے ہین بتون کو یہان تو مرچکے ہین ہم
حشر مین کیا حال ہونا ہی خدا کو دیکھکر

دوست دشمن اور بیگانے یگانے ہو گئے
جی الجھتا ہے زمانے کی ہوا کو دیکھکر

وصل کا اقرار کرنا ہی پڑا ناچار اُنہین
کچہ یہہ گھبرائی ہماری التجا کو دیکھکر

بیخبر ہے ایکسے ایک اُسکے دورِ حسن مین
ہی جہان وارفتہ انداز و ادا کو دیکھکر

حوصلہ ذوقِ تپش کا خون اب ہوجائیگا
تنگ ہی دل وسعتِ ارض و سما کو دیکھکر

بند کر آنکھہ اور پیجا شوق مین تلخابِ عشق
ورنہ خوش خوش کون پیتا ہی دوا کو دیکھکر

بارشِ آبِ بقا ہے بارشِ ابرِ بہار
میکشون مین جان آتی ہی گھٹا کو دیکھکر

پھر گئی آنکھون مین یہان سامان عیشِ وصل کے
جی بھر آیا ہجر مین کالی گھٹا کو دیکھکر

اسطرح وعظ بیان کرتا ہی وہانکا حال کچھہ
آسمان سی جیسے آیا ہی خدا کو دیکھکر

مین زمین مین گڑگیا اور ہوش میرے اُڑ گئے
غیر کے در پہ تمہارے نقش پا کو دیکھکر

ہاتھہ سی قاصد کے لیکر نامہ جب اُسنے پڑھا
چاک کرڈالا حروف مدعا کو دیکھکر

مین یہہ سمجھا ہجر کا دن پھر یہہ شاید آگیا
اُڑ گئے ہوش و خرد روزِ جزا کو دیکھکر

دولتِ دیدار جسکو ملگئی سب کچھہ ملا
دیکھنا کیا اور کو اُس مہ لقا کو دیکھکر

دیکھکر اغیار مجھکو دلمین کٹجاتے ہین یون
رند شرماتے ہین جیسے پارسا کو دیکھکر

آگیا انصاف دل مین وصل کا وعدہ کیا
اُسنے اپنے جور اور میری وفا کو دیکھکر

آسمان سی چاند اُترا ہی زمین پر ہی عجب
لوگ حیران ہین تمہارے نقشِ پا کو دیکھکر

ہی طلبگار اجل صحت سے بیزار و نفور
دم نکل جاتا ہی عاشق کا دوا کو دیکھکر

وقت تزئین اور ہی ہوتا ہی جوبن یار کا
دست و پا بھی رنگ لاتے ہین حنا کو دیکھکر

اپنے حق مین آپ رونق کیا ستم تونے کیا

ڈر گئے وہ نالۂ شعلہ زا کو دیکھکر

جب چلے سیر کو وہ سوئے گلستان بنکر
خود چمن آئے قدم لینے بہاران بنکر

آئے وعدہ پہ نہ تسکین دل و جان بنکر
کیا ہی بگڑی ہین یہان وصل کے سامان بنکر

ای سیہ طالعی سوختہ بختان ازل
کیا لیا تونے ہماری شب ہجران بنکر

گرچہ ارمان نکلنے کے لئے ہین لیکن
تم وہ کچھہ ہو کہ رہو دل ہی مین ارمان بنکر

دل مین آجاؤ ہماری کہ یہان سب کچھہ ہو
کیا چلے محفل اغیار مین مہمان بنکر

کاوشین چرخ کی تہین کسکو گوارا ہی مزاج
دلمین اتری ہین کسی تیر کے پیکان بنکر

تہا جو اک رنگ نمایش سر الفت مین نہان
کچھہ کہلا ہے الف چاک گریبان بنکر

کوئی دن مجھکو مری وضع پہ رہنے دیجے
در پہ سر پھوڑنے دیجے مجھی دربان بنکر

یعنی جو سن نہ سکین ہم کبھی وہ اب دیکھین
خاک بیٹھین تری کوچہ مین نگہبان بنکر

آگئی کام سپے خرمن جان عاشق
شوخئ برق تری جنبش دامان بنکر

لب جان بخش کے ملنے کی یہہ خوبی دیکھو
چشم طالب سے چہپی چشمۂ حیوان بنکر

پیچ مین لائیگی شاید دل صدچاک کوئی
کیون بگڑتی ہی تری زلف پریشان بنکر

ہمہ تن داغ ہون رونق تو دکہائین کچھہ رنگ
بزم جانان مین جلین سرو چراغان بنکر

۱۳۳

حال دل رو برو اسکے کہون اپنا کیونکر
ہو مری حال سے واقف وہ خودآرا کیونکر

دہیان آیا ہی کسی زلف کا شاید دل مین
آگیا سامنے آنکھون کے اندھیرا کیونکر

لذت ناوک قاتل نے یہہ بیہوش کیا
کہ خبر مجھکو نہین سینہ سے نکلا کیونکر

خار ہی اسمین نہین دام ہی وہ زلف نہین
دل کسی عاشق بیتاب کا الجھا کیونکر

جان دینی سہل ہے الفت بہت دشوار ہے
کوئی مشکل کیطرف کیون جائے آسان چھوڑکر

مہر پیکر ہو کوئی ہو کوئی مہ پارہ تو ہو
کسکے نظارے کرین ہم روئے جانان چھوڑکر

دم تو نکلیگا اگر حسرت نکلنے کی نہین
ہم چلے جائینگے لاکھون دلمین ارمان چھوڑکر

آئینگے محشر مین عاشق لیکے لاکھون حسرتین
جائینگے دنیا سے کیا کچھ ساز و سامان چھوڑکر

مے پرستی ہے مناسب ہو کے آزادِ قیود
جائے میخانہ کو سالک گھر مین ایمان چھوڑکر

لخت دل مژگان پہ آئے جب نظر مین ہو نمود
لعل رنگین قدر پاتا ہے بدخشان چھوڑکر

چارۂ وحشت پئے وحشی ہے دیوانہ ترا
گھر کو بھاگے دیکھکر مجنون بیابان چھوڑکر

واقعی افزون ہے کیفیت چمن سے دشت کی
بیدھڑک پھرتا ہون صحرا مین گلستان چھوڑکر

کس فریبندہ نگہ سے ہے تماشا ماہ کا
تمکو دیکھے کوئی سیرِ ماہِ تابان چھوڑکر

دل ہے وابستہ تو خاطر جمع ہے ہر فکر سے
کیون پریشان ہون پھر زلفِ پریشان چھوڑکر

مونس ایسی ہون تعلق ہو تو ہو اس رنگ کا
دل کو جاتے ہی نہین غمہائے پنہان چھوڑکر

یار ملجائے تو آئین در پہ تیری جبہہ سا
بتکدہ کفار اور مسجد مسلمان چھوڑکر

دل سے حسرت کا نکلنا ہے بدن سے جان کا
ہے محال اُس در سے جائے کوئی انسان چھوڑکر

در پہ تیری کیون نہ مٹ کر بے نشان ہو بانشان
جائے کیون عاشق بصد اندوہ حرمان چھوڑکر

کعبہ و دیر و کلیسا کو یہین سے ہے سلام
ہم کہان جاتے ہین رونق کوئی جانان چھوڑکر

۱۳۵

کیا لٹک کر آئی ہین گیسوئے پیچان پاؤن پر
سلسلہ پھر حسن کا بھاری ہے پیچان پاؤن پر

پاؤن لٹکا کر نہ بیٹھو بام پر بہرِ خدا
خلق دیوانی نہو جائے مری جان پاؤن پر

لیگئے وہ مجھکو وہان میری سبب سے وہ گئے
پاؤن کے احسان ہین مجھپر مرے احسان پاؤن پر

عشق کی دولت سے پایا ہے یہہ مینے مرتبہ
آ کے گرتے ہین مرے گبرو مسلمان پاؤن پر

جب وہ ناخوش تھے تو لیتا تھا قدم ورنہ کبھی ہین
اب وہ کچھہ خوش ہین تو یہان گرتا ہے دربان پاؤن پر

تجھکو خالق نے عطا فرمائے ہین وہ ہاتھہ پاؤن
حور عاشق ہے ترے ہاتھو نپہ غلمان پاؤن پر

آگئی فصل بہار اب کیونکہ یہہ ثابت رہین
جیب ہے عاشق جو ہاتھو نپر تو دامان پاؤن پر

ہمنے دیکھی ہی نہین ایسی کسیکے دست و پا
دل تصدق ہاتھہ پر ہے جان قربان پاؤن پر

رقص اپنا بھول جاتا ہے خجالت سے وہین
ڈالتا ہے جب نظر طاؤس بستان پاؤن پر

وہ کفِ پا ہے نگارین اور وہ نازک انگلیان
دیکھکر کیونکر تصدق ہو نہ انسان پاؤن پر

مٹ گیا رنگ خزان اور آگئی فصل بہار
ٹوٹ کر گرنے لگے تار گریبان پاؤن پر

آج کیا اُسنے مری بیتابی دل دیکھلی
گرتی ہے آ کے جو برقِ درخشان پاؤن پر

چشم بد دور آج کیا رنگ حنا سے ہے بہار
دل مرا تم پر فدا اور لعل و مرجان پاؤن پر

توڑ کر زنجیر زندان سے جو مین جانے لگا
گر پڑے یکبار سب یاران زندان پاؤن پر

ایک دنیا ہے کہ ہاتھو نپر تمھارے ہے نثار
ایک عالم ہے کہ قربان ہے مرجان پاؤن پر

| ۱۰۶ | جب وہان جاتا ہون مین رونق لپٹ جاتے ہین یہہ<br>ہین مگر عاشق یہان خارِ بیابان پاؤن پر | |
|---|---|---|

ہمارے سامنے آتے ہین وہ تصویر بنکر
ستم کیا کیا دکھاتے ہین ہمین تقدیر بنکر

بگڑ جاتی ہے اکثر وصل کی تدبیر بنکر
مری قسمت سے ہوتی خاک ہے اکسیر بنکر

ادھر بسمل تڑپتے ہین اُدھر کشتے سسکتے ہین
دم رفتار تم چلتے ہو خود شمشیر بنکر

خدنگ نیمکش انکی کہین [illegible] سے رکتی ہین
نگاہین پار ہوتی ہین جگر مین تیر بنکر

گلا کیا دوست دشمن کا شکایت کیا مقدر کی
مرے اعمال آتے ہین مری تقدیر بنکر

اجل کے سے کرشمے ہیں اسی عیار بیتہ کے
یہی ہر رنگ میں کرتا ہے حرج سر بن سکر

رہے ہر دم بگڑے سے کچھ اس ارنگ بگڑا ہے
کہ تا ہی سے بگڑتی ہے بری تصویر بن سکر

اگر مطلب نہیں ہمکو سیکے دین و ایمان سے
تو اہی سامنے اے ہو کیوں تصویر بن سکر

اُسے بدنام کیوں کیجے مقدر جب مخالف ہو
عدو کی شکل الٹی ہے بری تقدیر بن سکر

عدو کی کیا پڑی ہمکو ذرا ہم تو سنبھل بیٹھو
بری تالے اثر ہے ہیں جگر میں سر بن سکر

لیا پروانہ جاں مارے آخر قصاص اپنا
رہاں شمع کاٹی رات بھر گلگیر بن سکر

سنوارے سے کہیں تقدیر کے بگڑی سنورتے ہیں
بگڑ جاتی ہے اُسکے روبرو تقدیر بن سکر

متاع جان و دل مت دیکے اُسکو مول لیتے ہم
اگر بکتی زمانے میں کہیں تقدیر بن سکر

نہ صد اسکو کیا اس پر کسے اور نہ دل وحشی
گیا سو بار اُسکے روبرو زنجیر بن کر

ادائیں دشمن جانی نگاہیں خوں کی پیاسی
ہماری قتل کو پھرتے ہیں وہ شمشیر بن سکر

جمال یار میں انا وہ سکار رہتے ہیں
ادا اس سے ہیں سکر نگاہ میں سر بن سکر

ہماری قتل پر شرا کیسے کیا اُٹھایا ہے
کہاں جاتے ہیں شرمیرو رائی پیر بن سکر

وہاں قسمت سے اپنی بات بن سکر بگڑی ہے
یہاں مجھسے بگڑتی ہے مری تدبیر بن سکر

نگاہیں اُنکی ہر آن مجھکو قتل کرتی ہیں
دم شمشیر بن سکر سناں و تیر بن سکر

میں انکی کاوش پیہاں پہ سو سوچی ہی وہاں جو
نگاہیں قلمس چھپی ہیں سناں و تیر بن سکر

ولی رونق اگر بگڑا تو بگڑا کیا ہوا ناصح
بگڑ جاتے ہیں اکثر صاحب جاگیر بن سکر

ردیف رای مہملہ ہندی ۱۳۷

سر گھڑی اسکو لوامی پالے سنگر یہ جھنٹڑ
حرف ہے کوئی نکالے فلک مرے جھیٹر

خواب راحت مین مبادا کہین آجای خلل
نصف شب ہے اُسے ای آہ کی تاثیر نہ چھیڑ

لذت قتل اُٹھالون کہ بہت ہون مشتاق
مجھکو ای موت کوئی دم تہ شمشیر نہ چھیڑ

زلف کی یاد مین اُڑتی ہی مری نیند الٹی
قصہ خوان طول شب ہجر کی تقریر نہ چھیڑ

تونے کی چھیڑ یہانتک کہ چھپے زیر لحد
اب ہمین بہر خدا ای فلک پیر نہ چھیڑ

بعد مدت تو ہوئی ہی یہہ شب وصل نصیب
آج تو قصۂ گیسوئے گرہ گیر نہ چھیڑ

تنگ ہے عرصۂ قرطاس بہت ای رونق
توسن خامہ کو اسپ پئے تحریر نہ چھیڑ

تری باعث سے دون کیونکر زمین چھوڑ
بس اب ای چشم تر تو آستین چھوڑ

اگر یہہ ہی رہی کیفیت آہ
ملایک جائینگے عرش برین چھوڑ

زمین سے آسمان تک پھونکدی سب
کسیکو بھی نہ آہ آتشین چھوڑ

خسوف ماہ سمجھین گے منجم
نہ رخسارون پہ زلف عنبرین چھوڑ

لب شیرین سے ملتا ہی کہین دل
مگس کس طرح جائی انگبین چھوڑ

جہانتک زندگی ہے مبتلا ہو
نہ دنیا مین کوئی رونق حسین چھوڑ

ستم سے یون نہ مری دلکو ای ستمگر توڑ
کہ میری آہ کو کہتے ہین لوگ پتھر توڑ

صفا جو دی ہی مری دل کو تو نہ دلبر توڑ
اس آئینہ کو بنا کر نہ ای سکندر توڑ

لڑی ہوئے ہین دل وجان بھی اپنی ساتھ اسکے
ہماری سامنے ای محتسب نہ ساغر توڑ

فلک کو توڑ کے ای تیر آہ کیا لیگا
جو توڑنا ہے تو جا کر رقیب کا سر توڑ

گزر رہا ہون دم قتل سخت جانی سے
کہ دو کہین مری جلاد کا نہ خنجر توڑ

نہ توڑ سنگ سے یون سر کو میری بیصرفہ
جو توڑنا ہے توزانو پہ اپنے رکھکر توڑ

شکستہ دل ہون مجھے جان گسل ہے نام شکست
نہ میری سامنے تنکا ہی تو اُٹھا کر توڑ

وہ سخت جان ہون کہ ہرگز نہ جان نکلیگی
گلے پہ میری جو یون توڑتا ہے خنجر توڑ

بغیر یار نہین لطفِ میکشی ساقی
شراب پہ پھینک سبو توڑ ڈال ساغر توڑ

کہان ہے خونِ تنِ رونق مین دیکھ اے فصاد
رگِ جنون پہ مری تو نہ اپنے نشتر توڑ

## ردیف زای معجمہ

کوئی بھی اس سے زیادہ نہین زر کی آواز
صورِ محشر ہے شبِ وصل گجر کی آواز

جس سے الفت ہو خوش آتی ہے ہر اک شے اسکی
کیا بھلی لگتی ہے انسان کو زر کی آواز

دف و نے سے نہین کچھ ذوق کہ جانبازون ہم
اک ترانہ ہے ہمین تیغ و سپر کی آواز

سر پہ اُسنے جو لگائی کئی تلوار کے ہاتھ
کچھ پسند آئی مری کاسۂ سر کی آواز

موم کی طرح پگھلتا ہے دلِ نرم مرا
لحن داؤد ہے یا تختۂ در کی آواز

آفتِ چشم ہے اُس غیرتِ خورشید کا حسن
آفتِ گوش ہے اُس رشکِ قمر کی آواز

کیا غضب دل سے مری صاف نکلجاتا ہے
کچھ بھی آتی نہین اُس تیر نظر کی آواز

ہے شبِ وصل کچھ اے آہ رسا حکمت کر
آج سنگلے نہ ذرا مرغِ سحر کی آواز

وحشتِ دل یہی کہتی ہے وہان چل رونق
کان مین بھی نہ جہان آئے بشر کی آواز

۱۴۱

بھرتے ہین آہ سب دم ہم ہر روز
برف کیونکر نہ جائے جسم ہر روز

کھائے جاتے ہیں درد و غم ہر روز
کیوں نہ طاقت ہو اپنی کم ہر روز

تیرے کوچہ میں خاک ہو کر ہم
چومتے ہیں ترے قدم ہر روز

تیرے کاکل میں پیچ ہے ہر شب
یاد رخ میں ہے درد و غم ہر روز

غم ہے کیا ہجر کا جو وصل نہیں
نہ تو شادی ہے اور نہ غم ہر روز

کیوں نہ مشتاق ہو کہ قاتل نے
سیکڑوں سر کئے قلم ہر روز

ہم سے کیا دم دغا ہے مرنے کا
ہم تو دیتے ہیں ہمکو دم ہر روز

جی نہ میں آئیں اٹھاتا ہوں
تیری الفت میں اک ستم ہر روز

سوئے گل نہ گریہ کرتی ہے
شبنم باغ صبحدم ہر روز

اس کمر کی تلاش میں رونق
جاتے ہیں جانب عدم ہر روز

دست ستم کیا نہ سوئے گلستاں دراز
اللہ تیری عمر کرے باغباں دراز

دست ستم کرو نہ کہیں باغباں دراز
اے عندلیب کر نہ زباں فغاں دراز

ہر تار تار سلسلۂ حسن عشق میں
واں زلف ہے دراز تو ہجراں یاں دراز

زلف دراز یار سے بڑھکر نہیں کوئی
ہے اس سے واقعی شب ہجراں تو ہاں دراز

جیسی دراز کاکل پیچاں یار ہے
اپنی طناب عمر ہے اپنی کہاں دراز

گلگیر سے درست ہے کاٹی زباں شمع
بعد از سر اسکی ہی جو ہوئی زباں دراز

رونق وہ اپنے سینہ میں داغ سودا ہی
جب ہو سکے کبھی دست ہجراں دراز

دل تیرا ہی عشق مرض اور دوا سے پرہیز
ہوں وہ بیمار کہ ہی مجھکو دوا سے پرہیز

بہتر ہی چاہی تو کر حرص و ہوا سی پرہیز
کچھہ سوا فائدہ کرتا ہی دوا سے پرہیز

کر یہی دشت نوردی ہی تو ای وحشتِ جنون
خار رکھینگے کہان تک کفِ پا سے پرہیز

اس سی ملکر یہہ ڈرا ہے کہ ہوا اب دل کو
عشوہ و غمزہ و انداز و ادا سے پرہیز

ہای کیا دشت نوردی نے کیا خوار و ذلیل
خار بہی رکھتی ہین اس آبلہ پا سے پرہیز

یون تو ملتی ہین زمانے سے وہ اک آندہی ہین
ہی مگر عاشقِ بیجان کی ہوا سے پرہیز

اُن کے در پر نہ کہین بیٹھہ کے رونا رونق
ہی ہمیشہ سی اُنہین آہ و بکا سے پرہیز

ہی عکس خطِ یار سے رنگ ایاغ سبز
وہ چہرہ دیکھتے ہو کہ ہی کیا ہی باغ سبز

ہون کیون نہ شہر و دشت و گلستان و راغ سبز
پہنی ہوئی لباس ہی وہ رشکِ باغ سبز

کہا ہی ہین گل جو عشق مین اُس سبزہ رنگ کے
داغ سیہ کی بدلے ہین سینہ مین داغ سبز

کمبخت ہون وہ سبز قدم جاؤن ہین جو وہان
ہو مثل خار خشک ہین ہو جو باغ سبز

رونق گئی بہار ہوئی آمد خزان
اب نصف باغ زرد ہی اور نصف باغ سبز

## ردیف سین مہملہ　۱۴۵

وہ ستمگر نہین ہمارے پاس
دل مقرر نہین ہمارے پاس

سر شوریدہ کی دوا کرتے
ہائے پتہر نہین ہمارے پاس

دیکھہ لیتے تڑپ کو برق کی بہی
دلِ مضطر نہین ہمارے پاس

کیون نہون شکل آئینہ حیران
کوئی جوہر نہین ہمارے پاس

اشک و لخت جگر ہین اپنی متاع / لعل و گوہر نہین ہمارے پاس

عذر جرم و امید رحمت ہے / اس سے بہتر نہین ہمارے پاس

ایک دل تھا سو دے چکے تم کو / اور دلبر نہین ہمارے پاس

کرتے اُسکو بھی نذر تیغ ولے / دوسرا سر نہین ہمارے پاس

ایک دم سامنے کھڑے ہی رہو / بیٹھیے گر نہین ہمارے پاس

دل جو مانگا تو رونق اُسنے کہا / جائیے گھر نہین ہمارے پاس

ملک اسکندری نے تخت سلیمانکی ہوس / ہے فقط دل کو غبار کوے جانانکی ہوس

ایدل ناداں اگر ہے کوے جانانکی ہوس / تو نہ رکھہ یہان کی تمنا اور نہ کچھہ وہانکی ہوس

وحشت اپنا رنگ لائیگی دکھائیگی بہار / ہے کف پا کو مری خار بیابان کی ہوس

خواب مین بھی جو نہ دیکھے خبط ہے اُسکا خیال / ای دل غمدیدہ تو اور وصل جانانکی ہوس

چار دن یہان رہکے پائی بادشاہی مصر کی / ہے بجا گر ہو مہ کنعان کو زندان کی ہوس

خاک کو گردش مین رکھا میری شکل گردباد / اب بھی نکلی گنبد گردون گردانکی ہوس

شربت دیدار جانان نے مجھے اچھا کیا / رہگئی ایک اک کی دلمین میری درمانکی ہوس

کب کسیکو زلف رخ کا اُسکی نظارہ ہوا / کچھہ ہوئی پوری نہ ہندو مسلمانکی ہوس

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا جوش جنون / وحشیون کو پھر ہوئی سیر بیابانکی ہوس

مجھکو خون رلوا کے وہ کہتے ہین کس ناز سے / اب بھی رونق دل مین ہے لعل بدخشانکی ہوس

## ردیف شین معجمہ

دیکھی جو ترے دیدۂ مخمور کی گردش / شرمندہ ہو جام مئے انگور کی گردش

کرتی ہے نگہہ رقص مین اُس حور کی گردش / یا تیغ دم رزم کسی سور کی گردش

پہرتے ہین بہت شمس و قمر پر نہین آتی / یہہ رقص مین ہی اُس بت مغرور کی گردش

پشوازمین سنجاف کناری کی دم رقص / یا شعلۂ جوالہ ہے یا نور کی گردش

ہوتے ہین شب و روز تری در کے تصدق / خالی نہین مہر و مہ پر نور کی گردش

گردش سے مقدر کی ہوا مین ہی نہ سیراب / شب بہر رہی وان ساغر بلور کی گردش

تیری ہی تماشے کے لئی ہر سحر و شام / خورشید نے اور ماہ نے منظور کی گردش

ان زہرہ جبینون سے لگائی وہی دل کو / قسمت مین ہو جس صاحب مقدور کی گردش

گہر مین نہین پہرنے سے ٹہرتا دل مضطر
قسمت مین جو رونق ہی رہ دور کی گردش

یہان نہین یاقوت احمر کی تلاش / واسطے سر کے ہے پتہر کی تلاش

ہی جو وحشت مین کسی در کی تلاش / سر پٹکنے کو ہی پتہر کی تلاش

فرط سوز عشق سے ہون تشنہ کام / ہو نہ کیونکر آب خنجر کی تلاش

بعد مردن اب ملا ہے زیر خاک / عمر بہر ہمکو رہی گہر کی تلاش

اور گر ملجائے تو بدلون اسے / مدتون سے ہی مقدر کی تلاش

پانون مین زنجیر ہے مونہہ زرد ہی / ہمکو زر کی ہے نہ زیور کی تلاش

میری وقت ذبح اُسنے تیغ کی / کسقدر اللہ و اکبر کی تلاش

خانۂ دل ہی میں اپنے بل گیا
جستجو ہے جا کے گھر گھر کی تلاش

اُس کمر کا کچھ کھلا واں بھی نہ حال
خود عدم میں ہم نے جا کر کی تلاش

قبر میں بھی ساتھ حسرت آگیا
بل نے عشق زلف دلبر کی تلاش

ہم نے رونق یار کے در کے سوا
کی نہ سرگرد دوسرے در کی تلاش

کہتے کوئی کہ بعد ازیں پھر نہ آئے ہوش
ہے دلنشین عشق یار ہماری بجائے ہوش

میں مست عشق اور اسے فکر دوائے ہوش
کہتے وطن سے کہ نہ اسے گنوائیے ہوش

ہے بیخودی میں جس مری جان راز کو
دل سے ہے یہ دعا کہ الٰہی نہ آئے ہوش

پہنچینگے ہم نہ منزل مقصود کو کبھی
جب تک کہ اپنے ساتھ لگی ہے بلائے ہوش

جز بیخودی نہیں ہے کوئی دوست دل کی
دشمن نہیں ہے کوئی ہمارا سوائے ہوش

یکساں ہیں اہل دل کے لئے دو نو صورتیں
جو شکل بیخودی ہے وہی ماجرائے ہوش

عریاں تن اپنے آپ کو پاتا ہوں میں نظر
جس دن سے میں نے جسم میں ڈالی قبائے ہوش

صحبت نہ آئے کیونکہ مخالف مزاج سے
ہم بیخودی پسند ہیں وہ آشنائے ہوش

آتا وہ گھر مرے تو یہ کافور ہو گیا
اب یہاں نہ آنے پائے یہی ہے سزائے ہوش

ہے وہ ہی اہل ہوش کہ ہے ہوش باختہ
بیہوش اسکو جان کہ ہے مبتلائے ہوش

سمجھا میں آج پھر نہ وہ شوخ آگیا
اک شور حشر ہو نے تو میرے اڑائے ہوش

ہر وقت تیری یاد میں بیہوش ہی رہوں
رونق کی دل سے ہے یہ دعا ماسوائے ہوش

آتش عشق سے ساری ہے نہ پائیں آتش
کیا عجب ہے جو لگے اپنی کفن میں آتش

سوز الفت سے جو رکھتی تھی دہن مین آتش
لگ گئی نالہ بلبل سے چمن مین آتش

عشق کی دیکھہ کے اعضای بدن مین آتش
پڑ گئی رشک سے سوسن و محسن مین آتش

زالِ دنیا مین ہی کچھہ بڑہکی فلک سے گرمی
سچ ہی ہوتی ہی سوا مرد سے زن مین آتش

اُسکی فرقت سی گلستا نہین جلاتا ہون
کثرتِ گل نہین پہیلی ہی چمن مین آتش

آہ سوز انکو مری قیس نے دیکھا تو کہا
بہاگ یان سی کہ بہڑک اُٹھی نہ بنمین آتش

آتشِ غم سے تنِ زار ہی مثلِ شعلہ
لگ گئی جسم سے ملتی ہی کفن مین آتش

خوف آتا ہی مجھے آہ جو ہوتی ہے بلند
کہ لگا دی نہ کہین چرخ کہن مین آتش

آتشِ عشق سی آتش کو بہی ہی خوف و ہراس
بلکہ اس آگ سی آدہی ہی جلن مین آتش

شعلۂ رخ کا ترے وہ میان ہی جسکی لمین
پہنک رہی ہی مری تن اور بدنمین آتش

داغِ سوز ان کی بدولت ہی یقین کامل
قبر مین جائینگے ہم لیکے کفن مین آتش

غیر اس نالۂ موزون سے جلے جاتے ہین
کس قیامت کی ہی رونق کے سخن مین آتش

| ١٥١ | ردیف صاد مہملہ |
|---|---|

اُس زہرہ وش کا پوچھہ نکچھہ ماجرای رقص
رقص اُسپہ مبتلا ہی وہ ہی مبتلای رقص

زہرہ کی کیا مجال کہ اُسکو دکہائے رقص
اُس ماہرو کے سامنی کٹتے ہین پائے رقص

پیدا کئی ہین سینکڑون انداز رقص مین
اُس زہرہ وش کو چاہئی کہنا خدای رقص

اللہ اُسکی خاک سے کہے گرد باد مین
جس شخص نے جہانمین ڈالی بنائے رقص

کیونکر نہ اُسکے ملنے سے مایوس ہو جئے
یہان انتہائے وجد ہی وہان ابتدائے رقص

دو چار پہلونکی تڑپ دیکھتے ہین روز
شغل انکوان دنونمین یہی ہی بجائی رقص

جو مر گئے ہین رقص پہ اُس رشک حور کے
کہتے اُٹھینگے حشر کو وہ ہائی ہائی رقص

گردش مین مہر و ماہ جو رہتی ہین روز و شب
انکو پسند آئی ہی کسکی صدائے رقص

نرگس کے کان اور نہ آنکھین گلونکی ہین
کسکو سنائی نغمہ وہ کسکو دکھائی رقص

ایک ایک گھنگرو کی صدا اُس نگار کی
کہتی زبان حال سے ہی ماجرائی رقص

رونق جہان مین رقص کا اُسکے نہین نظیر
ہے رقص اُسکے واسطے اور وہ برای رقص

ہلال عید سی دل خوش نہین مسلمان خاص
کہ کھب رہا ہی نظر مین ترا گریبان خاص

ہوا ہی کیون چمن آرائی خلد رضوان خاص
نگر کسیکے وہ کاشانہ کا ہی دربان خاص

بغیر یار کے گلشن بہی خاص زندان ہے
وہ سامنے ہو تو زندان بہی ہی گلستان خاص

رکہو نہین کیونکہ دل داغدار پر مرہم
کہ اُس نگار کی ہی سیر کا گلستان خاص

جسے محبت کاکل ہی خاص کافر ہے
جسے محبت عارض ہی ہی مسلمان خاص

نہین ہی جسکو محبت وہ آدمی ہی نہین
برائی درد محبت بنا ہی انسان خاص

خدائی پاک کی رحمت زیادہ قہر سی ہے
اسی بہروسے پہ ہوتی ہین ہمسی عصیان خاص

سخن کے ساتھ مقدر ترا کھلا رونق
کہ اُسکے پیش نظر ہی ترا ہی دیوان خاص

## ردیف ضاد معجمہ

کہئے کہ پہر ہلاک ہوا یا جیا مریض
جب پوچھئے نہ یہہ بہی کہ کب سے ہوا مریض

اچھا کسی سے ہو نہ سکا جو ہوا مریض
اس عشق کا کرے نہ کسیکو خدا مریض

فارغ ہوئی جہان ہی سحر اٹھگیا مریض
خوش ہو کہ غسل کرکے اٹھا عشق کا مریض

اک اک دوا مین روغن بادام دیتے ہین
اس چشم کا سمجھہ کے مجھے آشنا مریض

تنگ آ گئے علاج سے میرے بہت طبیب
جون جون دوا کی اور زیادہ ہوا مریض

اس بیوفا کے عشق مین کیا ہمسے ہو سکے
بیمار جان تو ہی جدا دل جدا مریض

ہین وہ مریض عشق ہون آئے اگر قضا
ہو جائے آپ دیکھکے مجھکو قضا مریض

صحت دوا سے پائے وہ اور وہ ہلاک ہو
بیمار عشق یار کجا اور کجا مریض

علت ہوس کی ہر متنفس کے دل مین ہے
کمبخت اس مرض کے ہین شاہ و گدا مریض

یون کھینچتا ہی تلخی دوران دل نحیف
پیتا ہے جسطرح کوئی کڑوی دوا مریض

آیا وہ شوخ پھر عیادت تو یون کہا
اچھے بھلے ہین آپ تو کسنے کہا مریض

وہ چشم کب اٹھے جو نہ تحریر سرمہ ہو
سچ بات ہے بغیر عصا کب اٹھا مریض

اٹھتی نہین ذرا بھی کبھی چشم سرنگین
وہ کیونکہ اٹھہ سکے کہ رہے جو سدا مریض

خون ہو گیا تمام مری جسم کا سیاہ
خال سیاہ یار کا جسسے ہوا مریض

۱۵۴

عناب لب نے اُسکے نہ مرنے دیا مجھے
ہر چند چشم یار نے رونق کیا مریض

ظلم ہے اُسکی غرض اور نہ تعذیر غرض
میرے سینہ پہ لگانا ہی اُسے تیر غرض

ہو فقط عشق کی یا زلف کی یا آہن کی
تیرے دیوانہ کے ہو پاؤن مین زنجیر غرض

دیکھہ لینے کے سوا عاشق صادق کو یہان
اور کچھہ اس سے نہین ہی فلک پیر غرض

عمل نیک یہان کرجو وہان پائے بہشت
رکھتے ہین اہل غرض خواب سے تعبیر غرض

کیا طبیعت ہی کہ ہر چند کہا در پردہ
صاف پہچان گیا سنتے ہی تقریر غرض

جب گئے لیکے غرض ہم نہ ملا وہ خودکام
سچ ہی کہو دیتی ہی انسان کی توقیر غرض

ہون غرضمند تو مین ولمین کٹا جاتا ہون
ہوگئے حق مین مری خنجر و شمشیر غرض

بے غرض ہم ہین کہ طفلی مین بہی گاہی رونق
نہ رکھی دایہ سے بہی ہمنے پئے شیر غرض

## ردیف طای مہملہ

ہی تری تیر کو جیسا دل نخچیر سے ربط
دل نخچیر کو بہی یون ہی تری تیر سے ربط

حیف ہی غیر اور اُس نور کی تصویر سی ربط
چشم خفاش کو ہو مہر کی تنویر سے ربط

دل کو جسدن سی ہوا زلف گرہ گیر سے ربط
ہوگیا پای جنون کو مری زنجیر سے ربط

ہین کہان اور کہان رنگ ملاقات اُنسے
ہوگیا آپ ہی لیکن مری تقدیر سے ربط

کچھہ بلاؤن مین یہہ الجھا کہ نہ سلجھا زنہار
ہوگیا جسکو تری زلف گرہ گیر سے ربط

دل کبہی اُسکو دیا اور کبہی جان دی اُسکو
یار سے ہمنے بڑھایا اسی تدبیر سے ربط

نالہ وہ ہے جسے سنکر وہ خفا ہوتا ہی
آہ وہ ہی کہ جو رکہتی نہین تاثیر سے ربط

صورت آئینہ آتے ہین نظر دو نو جہان
جب سی آنکھون کو ہی خاک درِ شبیر سی ربط

سر کٹاتی ہے ولے دور نہین کرتی ہے
شمع باطن مین مگر رکہتی ہی گلگیر سے ربط

شکل قرطاس نحافت سی ہوئی جلد بدن
سینے پیدا جو کیا آپ کی تصویر سے ربط

سر پہ اک روز بلا آئیگی پچھتائیگا
دیکھہ رونق نہ رکھہ اُس زلف گرہ گیر سے ربط

۱۵۶

کسلیئے قصر بناتا ہے تو نگر مضبوط
جسمین رہنا ہی ہمیشہ وہ بنا گہر مضبوط

جان غمگین سے ہی اپنا دل مضطر مضبوط
زن سے ہوتا ہی سوا مرد وتر مضبوط

ڈہونڈ کر لائی ہین اطفال بہی پتہر مضبوط
ہی گمان انکو کہ میرا ہی بہت سر مضبوط

دیکہکر چال تری حشر سی ہی دل بیخوف
ہو گیا جب سی اٹہا ہی تری ٹہوکر مضبوط

بسکہ ہی مجہہ پہ گمان اسکو گران جانی کا
لیکے آیا ہی پئے ذبح وہ خنجر مضبوط

سر پہ کوہ غم و اندوہ لئے پہرتا ہے
کیا ہی نکلا ہی ہمارا تن لاغر مضبوط

سر سو وازدہ پہوڑ ہی تو وہین چلکر پہوڑ
ہی در یار کی دہلیز کا پتہر مضبوط

حال لکہنا ہی اگر جوش جنون کا میرے
کہدو کاتب سے رکہی رشتہ مسطر مضبوط

اور کو میری سوا قتل نکرنا ہوگا
قتل کر مجہکو مگر ہوکے ستمگر مضبوط

دمبدم چرخ پہ جاتے ہین میری نالہ و آہ
واقعی چاہئے خدمت مین تو نوکر مضبوط

صورت چرخ جو گردش مین مجہی رکہتا ہی
رشتہ عشق کو کرتا ہی وہ دلبر مضبوط

دل دیوانہ کو کسطرح سی باندہون اس سے
رشتہ عہد ترا کچہہ نہین دلبر مضبوط

کوئی دنیا مین نہین یار سنے ٹہر کر نازک
کوئی دنیا مین نہین قلب ٹہر کر مضبوط

کہین ظاہر ہے درست اور کہین باطن ہی درست
ابرہ استر سے کہین ابرہ سہی استر مضبوط

کوچ کا وقت ہی رستہ مین نہ کہلجائی کہین
باندہنا چاہئے رونق تجہے بستر مضبوط

## ردیف ظائی معجمہ

۱۵۷

دنیی مین جان تک نکری جو ذرا لحاظ
اسکا بہی فرض ہی تجہہ پرا ہی دلربا لحاظ

سر پہ چڑھا سپہر کا جتنا کیا لحاظ / ای تیر آہ تو بھی نکر اب ذرا لحاظ

جو آپ پر فدا ہی بھلا اُس سی کیا لحاظ / عاشق ہون مجھہ سی ہی تمہین رکھنا بڑا لحاظ

یون تو نہین ہی یار کو ہم سے ذرا لحاظ / رکھتا ہی لیکن اپنی سمجھکر ادا لحاظ

یہان ایکدم کو بھر عیادت وہ آئی ہین / اُنکا ضرور چاہئی ہان ای قضا لحاظ

حیرت مین ہون کہ کیونکہ بر آئی مراد دل / وان اجتناب و شرم سوا یہان سوا لحاظ

میرا نہین قصور تمہارا قصور ہے / توڑا ہے تمنے توڑ کے بند قبا لحاظ

دیوانہ وار اسلئے رہتا ہون روز و شب / ہی مدعا کہ ترک کری وہ مرا لحاظ

دو چار جام چاہئین پینے شراب کے / کیا لطفِ وصل تمکو جو میرا رہا لحاظ

بند قبا کو توڑ دی ساغر کو موںہہ لگا / ظالم شبِ وصال ہی بس ہو چکا لحاظ

دشمن سے تو نہ آنکھہ لڑا میری سامنے / کچھہ آنکھہ کا تو چاہیے مرد خدا لحاظ

اصلا یہہ خلق سے جو اُٹھتی نہین نگر / کرتی ہے میری سوز درون سی دوا لحاظ

دیکھا نہ اُسنے غیر کی جانب اُٹھا کی آنکھہ / شاباش شرمِ یار تجھے مرحبا لحاظ

۱۵۸

رونق بتون کے عشق مین مرتا ہی روز و شب / ایمان کا بھی چاہیئے مردِ خدا لحاظ

کرتے ہین مثل عمل تسخیر لفظ / کیا تری موںہہ کے ہین پر تاثیر لفظ

شستہ و رفتہ وہان یار سے / کیا نکلتے ہین دمِ تقریر لفظ

دیکھہ ای کاتب وہ برہم جس سے ہو / نامہ مین ایسا نہو تحریر لفظ

اپنی وحشت کا جو لکھا مینے حال / بنگئی سب حلقۂ زنجیر لفظ

اک بنانا ہے مجھے قصرِ سخن / جمع کرتا ہون پئے تعمیر لفظ

اسم اعظم ہے دہان یار کیا — جو نکلتا ہے وہ پر تاثیر لفظ
پر حلاوت ہو نہ کیون میرا کلام — معنیٔ شیرین شکر ہین شیر لفظ
آج بہی وہ ای ستمگر یاد ہین — کل کہے تہے جو دمِ تقریر لفظ
بے محل نکلے ہین جو مونہہ سی تری — حشر کے دن ہونگے دامنگیر لفظ
خطِ دشمن کے ہین میری واسطے — حرف خنجر تیغ فقرہ تیر لفظ

خواب مین تیری زبان پر وہ نہین
خاص رونق جس سے ہے تعبیر لفظ

## ۱۵۹ ردیف عین مہملہ

خزان چمن سے گئی ہو گئی بہار شروع — خوشی سی نغمہ کرای عندلیب زار شروع
غضب ہی گریہ نکر دیکہہ چشم زار شروع — کہ ٹوٹنے کا نہین گر ہوا یہہ تار شروع
قسم ہی ابروی خمدار یار کی تجہکو — ہمین سے قتل ہوای تیغ آبدار شروع
ابہی لکہا بہی نہین کچہہ فقط ارادہ ہی — جواب خط کا ابہی سی ہے انتظار شروع
مداد بنگئی ہے شہد و نیشکر خامہ — جو کی ہے لکہنی ثنائے دہان یار شروع
شروعِ عشق و جوانی شروع نغمہ و می — پسند ہین یہی دنیا مین مجہکو چار شروع
تمام شب مین بہی ای قصہ خوان ہوگا ختم — ہوا جو قصۂ زلفِ دراز یار شروع
زہی نصیب کہ ہوتا ہی جو ستم ایجاد — تو پہلے ہم ہی سے کرتا ہی روزگار شروع
شب وصال ہے اور رات ڈہلگئی آدہی — کچہہ اختلاط تو ہوای ستیزہ کار شروع
دمِ اخیر بہی اُس بت سی ہو چکا ملنا — یہان شروع ہی ہچکی وہان سنگار شروع

نگاہ خوبی انجام پر رہے رونق
نظر مآل پہ اول ہو جب ہو کار شروع

الجھاتی ہمین وہ بت خونخوار کسی نوع
پہلو سی نکلجائی دل زار کسی نوع

گر ہے طلب وصل تو اس راہ مین یجان
جز مرگ نہو یار کا دیدار کسی نوع

دل لیجئی اور چاہیے جس طور سی رکھئے
دل دینے مین ہمکو نہین انکار کسی نوع

کو کبک خرام اپنی بدلتا رہی اک عمر
آنے کی نہین یار کی رفتار کسی نوع

یہان بیٹھہ کے پایا جو تری تیر نی آرام
اب دل سے نکلتا نہین سوفار کسی نوع

تسخیر سے محنت سے خوشامد سی کہ زر سے
ہو جائی مرا وہ بت عیار کسی نوع

ای عشق مدد دی کہ اٹھا لون غم ہجران
مجھہ سے نہ چلیگا یہہ گرانبار کسی نوع

مین آجکی شب گھر تجھے جانے ہی ندونگا
اب اسکو سمجھہ لے بت طرار کسی نوع

دن کو تو بہر طور بسر کرتے ہین مرکر
کٹتی نہین کمبخت شب تار کسی نوع

رکھین نہ قدم ناز سے ہم ظل ہما پر
ہاتھہ آئے جو وہ سایۂ دیوار کسی نوع

کر قتل مجھے جسم سی تا جان نکلجائے
آزاد ہو یہہ مرغ گرفتار کسی نوع

رونق کی شب و روز یہی دل سے دعا ہے
اللہ و محمد کا ہو دیدار کسی نوع

## ردیف غین معجمہ

شرمندہ اسکے حسن سے کیا کیا ہوا چراغ
گوشہ مین جا کے طاق کے شبکو چھپا چراغ

شبکو جو اسکے رخکے مقابل ہوا چراغ
اتنا خجل ہوا کہ زمین مین گرا چراغ

داغ و چراغ ایک سے ہین دونو تاب مین
وہ ہی سوا چراغ سی اُس سے سوا چراغ

دیکھا ہی شب کسیکو تمہاری طفیل سے
شاباش تجھکو شمع تجھے مرحبا چراغ

کیون قبر تیرہ مین نرہے داغ دل مرا
ہی روشنئی خانہ شاہ و گدا چراغ

اچھی طرح سے شکل نکیرین دیکھہ لون
ای داغ دل دکھا دی لحد مین ذرا چراغ

کھوتی ہی عقل و ہوش کو یون حرص آدمی
جسطرح سے کہ آئی ہوا اور بجھا چراغ

بے یار میری واسطے محفل مین رات کو
آفت ہی شمع تھے ہے مشعل بلا چراغ

دولت سی داغ دل کی نہین ہم بھی نقشبند
پھرتے ہین اپنے ساتھہ لئی جابجا چراغ

آیا خیال زلف گئی روشنئی عقل
کب افعی سیاہ کے آگے جلا چراغ

رہتا تری رکاب سعادت مین روز و شب
رکھتا نہین ہی پاؤن مگر دو سرا چراغ

آنکھون مین کسطرح نرکھین لخت دل کو ہم
آخر تو ہے یہہ اپنی دل زار کا چراغ

روشن کیا نہ کلبۂ تاریک کو مرے
رکھہ رکھہ کے ہمنے دیکھہ لئی بارہا چراغ

کھایا ہی داغ دل پہ کسی بت کی عشق مین
کعبے مین ہمنے خوب ہی روشن کیا چراغ

اک شعلہ رو کے عشق مین جلتا ہون روز و شب
کیون ہو نہ میری جسم کا ہر آبلہ چراغ

رونق انھین سی ہر دو جہان مین ہی روشنی
کاشانۂ کائنات ہی او مصطفی چراغ

۱۰۶۳

ہین وہان چیچک کے زیبا عارض دلبر مین داغ
سوز غم کے ہین یہان روشن دل مضطر مین داغ

فلس ہر ماہی مین ہی طاؤس کے ہر پر مین داغ
عشق نے تیری لگائی جا کے بحر و بر مین داغ

یہہ ہمارا خون ناحق دیکھہ دامنگیر ہے
زنگ کے ہرگز نہین قاتل تری خنجر مین داغ

اشک کی چادر سی اُسکو صاف کرنا چاہیے
آگیا ہی خون کا قاتل کے جو خنجر مین داغ

رخ پہ خط آنے سی کیون ملین تری آیا ملال
اے ستمگر ہی سیاہی کا مہ انور مین داغ

ہی کوئی تیزاب یا اشک ندامت چشم مین
جُرم کا دامن سی کہو دیتا ہی یہ ہم بہر مین داغ

آفتاب حشر سمجھینگے اُسی سب دیکہکر
آئینگے جب ساتہ اپنی لیکے ہم محشر مین داغ

روز و شب پہرتا ہون سرگردان جو گرد کوئی یار
میری سودا کا بشکل مہر ہی چکر مین داغ

آفتاب حشر جسکا ایک ادنی ذرّہ ہو
وہ لکہا جاتا ہے شاہ عشق کے دفتر مین داغ

عارض دلکش کو اُس کے کسسے ہم تشبیہ دین
مہر و مہ مین ہی کثافت لالہ احمر مین داغ

لوث دنیائی دنی سے پاک ہی صافی نہاد
کب نجاست کا لگے مہتاب کی چادر مین داغ

اے بت کافر جو دیکہین خواب مین صورت تری
شیخ تو مسجد مین کہائی برہمن مندر مین داغ

تفتہ دل وہ ہون کہ رونق جاؤن گر مین روز حشر
آہ سوزان سے لگا دون دامن محشر مین داغ

## ردیف فا

کہا جو مینے مری قتل پر تو کر انصاف
کہا کہ منع ہی عاشق کے قتل پر انصاف

مزاج یار مین ہی کسقدر تلون سے
کہ ظلم شام کو کرتا ہی تو سحر انصاف

سمجہ کے بے گنہ اُسنے نہ مجہکو قتل کیا
ہوا ہے حق مین مری باعث ضرر انصاف

تری جفا کا ہماری وفا کا حشر کے دن
خدا کے سامنے ہونا ہی سیمبر انصاف

ستم گزین تو بُرا اُنمین عیب ہی رونق
تونگرون کے لئے ہے تو ہی ہنر انصاف

شمع مین جسطرح سی تنویر ہی چارون طرف
نور تیرا یون ہی عالمگیر ہی چارون طرف

خوبرویون سے لگائی دل نہ کوئی زینہار — مرقدِ مجنون کے یہہ تحریر ہی چارونطرف
ہی صدائی الامان کا شور ہر جانب بلند — کیا برابر آہ کی تاثیر ہی چارونطرف
کچھہ فقط موقوف نجد و بیستون پر ہی نہین — تیری دیوانونکی توجاگیر ہے چارونطرف

اب کسیکی زلف مین الجھی گا رونق دل مرا
خواب مین دیکھا پڑی زنجیر ہے چارونطرف

۱۶۵ ردیف قاف

جسکو دیکھو کہا رہا ہے تیرِ عشق — ایک عالم ہوگیا نخچیرِ عشق
مرگیا جسنے نہ کہایا تیرِ عشق — جی گیا جو ہوگیا نخچیرِ عشق
کیون خمیدہ ہون نہ مین مثل کمان — دل مین پیوستہ ہوا ہی تیرِ عشق
قبر مین سوتے ہین ہم پہیلا کے پاؤن — ہاتہہ جب سے آگئی جاگیرِ عشق
دوجہان مین ہی اسی سے روشنی — کچھہ عجب ہی چیز ہے تنویرِ عشق
دردِ دل مین چاہیئے رکہنا مدام — یہہ نصیحت کر گیا ہے پیرِ عشق
سیم و زر اپنی نظر مین خاک ہین — ہاتہہ جب سے آگئی اکسیرِ عشق
ہاتہہ دنیا سے اُٹہا بیٹھے ہین ہم — پاؤن مین جب سے پڑی زنجیرِ عشق
دیکھکر محفل مین شب گیسوئے یار — ہوگیا دل بستۂ زنجیرِ عشق

۱۶۶ چپ رہو رونق کہانتک یہہ بیان
ہوچکی بس ہوچکی تقریرِ عشق

خاکِ کفِ پا تیری جو پائین تری عاشق — سر پر رکہین آنکھون سی لگائین تری عشق

بن تیرے اگر بزم میں جائیں تری عاشق
یہہ روئیں کہ محفل کو رُلائیں تری عاشق

تو اپنی ملاٹال دیں لینے دیں بلا سے
لیتے ہیں جو گیسو کی بلائیں تری عاشق

سہولیں نہ کبھی سایۂ دیوار کو تیرے
گر روضۂ رضوان میں بھی جائیں تری عاشق

جائیں نہ کبھی سوز محبت کی حرارت
تا خون سے اپنے نہ نہائیں تری عاشق

ہمدرد نہ ہمراز نہ ہم عمر نہ ہمدم
پھر حالت دل کسکو سنائیں تری عاشق

گر عام ہو دیدار ترا اسکو میسر
تو روئے زمین پر نہ سمائیں تری عاشق

کوچہ کو ترے جانتے ہیں دار لقا وہ
مرجائیں مگر یہانسے نہ جائیں تری عاشق

جز غم نہیں کچھ اور غذا اُن کو میسر
کہائیں تری عاشق کہ نہ کہائیں تری عاشق

اے غیرت گلزار اگر ساتھ نہ ہو تو
جنت کو بھی بھیجیں تو نہ جائیں تری عاشق

دیکھے اگر اُنکو تو جہنم بھی خجل ہو
داغ دل سوزاں جو دکھائیں تری عاشق

قسوم کو اغیار کو افلاک کو تجھکو
اک تو ہے ہی کس کس کو منائیں تری عاشق

نالوں سے ابھی سر پہ اُٹھاتے ہیں فلک کو
کیونہ اُٹھائیں جو اُٹھائیں ترے عاشق

جس خاک پہ رکھے قدم ناز تو اپنا
کس طرح نہ لیں اُسکی بلائیں تری عاشق

رونق سے تو کہدے کہ جو محشر میں بلائیں
جائیں تری عاشق کہ نجائیں تری عاشق

۱۶۷

رکھتے ہیں آپ بھی دنیا سے نرالی بندوق
دو دو آنکھیں ہوئیں کیا اسکے [illegible] بندوق

[illegible] بوسہ پہ اُس عربدہ جو نے مجھ پر
کیا کہا [illegible] کے سنبھالی بندوق

اُسکی بناوق کی تعریف کروں یا اُسکی
شبہ [illegible] گلفام ہے ڈالی بندوق

بد کلامی سے جو انسان ہیں وہ مرجاتے ہیں
سخن تلخ نہیں تیر ہے گالی بندوق

آہ و نالے ہین مری بے اثری سی ایسے
چھوڑتا ہے کوئی جسطرح سی خالی بندوق

بار رکھا ہی اُسے اُسنے جسے تاک لیا
آسمان کی نہین جاتی کوئی خالی بندوق

ہدف دل پہ مری کوئی لگاتے گولی
رکھکے چھاتی پہ عبث تمنے اُٹھالی بندوق

ہاتھہ آیا تمھین اک کھیل ہے صید جہان
کیا ستم اُسنے کیا جسنے نکالی بندوق

ہم یہہ سمجھے کہ پھکا صور قیامت آہی
فتنہ گر ہاتھہ مین جب تونے اُٹھالی بندوق

اُسنے بندوق سی لاکھون ہی کو مارا لیکن
نگئی پر نہ گئی ایک بہی خالی بندوق

چاہئے راز محبت نہ زبان سے نکلے
پھر وہ بیکار ہے جب ہوگئی خالی بندوق

ہدف دلپہ نہ چوکی تو بہت خوش ہوکر
اُس ستمگار نے سینہ سی لگالی بندوق

دیکھکر توڑ مری آہ رسا کا رونق
پاؤن مین آنکے لقمان نے ڈالی بندوق

## ردیف کاف

قتل خنجر سے نکر یہان ہے یارونکی ایک
ہی نگاہ ناز تیری لاکھہ تلوارونکی ایک

اس زمین پر کیسی کیسی ہوگئے ذی اقتدار
خشت بہی باقی نہین اب اُنکی دیوارونکی ایک

اسقدر اُسنے لگائی تیر سینہ پر مرے
جمع کیجے سبکو تو گٹھری ہو سوفارونکی ایک

وصل کا پہلے کیا اقرار اب انکار کیون
بات ای جانِ جہان ہوتی ہی سردارونکی ایک

نالہ و آہ و فغان مین ملکے یون آتا ہی لطف
سازمین جیسی صدا ہوتی ہی سب تارونکی ایک

بے تکلف روز و شب رہتا ہی میری پاس وہ
سو کہین لیکن نہین سنتا ہی اغیارونکی ایک

خاک و باد و آب و آتش ہین اگرچہ مختلف
ہوگئی ملکر طبیعت دیکھہ لو چارونکی ایک

چشم اشک افشاں سیتی سر سبز ہوتی ہیں آستین    چل سکی شمع - اسکے آگے تلوار کی ایک
ہر مژہ سوں مری چھٹتی ہیں دھاریں جو کی    سر سیتی پانک سکل ہو ہمیں لا کہہ تلوار کی ایک

کیا عمل کہی ہی رونق ہے ساحر عاشقی
ہی عجب گفتار یہہ ہی لا کہہ گفتار کی ایک

چشم وارد کی کہاں تصویر ہی جار کی ایک    قتل عاشق میں مگر مد سر ہی جار کی ایک
چار عنصر میں نہیں ماثر ہی جار کی ایک    اودم خاکی میں پر عمر ہی جار کی ایک
آپکے رخسار دو تو اور یہہ شمس و قمر    حور سے گرو کہنے مو رہی جار کی ایک
دل سبانے کے لئے دو کاکل و دو زلف ناگ    ہیں جدا ظاہر میں یہہ زنجیر ہی جار کی ایک
میں ابوبکر و عمر عثمان و حیدر چار یار    ورق کچھ اصمن نہیں تو سر ہی جار کی ایک
وہ محمد کی کرون کی سرشی شد کی    طرب رفتار ایک ہی یا سر ہی جار کی ایک
آسماں بحت نہوں ناصح رقیب رو سیاہ    اسکے آگے میں جہاں تصویر ہی جار کی ایک
دو ابرو دو نو انکھیں انکی یہہ کافرین [illegible]    [illegible] شمشیر ہی جار کی ایک
یوسف کنعان کی مہر و ماہ کی اعذ یار کی    [illegible] دلبر کسب میں تصویر ہی جار کی ایک

وامق و فرہاد و قیس اور ایک رونق ہیں یہی
سبکے سب ناکام ہیں تقدیر ہی جار کی ایک

۱۷۰

دوران ہے استقامت غیر یہاں تک    کہ ہم کیا جا نہیں سکتا گماں تک
نشانا یار سے مجھکو یہاں تک    [illegible] نہیں پہونچا نشاں تک
کبھی ہے ناتوانی کچھ جہاں تک    [illegible] نہیں سکتا زباں تک
شب غم کی سحر ہے اختر شماری    [illegible] گر رہ گئی سو سہ میں رواں تک

تغافل سے تری غفلت یہہ چھائی — کہ غافل سو رہے ہین پاسبان تک
ہوا ہون ناتوان ایسا کہ اپنی — خبر بہی جا نہین سکتی وہان تک
محبت کر جفاؤن پر وفا کر — جہانتک ہو سکے تجہہ سے وہانتک
شب تاریک و رہ پرخوف و تنہا — الٰہی کیونکہ پہنچون کاروان تک
جبین اپنی سدا اپنا شوق اپنا — پہنچ جاؤن کہین اُس آستان تک
تمہارا ناز اور بیدردی محبت — یہہ سب کچہہ ہی عدو کے امتحان تک
بہڑک اُٹہی چمن مین آتش گل — جلین گے بلبلون کے آشیان تک
عبث مثل جرس فریاد کیجے — صدا پہنچی نہ پہنچے کاروان تک
تڑپ کر مر گئے صبح شب وصل — ہماری زندگانی تہی اذان تک
کہین لکہا ہوا دیکہا جو خط مین — مٹایا نام کو میرے نشان تک
بیان مدعائے دل شب وصل — اُلٹ جاتا ہے آ آ کے زبان تک
جلائین بہی تو مین وہ ناتوان ہون — نہ اُٹہے ناتوانی سے دہوان تک

۱۷۱

دوئی جب مٹ گئی پہر بحث کس سے
یہہ سب جہگڑے ہین رونق این و آن تک

ہی نور آستان شہ انس و جان کی خاک — گرد رہ عرب ہی یہہ ہندوستان کی خاک
دلکش روان فروز ہی کیا کچہہ یہانکی خاک — ہی خاک کوے یار ہی باغ جنانکی خاک
ہو جائی خاک جب تو ملے کچہہ یہانکی خاک — ملتی نہین ہر ایک کو اس آستان کی خاک
عاشق کی نعش اور ہو ہوئی کوے بتان کی خاک — پہنچی کہان نصیب سا سی کہان کی خاک
بہرتے ہین کان یار کے اغیار رات دن — تاثیر اُسپہ ہو مری آہ و فغانکی خاک

وادی مین قیس کوہ مین فرہاد مرگیا
جاؤ وہان کہ جسکی لکھی ہے جہانکی خاک

ہی یہہ کمال ضعف تو بعد وصال بہی
کچہہ بہی نہ اڑ سکیگی تن ناتوان کی خاک

مقصود ہی کہ یار کے کوچہ مین دفن ہون
بلبل کی آرزو ہی کہ ہو بوستانکی خاک

وحشت اگر یہی ہی تو اک روز دیکہنا
اڑتی پہریگی دشت مین اس خستہ جانکی خاک

ہو جائیو تو بہی خاک اگر عشق یار مین
آنکہون سو سب لگائین تری آستانکی خاک

حاصل ہوا نہ گوہر مقصود ایک دن
چہانی ہی دیکہہ دیکہہ کے ہمنے جہانکی خاک

تم لاکہہ بار گہر سے نکالو ہمین تو کیا
اب ہم تو ہو گئے ہین تمہاری مکانکی خاک

آنکہون سی بادہ خوار لگاتے ہین شوق سے
کیا کیا خوشی خوشی در پیر مغانکی خاک

جتنا غبار ہے مری دل مین بہرا ہوا
ہان اسقدر کبہی نہین اس خاکدانکی خاک

سنکر مری حکایت غم طنز سے کہا
اچہی اڑائی آپ نے اس داستانکی خاک

شورش یہی رہی ہی نالے رہی تو ہم
اکدن اڑا ہی دینگے عدو کے مکانکی خاک

رونق کی آرزو ہے کہ یثرب کی خاک ہو
ہی دولت شہی سے زونتر وہانکی خاک

۱۴۳

عشق مین جل عاشق دلگیر سر سی پانوتک
چاہتا ہی گر یہون اکسیر سر سے پانوتک

دست و پاؤ سر ہین حاضر جسکو چاہی قطع کر
واقعی ہون مورد تقصیر سر سے پانوتک

اسکی آنکہین دیکہکر مانی کی آنکہین کہل گئین
اور تو سب کہینچ لی تصویر سر سے پانوتک

سر سی پانوتک بلائین لین تو جہنجلا کر کہا
تجہکو دینی چاہیئے تعزیر سر سے پانوتک

کسقدر سرشار شوخی ہی کہ سب اعضای یار
کیا بہڑکتے ہین وقت تقریر سر سے پانوتک

تو وہ جان حسن خوبی ہی کہ گر دیکہے تجہے
لے بلائین مہر پر تنویر سر سے پانوتک

جبہ و دستار زاہد پر نجانا زینہار
ہی مجسم پیکر تذویر سر سی پاؤن تک

حد سے بڑھکر اُسنے کی ہی ناوک اندازی اوہی
کیا گڑے ہین زخمہائی تیر سر سی پانونتک

حسن سوز افزون وداور جوش تحیر نار سے
بنگئی ایک عالم تصویر سر سے پانوتک

روشنئی دل اگر چاہی تو سوز غم سی جل
شمع سان ای عاشق ولگیر سر سی پانوتک

ذکر عشق قیس لب پر لائی وہ بے ساختہ
دیکھکر رونق تری تصویر سر سی پاؤنتک

## ردیف گاف

دیکھکر گیسوی مسکین گرہ دار کا رنگ
اُڑ گیا سنبل وخان نافۂ تاتار کا رنگ

اس بیابان سے کوئی آبلہ پا گذرا ہے
غنچۂ گل کیطرح سرخ ہی ہر خار کا رنگ

چارہ گر دیکھہ کہ کیا تیغ تھی زہر آب آلود
ایک سے زخم کا اور مرہم زنگار کا رنگ

فرق ظاہر ہے مگر ایک ہی ہی باطن مین
رشتۂ سبحہ کا اور رشتۂ زنار کا رنگ

رنگ بدلا ہی زمانہ نے بھی ہمسی بیڈھب
آج کل دیکھہ کے اُس شوخ جفا کار کا رنگ

جب کھنچے یار کی تصویر کا ای صورت گر
آب گوہر مین ملے یار کے رخسار کا رنگ

بسکہ رنگ رخ گلرنگ کا رہتا ہی خیال
آج کل اور ہی کچھہ ہی مری اشعار کا رنگ

کیون نہ اندھیر ہو گھر مین مری جب یار نہو
ایک ہی روز جدائی و شب تار کا رنگ

جیسے شیشہ مین جھلک بادۂ گلرنگ کی ہو
پون ہی جامہ سی عیان اُس بت عیار کا رنگ

سرخ دوری تری آنکھون کے چمن مین دیکھے
زرد کیونکر نہ پڑی نرگس بیمار کا رنگ

لئے بوسے جو شب وصل مین ہم رونق

اُڑ گیا فرطِ نزاکت سے رخِ یار کا رنگ

نہ دی زیرِ زمین رہنے کو گھر تنگ
ہمین ای آسمان اتنا نکر تنگ

نہ کھینچ آغوش مین تو اسقدر تنگ
کہ ای دل ہو نہ وہ رشکِ قمر تنگ

دہن اُس شوخ کا ہے اسقدر تنگ
کہان اتنا ہے سوراخِ گہر تنگ

شبِ فرقت مین یہہ حالت ہی میری
کہ ہو نہین تنگ گہر سی مجہسے گہر تنگ

مجہے تو قتل کرنا قصہ چک جائے
کہ گردن سر سے ہی گردن سی سر تنگ

ہمین یہہ غنچۂ گل سے کُہلا حال
کہ دل رکہتے ہین اکثر اہلِ زر تنگ

نکل جائین کسی ڈہب سے تو اچہا
بہت سینہ مین ہین دل اور جگر تنگ

تمہری عشقِ دہن نے دل کو میرے
بشکلِ غنچہ رکہا عمر بہر تنگ

کہین کیا داستانِ عشق رونق
بڑا قصہ ہے اور وقتِ سفر تنگ

## ردیف لام

رات دن ہی مجہکو اک خورشید تابانکا خیال
محوِ شکلِ نورِ انجم ہی دل و جان کا خیال

کسطرح دل سے بہلاؤن روئی جانانکا خیال
چاہئی مومن کو رکہنا اپنے ایمان کا خیال

اسقدر اپنی طبیعت مین ہی کچہہ وارستگی
مجہکو ہو جائی جنون گذری جو زندانکا خیال

آگئی فصلِ بہاری دیکہا ای دستِ جنون
اب نہ رکہنا چاہئے کچہہ جیب و دامانکا خیال

مین ہون اب اور پیرہن میرا کہ دلمین آگیا
ماہ نو کو دیکہکر اُسکے گریبانکا خیال

کیون نہ اُسکے تیر کے پیکان کو مین دلمین رکہون
میزبان کو چاہئے ہر طرح مہمان کا خیال

چاندنی سا ہو گیا روشن اندھیرا گور کا ۔ مجھکو جو آیا وہان اُس روئے تابانکا خیال

چاہئے رونق اگر جمعیت خاطر تجھے
چھوڑ دے یک لخت اُس زلف پریشانکا خیال

جو بیٹھہ بیٹھہ کے کرتی ہے شور یون سرِ گل ۔ نہین ہے بلبل بیتاب کو مگر سرِ گل
گیا جو باغ مین گلگشت کو وہ فخرِ گل ۔ نثار کرنے لگین اُسپہ بلبلین زرِ گل
بڑے نصیب کہ پہنا ہے اُسنے زیور گل ۔ بہت دنون مین کھلا ہے مگر مقدرِ گل
نثار آپ پہ ہوتا بہ شکل پروانہ ۔ جو ہوتے بلبل بیتاب کیطرح یہہ گل
ہلاکِ عشق ہوا تن پہ اتنے گل کھا کر ۔ کہ میری نعش پہ گویا پڑی ہے چادرِ گل
تری فراق مین اے سروِ باغ محبوبی ۔ ہوا ہے بستر پہ خار مجھکو بسترِ گل
خوشی کے جوشین پہولے نہین سماتے ہین ۔ کسی نگار نے پہنا ہے آج زیورِ گل

ملا ہے رونق اُسے دن سے عشق بلبل کو
بنا ہے گلشن عالم مین جب سے پیکرِ گل

اے آسمان نہ دلمین مرے عشقِ یار ڈال ۔ اس ہے تو میرے سر پہ تو اپنا ہی بار ڈال
اے رشکِ گل گلے مین نہ پہولونکے ہار ڈال ۔ منظور یون ہی ہے تو زمانہ کو مار ڈال
مین مر گیا ہون دیکھکے اُس شہسوار کو ۔ ہان اے صبا زمین پہ نہ میرا غبار ڈال
مشقِ ستم کیواسطے دو چار دل بہت ۔ دل لیکے اک جہانکی نہ آفت مین یار ڈال
لاکھون کے خون ہو گئے اے بادشاہ حسن ۔ پوشاک سرخ اب تو ذرا تو اُتار ڈال
ایسے وہ شمع رو مجھے الجھائے گر کہین ۔ کچھہ ہو گلے مین ہاتھہ تو دون ایکبار ڈال
اُڑ جاؤنگا بہار مین مانند بوئے گل ۔ زنجیر میرے پائے جنون مین ہزار ڈال

یہلے ہی دم حباب ہے مرا اضطرار ہے — ہہاسی مری گلے میں نہ اہی زلف یار ڈال

اہی سانپ سانپ تو ہیں گیسو ہیں یار کے — تو ہاتھ اسنہ سوکے ہیت ہو سار ڈال

یارب جو تونے اُسکو تغافل عطا کیا — پھر بھی دل میں اہی کرم سے وار ڈال

تجھسے تو میں کبھی بھی جھکوں گا نہ اے فلک — کیسا ہی رنج و فکر کا تو مجھ پہ بار ڈال

اے شمع بزم عیش میں رونا بجا نہیں — تھوڑی سی عمر ہے تو ہیں ہنسکر گذار ڈال

کہتیکوں نہ ایک آنکھ میں مطلب ہے اے صبا — تو چشم میں کسیکی نہ مرا غبار ڈال

رونق غضب ہی یہ شر رہتا ہی سخن
اب تو قلم کو ہاتھ سے اے ہمدمی یار ڈال

ر نور ہو ہی ہیں سبکہ تمہاری مدن کے پھول — قدر گراں سے ہو گئی میں لاکھوں کے پھول

تو بھی یہ بیچ غمرہ دوسرں کے پھول — ہیں آج سر سبز رنج و محن کے پھول

وہ چشم سوح دیکھ کے پھولا رسد گی — وحشت ہوئی سے ماوں گئی ہیں ہرن کے پھول

عاشق ہزار جہاں ہم سے ما تو سہ عندلیب — گویا کہ مونہہ سی جھڑے ہیں اُس گلبدن کے پھول

رویت میں اُسکی جس کہاں ورنہ حواس — اجکل ہی سب بجھائی ہوئی یاسمن کے پھول

ہم مرگئے ہیں عشق میں اک گلعذار کے — رکھنا ہمارے سینہ نہ اندر کفن کے پھول

معنی بہار ہیں ساج ہیں مصرع زمیں ہیح — الفاظ جا لفرا ہیں یہاں سخن کے پھول

سے سمہ جار جادر لگیں اپنے تخت کو — مائیں جو مار کی سر گردن کے پھول

سمر ہیں سے گل جو سیر چمن کو کہا ہی آ — یہ رمز ہے کہ آج ہوئی کوہکن کے پھول

کیا کیا سر کھا ہی جگر گوں کی ہی بہار — واس میں ہیں یہ لالہ جو میں کفن کے پھول

لخت جگر ہیں قیس کے صحرا میں جا بجا — یہ سمج سیح کوئی سمجھا نہ بن کے پھول

آمد ہے کس نگار کی رونق کی بزم مین
کیا کیا سرشکِ شمع ٹپکتے ہین بنکے پہول

آتا ہی وہ گر قتل کو خنجر بکف ای دل
ہی عشق کی معراج اُٹھانے شرف ایدل

وہ تیر لگاتا ہے تو ہو اک طرف ای دل
بنجائی کہین تو ہی نہ اُسکا ہدف ایدل

نسبت کسی اُس رخ سے کہ ہی مہر مین آتش
اور ماہِ شبِ چاردہم مین کلف ای دل

یہہ جزو بدن اور ہے تو خانۂ محبوب
ہر عضو پہ ہی اسلئے تجھکو شرف ای دل

دیوانہ ہوا پیر فلک دیکھہ کے اُسکو
یہہ ابر نہین مونہہ سے نکلتے ہین کفِ ایدل

آدم نے دیا دانۂ گندم پہ جنان کو
ہین دون نہ اگر مفت تو ہون ناخلف ایدل

سینہ مین تری یون ہی رہی گوہر عرفان
گر تجھہ مین قناعت ہو بشکل صدف ایدل

رکھہ انسے نہ الفت کہ حسین کسکے ہوئی ہین
بے صرفہ نہ تو عمر کر اپنی تلف ایدل

زنہار نہونا صفِ مژگان کے مقابل
تو ایک اودہر اور اُدہر صف کی صف ایدل

رونق کو ہین یاقوت زمرد سے زیادہ
اُس کوئی ارم رشک کے سنگ و خذف ایدل

اگر وہ غیرتِ صد باغ پہنے گوشمین گل
کہلین کچھہ ایسی کہ اپنی رہین نہ ہوشمین گل

اگر وہ توڑ کے رکہلے لبِ خموش مین گل
نہ بلبلونمین رہی جان اور نہ ہوشمین گل

شب اُسپہ عالم مستی مین ڈال بیٹھی تہا
چراغ عقل ہوا وقتِ ناو نوش مین گل

نہ ڈال گل کی حمایل گلیمین تو اپنے
چبہین نہ فرط نزاکت سی تیری دوشمین گل

چمنمین دیکھہ کے اُس نازنین کو وقتِ سحر
بجائی بلبل نالان ہوئی خروشمین گل

عنادل اُسپہ جو گرتی ہین میکشون کیطرح
پیالہ ہی کہ کفِ دستِ میفروشمین گل

وہ کسیکی بات کب سنتے ہین آگے غیر کے
حالِ دل کس سی کہے کسکو سنائے دردِ دل

دردِ دل جان و جگر سی کیون ہو مجھکو عزیز
مونس و ہمدم نہین کوئی ورائے دردِ دل

ساز و برگ و صبر و طاقت نذر کاہش ہوگئے
پاس اپنے کچھ نہین اب تو ورائے دردِ دل

دردِ غم دردِ الم دردِ جگر دردِ فراق
دلمین اتنے درد رکھتا ہون سوائے دردِ دل

اُن کے آنیکی خبر ہی اب مری غمخانہ مین
اُٹھکے اپنی راہ لین اب صدقہائے دردِ دل

ہوگئی حاصل مجھے کیفیتِ ہر دو جہان
ملگیا ہے جب سی پیر رہنمائے دردِ دل

تھا یہی ہر وقت کا مرنا تو اُس سی ایخدا
موت قسمت مین لکھی ہوتی بجائے دردِ دل

دولتِ ہر دو جہان سی دل کو استغنا ہوئی
ہاتھہ آئی جب سی جنس بے بہائے دردِ دل

ہجر مین ہی غمگسار رنج تنہائی مرا
کیون نہون مین بستہ دامِ وفائے دردِ دل

شہرتین ہین اُنکی آنیکی مری غمخانہ مین
اب نہین ٹلتا کسی ڈھب سے دلمین ہائے دردِ دل

جس بشر کو دیکھئے ہی دردِ دل مین مبتلا
چل رہی ہی آجکل رونق ہوائے دردِ دل

۱۴۳

## ردیف میم

کوچۂ یار مین جا بیٹھے ہم
ہاتھہ دنیا سے اُٹھا بیٹھے ہم

یادِ اُس بت کی ولا بیٹھے ہم
چوٹ اک دل پہ لگا بیٹھے ہم

اور اک فتنہ اُٹھا بیٹھے ہم
کیون انہین حال سنا بیٹھے ہم

بزم سے اُسکی اُٹھے ہوکے سبک
کہ کہا غیر کو جا بیٹھے ہم

بزمِ دشمن مین بھی ہمساتھہ ترے
ہاتھہ اب دل سے اُٹھا بیٹھے ہم

اسکی فرقت مین تڑپتے ہیں مدام | صورتِ شعلہ نما بیٹھے ہیں ہم
دفعۃً دل پہ گری بجلی سی | اٹھکے جو اُس سے اُٹھا بیٹھے ہیں ہم

**قطعہ**

صدمۂ ہجر سے جب گھبراکر | اشک آنکھوں سے بہا بیٹھے ہیں ہم
در و دیوار سے آتی یہ صدا | تو نہ رو پھر جدا بیٹھے ہیں ہم

اُٹھہ گئے پاس سے رونق اغیار
اسکا راو جو دبا بیٹھے ہیں ہم

کمر ہے یا نہیں کچھ یہ خبر نہیں معلوم | کسکو یار کا حالِ کمر نہیں معلوم
زیادہ اس سے کچھ اے سیمبر نہیں معلوم | کہ ہجر میں مری ہو یا مگر نہیں معلوم
وہ کون ہے کہ مری حال سے نہیں واقف | وہ کون ہے جسے میری خبر نہیں معلوم
سوائے ذات خدائے علیم و عالم غیب | کسکو حالِ قضا و قدر نہیں معلوم
کیا ہے عشق نے میری مجھے بہت زار | مرا یہ حال تجھے سیمبر نہیں معلوم
عجب رنگ کی ہے کچھ یہ اُس الفت | کہ ہو بکدہی سے ہوا سفر نہیں معلوم
کھلے گا بعد فنا حالِ الفتِ دنیا | ابھی کسکو کچھ اسکا ضرر نہیں معلوم
وہ کونسا ہے ہنر جو مجھے نہیں آتا | مگر وہ جس سے ملے وہ ہنر نہیں معلوم
مریض کہاں جائیں تیرے در کے سوا | کسکو حضرتِ عیسیٰ کا گھر نہیں معلوم
یہ ہمی اہل ہوس کو بعمر جان دئے | تو جسقدر ہے آہیں اُسقدر نہیں معلوم
تمام رحمت و آفت ہے عشق کی منزل | کسکو اسکی رہ پُرخطر نہیں معلوم
عدم میں جاکے مسافر یہ کیا گذرتی ہے | ذرا بھی اسکی کسکو خبر نہیں معلوم

دلپہ اُٹھا رہا ہون یہہ کچہہ صدمہ ہائے غم — مجہہ سا نہین جہان مین کوئی مبتلائے غم

آفت کا حادثہ ہی غضب ہی بلائے غم — دشمن کو بہی کسیکے نہ خالق دکہائے غم

عاشق ہوا مین اُنپہ کہ وہ غیر کے ہوئی — کیا ابتدائے عشق مین ہی انتہائے غم

اے تیر یار دلکو نہ کیجو کہین خراب — پہلو مین دہر رکہا ہی پے ناشتائے غم

گاہی غم فراق سے گاہی غم رقیب — بیٹھے بٹھائے ہمنے یہہ اچھی لگائی غم

کیونکر مجھے نہ غم ہو کہ خیاط دہرنے — کی قطع جسم زار پہ میری قبائے غم

مطلق نہین مسرت و شادی پہ التفات — مدت سی ہو رہا ہے جو دل آشنائے غم

اب غم مین اور دلمین یہانتک بڑہا ہی ربط — غم ہی فدا جو دلپہ تو دل ہے فدائے غم

پوچھینگے ہم مسیح علیہ السلام سے — ہی یاد آپ کو کوئی حضرت دوائے غم

رونق زبان کو روک کہ جانسوز ہے بیان
کب تک لکھیگا شعر مین تو ماجرائے غم

تیری سوا ملین جو کسی ماہرو سے ہم — ناکامیاب ہون دلِ پر آرزو سے ہم

اب توڑتے ہین رشتۂ الفت گلو سی ہم — ہے جیمین پہر ملین نہ کسی ماہرو سے ہم

یہہ عشق کیا بلا ہی کہ قاتل کے ہاتہہ سے — اپنا گلا کٹاتے ہین کس آرزو سے ہم

صد گونہ ذوقِ قتل و طپش جمع کرکہین — جاتے ہین آج لڑنے کو اُس جنگجو سی ہم

اُسنے کہا کہ عاشق صادق ہی کونکون — دیوار و در سے آئی صدا چار سو سے ہم

جا جا کے دیر و کعبہ مین پہر پہر کے دشت دشت — پہنچے ہین کوئی یار مین کس جستجو سے ہم

آتی ہی میکدہ مین جو وہ چشم مست یاد — سر پہوڑ پہوڑ لیتے ہین اپنا سبو سے ہم

آئی ہین آج ہی تری گلشن مین عندلیب — واقف نہین گلونکی ابہی رنگ و بو سے ہم

کاہے ملا نہ خنجر قاتل سے اسلئے　　کیا کیا خفا خفا سے ہین اپنی گلو سے ہم

انکارِ وصل سے ہمین کیا آج رنج ہو　　کل ہی سمجھ گئے تھے تری گفتگو سے ہم

اُٹھتے ہین تیرے در سے کوئی یون ہم اے صنم　　جب تک نہا کے جائین نہ اپنے لہو سے ہم

خوش خلق جمیل دوست صاحب جمال ہے　　رکھتے ہین ربط اسلئے روئی نکو سے ہم

رونق جو اُسکے عشق کمر سے نہین نجات
گویا کہ ہین بندھے ہوئے اس تار مو سے ہم

۱۸۸

بات کہتے ہین نہین کچھ چاہتے ہین داد ہم　　اسقدر جور و جفا اور اے ستم ایجاد ہم

رہ گئے مونہہ لیکے اپنا سا دم فریاد ہم　　کہدیا اُسنے کہ کیا دینگے کسیکی داد ہم

خوف سے تیرے نہین کچھ مائلِ فریاد ہم　　ورنہ آفت ہین بلا ہین اے ستم ایجاد ہم

کیا کرین جائین کہان کس سے کرین فریاد ہم　　وہان خبر تک بھی نہین یہان ہوگئے برباد ہم

دل سے ہین مصروف پاس خاطرِ صیاد ہم　　ہے قفس آباد ہم سے اور قفس سے شاد ہم

ڈہونڈتے پھرتے ہین کوئی بانی بیداد ہم　　اپنے دل کے واسطے خود بنگئے جلاد ہم

تم سے اک مطلب ہے دنیا سے علاقہ کچھ نہین　　ہوگئے پابند جب سے ہوگئے آزاد ہم

عمر گذری قید مین جی لگ گیا غم مٹ گیا　　کچھ اسیری مین ہی زندان مین رہے آزاد ہم

بھول جائین جس سے دنیا کو پلا دیجے وہ شراب　　کیا تری دریا دلی ساقی کرینگے یاد ہم

حسن پر پھولے ہو کچھ ہمکو جفا کش دیکھکر　　اب تو کیا ہے بعد مرگ آئینگے تمکو یاد ہم

وضعِ عالم دل دکھانیکو ستانیکو ہوئی　　جانتے ہین جانتے ہین اسکی جڑ بنیاد ہم

ہے ہماری جانکنی بڑھکر کہ وہ خارا کنی　　پوچھئے تو کوہکن شاگرد ہے اُستاد ہم

سچ جو پوچھو تو محبت نے ملایا خاک مین　　ورنہ تیرے ناز اُٹھائین اور تری بیداد ہم

اُس سے ملکر جو نہ ملنا تھا محبت مین ملا / طالبِ مہجور ہم ہین عاشقِ ناشاد ہم

پھوڑنا سر ہے تو کچھہ دیوار زندان کم نہین / کیون نہین پابند رسمِ تیشۂ فرہاد ہم

ہین نہ بال و پر نہ کچھہ تاب و توان فریاد کی / اب رہا ہون بھی تو ہین کس قابل اے صیاد ہم

تھا جو آنکھون مین کسیکے قد موزون کا خیال / روتے ہین کیا کیا دمِ نظارۂ شمشاد ہم

خاک ہوکر آپڑی تو ہین کسیکی راہ مین / ہو نجائین جو صبا کے ہاتھہ سی برباد ہم

گھر سے نکلے جو شمیم اور پھر پتا اپنا نہین / نکہت گل کیطرح سے ہوگئے برباد ہم

اپنے ویرانے پہ آتی ہین بہت کچھہ حسرتین / دیکھہ لیتے ہین اگر بستے کوئی آباد ہم

دور گلشن سے پڑی فصل خزان ہیطاقتی / اب چھٹے بھی تو نچھوڑین خانۂ صیاد ہم

کھوئے ہین کسقدر جوش محبت مین حواس / آپ ہی بیدادگر سے چاہتے ہین داد ہم

کسطرح پہنچینگے یارب منزل مقصود کو / ہے سفر درپیش اور رکھتے نہین کچھہ زاد ہم

رات دن صحرانوردی ہے مگر مجنون نہین / کاٹتے ہین کوہِ غم لیکن نہین فرہاد ہم

آپ کے جور و ستم سر پر ہمارے ہین مگر / یہہ تو کہدیجے کہ ہونگے بھی کسیدن شاد ہم

جوش وحشت نے خبر دی ہے کہ پہنچی ہے بہار / جائین اور اہل چمن کو دین مبارکباد ہم

لاکھہ ہم کہتے ہین تمسی ایک بھی سنتے نہین / دل مین آتا ہے کہ تم شیرین بنو فرہاد ہم

اب نہ کچھہ صیاد کا ڈر ہے نہ فکر باغبان / دام الفت مین الجھکر ہوگئے آزاد ہم

ساتھہ ہی رہتے ہین ہردم انکے سایہ کیطرح / بدگمانی سے بنے ہین صورتِ ہمزاد ہم

ایک ملکر ایسے کس کس نام سے مشہور ہین / زار ہم مہجور ہم مغموم ہم ناشاد ہم

غیرتِ مجنون ہین ہم گر رشک لیلی آپ ہین / رشک شیرین آپ ہین تو غیرتِ فرہاد ہم

کھینچتے ہین صفحۂ دل پر کسی بت کی شبیہ / آج اپنے وقت کے ہین مانی و بہزاد ہم

اے ستمگر ہو گئے کیا کیا نہ الفت مین تری
مبتذل ہم بے وطن ہم خاک ہم برباد ہم

جیسے صحرا مین سراب اور جیسے دریا مین حباب
اپنی ہستی کی سمجھتے ہین یہی بنیاد ہم

یاالٰہی پھر وہ دن ہو پھر کوئی آئے یہان
پھر سنین ایک اک سے گلبانگ مبارکباد ہم

آپ کیون ناشاد فرماتے ہین ہمکو بار بار
سن لیا ان سے لیا ناشاد ہم ناشاد ہم

سرفراز اگر وہ مرا کہتے ہین رونق ناز سے
ہے سبکدوشی تری ورنہ نہین جلاد ہم

سر جائے یار سے اگر اک روز جا کے ہم
لائین اوسے انکو چال سے لائین منا کے ہم

حیران ہین رشک و ہجر کے صدمے اٹھا کے ہم
پچھتا رہے ہین اب تو بہت دل لگا کے ہم

بیٹھے بٹھائے اسکے شبستان مین جا کے ہم
آئے تباہ ہو کے دل و دین لٹا کے ہم

جیتے ہین ہجر یار کے صدمے اٹھا کے ہم
مرتے نہین بنے ہین مگر کس بلا کے ہم

کیون دل دیا کہ مبتذل و خوار یون ہوئے
قائل ہین اپنے دل مین خود اپنی خطا کے ہم

چشم نگاہ مہر کسی سے نہین رہی
بیٹھے ہین اب خدا کیطرف لو لگا کے ہم

شوخی سے نقش پا بھی زمین پر جما نہین
مرتے ہین دیکھنے پہ ترے نقش پا کے ہم

ابتر ہے حال دمبدم آزار عشق سے
قائل نہین ہین پھر کسیکی دوا کے ہم

کافر کی شان ہی سے نہین مہر و التفات
سو واسطے بھی اسکو اگر دین خدا کے ہم

بڑھکر کہا کہ یہہ ہے رہ خانۂ رقیب
لائے ہین کس فریب سے انکو لگا کے ہم

در پر پڑے ہین آپکے ہوتے ہو تنگ کیون
لیجائین یہان سے کہئے تو بستر اٹھا کے ہم

قاتل نے آج قتل کیا تیغ سے ہمین
عصیان سے پاک ہو گئے خون سے نہا کے ہم

بوجھ اور وہ بوجھ جو نہ ملائک سے اٹھ سکا
وہ بار عشق لائے ہین سر پر اٹھا کے ہم

کیا پوچھتے ہین آپ کہ کیا حال ہے کہو
مارے ہوئے ہین آپکی بانکی ادا کے ہم

دریائی غم سے ڈوبتے ترتے اُتر گئے
ممنون ہوئے کبھی نہ کسی آشنا کے ہم

یہہ ہی رہی جو کم نگہی وان تو دیکھنا
اک روز سو رہینگے کہین سہر کہا کے ہم

آتا ہے جبین رنگ تغافل کو دیکھکر
پہٹکین کبھی نہ پاس اب اُس بیوفا کے ہم

قاتل نے ہاتھ اُٹھا کے لگائی نہ تیغ تیز
شرمندہ ہو کے رہ گئے گردن جھکا کے ہم

کوئی نہ آشنا نکلے ہین آشنا
ہین آشنا تو اک بت ناآشنا کے ہم

۱۶۰

رونق یہہ عزم ہے کہ چلین کوئی یار مین
جاتے ہین اپنے پاؤن سے مونہہ مین بلا کے ہم

مرگئے دردِ ہجر کے صدمی اُٹھا اُٹھا کے ہم
لائین تو کب تک اُنکو لائین روز منا منا کے ہم

دل کو جلا جلا کے ہم اشک بہا بہا کے ہم
مرگئے غم مین بسکہ گئی رنج اُٹھا اُٹھا کے ہم

حال زبون و زار کو اپنے سنا سنا کے ہم
روئی اور آب ہوگئے دلکو گھلا گھلا کے ہم

جذب طلب سے یہان اُٹھائین تمکو بلا بلا کے ہم
شوق کی شورشین مٹائین حشر اُٹھا اُٹھا کے ہم

لاکھہ نہون وہ مہر خو راہ پہ لائینگے مگر
اشک بہا بہا کے ہم نالے سنا سنا کے ہم

ہجر سی تنگ آگئے کیونکہ سبیل وصل ہو
کہتے ہین درد اور سے اُنکو سنا سنا کے ہم

تذکرہ آپکا ہے کیا فکر ہے اپنی شوق کی
جائینگے کوئی غیر مین مونہہ کو چھپا چھپا کے ہم

سوز فراق یار ہے گریہ نہین ہے بے سبب
آتش دل بجھاتے ہین اشک بہا بہا کے ہم

چھپنے ہو اب تو ہم سے تم وہ ہی کوئی زمانہ تھا
رکھتے تھے چشم سے تمہین دلمین چھپا چھپا کے ہم

خواہش قتل کا بیان انسے کیا تو یون کہا
قتل کرینگے آپکو خوب جلا جلا کے ہم

گریۂ چشم تر سے ہی راہ خراب نادرست
رکھتے ہین کوئی یار مین پانون جما جما کے ہم

پاس رضائے یار ہے رشک سے بحث ہے کسے
کیون نہ رقیب کو بٹھائین پاس بلا بلا کے ہم

تیغ ہے اور گلو مرا آپ اگر نہ آئینگے
لائینگے راہ پر یونہین اُنکو ڈرا ڈرا کے ہم

کوئی مراد بھی ملے عاشقِ نامراد کی
وصل کی جو کرین دعا تھے اُٹھا اُٹھا کے ہم

تاب نہین ہے ضبط کی راز بلا سے فاش ہو
ہجر مین روئین تا کجا مونہہ کو چھپا چھپا کے ہم

کچھہ نہین یار کا قصور اپنی خطا ہے واقعی
آپ ہوئے ہین مبتلا عشق جتا جتا کے ہم

۱۹۲

رونق خستہ وصل مین نالے نہین ہین بے سبب
قصۂ غم سناتے ہین اُنکو جگا جگا کے ہم

تیری صورت کو دیکھتے ہین ہم
اُسکی قدرت کو دیکھتے ہین ہم

اُنکی صورت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی حسرت کو دیکھتے ہین ہم

حسن و صورت کو دیکھتے ہین ہم
آدمیت کو دیکھتے ہین ہم

اُن کے قامت کو دیکھتے ہین ہم
اک قیامت کو دیکھتے ہین ہم

اُسکی رحمت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی غفلت کو دیکھتے ہین ہم

غم کی کثرت کو دیکھتے ہین ہم
دل کی وسعت کو دیکھتے ہین ہم

وہان بلایا یہان ہوئے بیمار
رنگ قسمت کو دیکھتے ہین ہم

نظر آتی ہین حسرتون سے بھری
جسکی تربت کو دیکھتے ہین ہم

اُن سے بڑھکر ہے اور کیا نعمت
خود بدولت کو دیکھتے ہین ہم

نظر آتی ہے یار کی صورت
جسکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

ہم بھی دیکھین سحر نہو کب تک
شبِ فرقت کو دیکھتے ہین ہم

بار الفت اُٹھا لیا سر پر
اپنی ہمت کو دیکھتے ہین ہم

ہمکو حیرت سے دیکھتی ہے خلق
اور خلقت کو دیکھتے ہین ہم

زلف و رخ پر نظر نہین اپنی
ہان طبیعت کو دیکھتے ہین ہم

کس سے ملتے ہو ربط ہی کس سے
اُسکی قسمت کو دیکھتے ہین ہم

آج جاتے ہین اُنکے کوچہ مین
باغ جنت کو دیکھتے ہین ہم

پوچھتے کیا ہو دیکھتے کیا ہو
اپنی قسمت کو دیکھتے ہین ہم

سجدے کرتا ہون مین تو کہتے ہین
حسن نیت کو دیکھتے ہین ہم

جس سے وہ ہمکلام ہوتے ہین
اُسکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

دل کے آئینہ مین سدا رونق
اُنکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

بیمروت ہو بےوفا ہو تم
اپنے مطلب کے آشنا ہو تم

لطف یہہ ہے اگر نبا ہو تم
تم کو ہم چاہین ہمکو چاہو تم

سحر ہو قہر ہو بلا ہو تم
تم ہی کہدو نہ مونہہ سے کیا ہو تم

عاشق گیسوئے دوتا ہو تم
حضرت دل بڑی بلا ہو تم

زیست اور موت ہے تمہارے ہاتھ
توبہ توبہ مگر خدا ہو تم

دیکھکر تم کو مر ہی جاتے ہین
عاشقون کے لئے قضا ہو تم

عیب کیسا ہے بیوفائی کا
ہم نے مانا کہ خوش ادا ہو تم

شرط انصاف مقتضی کب ہے
ہم تو چاہین ہمین نہ چاہو تم

ہے سروکار یہان محبت سے
بیوفا ہو کہ باوفا ہو تم

کوئی دم مین وہ آنیوالے ہین
حضرت غم کہان اب ہوا ہو تم

حضرتِ غم تمہین نہ چھوڑین گے / کہ ہمارے لئے غذا ہو تم

حضرتِ دل تمہین قیامت ہو / اُن کو کہتے عبث برا ہو تم

زلف کا جال بہی ہے میرا سا / سچ کہو کسپہ مبتلا ہو تم

بزم اپنی تمہین سے روشن ہی / حق تو یہہ ہے کہ مہ لقا ہو تم

اسلئے سب سے مونہہ چہپاتے ہو / اپنی صورت پہ مبتلا ہو تم

تم ہو بزمِ غیر مین سب جہوٹ / کیا مری آہ نارسا ہو تم

شوخیون مین ہے ایک بے تابی / کشتۂ خنجرِ ادا ہو تم

ذبح کرتے ہین ناز اور انداز / کیونکہ کہدون کہ خوش ادا ہو تم

تمکو کیا خوفِ حشر حضرتِ دل / عاشقِ شاہِ کربلا ہو تم

کوئی نکلی نہ آرزو دل کی / کس مرض کی کہو دوا ہو تم

حال کہلتا نہین ہی کچہہ رونق / رند ہو تم کہ پارسا ہو تم

اُن سے ملکر جب کہین جاتے ہین ہم / وہ ہمین اور اُنکو رلواتے ہین ہم

اب اُنہین دل دیکے پچہتاتے ہین ہم / ہی تو یون اپنا کیا پاتے ہین ہم

غم سے جب بیہوش ہوجاتے ہین ہم / پہر مشکل ہوشمین آتے ہین ہم

پاس جب اُن کے پہنچ جاتے ہین ہم / دل ہی دل مین اپنے اِتراتے ہین ہم

گیسوئی جانان کو سلجہاتے ہین ہم / سر پہ اپنے اک بلا لاتے ہین ہم

پاس اُنکے جب کبہی جاتے ہین ہم / کیا لطافت ہے نہین پاتے ہین ہم

اب اُسے لاتے ہین یہان جاکے ہین ہم / دلکو یہہ کہہ کہکے بہلاتے ہین ہم

دل نہین عشق حسینان چھوڑتا
سو طرح سے اُسکو سمجہاتے ہین ہم

ہجر آنکہون سے نہ دکہلائے خدا
نام سنتے ہین تو ڈر جاتے ہین ہم

دوست اُس کوچہ سے لاتے ہین ہمین
آپ سے اُٹہکر نہین آتے ہین ہم

عشق مین اُس شوخ کے کہا کہاکے گل
بلبلون سے ہاتہہ کٹواتے ہین ہم

غیر نے اُنکے لگائی ہے حنا
جہوٹ ہو تو ہاتہہ کٹواتے ہین ہم

حیف سونہہ اُنکے لگین ایسے ذلیل
بات کرتے جن سے شرماتے ہین ہم

بہول جاتا ہے وہ سیر بوستان
جسکو دل کے داغ دکہلاتے ہین ہم

دل جلا جاتا ہے سوز رشک سے
آگ مین دلکی جلے جاتے ہین ہم

وہ پلائی ہے ہمین ساقی شراب
حشر تک کب ہوشمین آتے ہین ہم

ہین سراسر پر خطا کیونکر کہین
عرض کرتے اُنسے شرماتے ہین ہم

جب سے خون دل پیا اور کہائے غم
اب نہ کچہہ پیتے نہ کچہہ کہاتے ہین ہم

غیر سے خلوت نہین ہم سے کلام
ایسی نفرت ہے تو لو جاتے ہین ہم

کشتیون پر اہل دنیا بیٹہہ جائین
اشک اب آنکہون سے برساتے ہین ہم

آج تو کچہہ ہو مگر اُس شوخ کو
جان سے جاتے ہین یا لاتے ہین ہم

سچ تو یون ہے دیکے دل اُس شوخ کو
دل ہی دل مین اپنے پچہتاتے ہین ہم

اور اک کافر سے ملکر بزم مین
اُس بت ترسا کو ترساتے ہین ہم

وہ تو رکہکر کان کچہہ سنتے نہین
بیخودی مین اپنی ہی گاتے ہین ہم

دل تو پہلے دیدیا اُس شوخ کو
فائدہ کیا اب جو پچہتاتے ہین ہم

ناصح مشفق نہ سمجہاؤ ہمین
تمکو سیدہی طرح سمجہاتے ہین ہم

داغہاے غم سے دل معمور ہے
یہہ خزینہ کسکو دکھلاتے ہین ہم

وعظ مین تہا حور و غلمان کا بیان
وہ ادا اُس شوخ مین پاتے ہین ہم

پاس جب ہوتا نہین کوئی توپہر
دل ہمین اور دلکو سمجہاتے ہین ہم

ہی بجا کر ہم سے وہ راضی رہین
حکم اُنکے سب بجا لاتے ہین ہم

اُسکے کوچہ کا بہی لپکا قہر ہے
گالیان کہاتے ہین اور جاتے ہین ہم

اپنے عصیان اُسکی رحمت دیکہکر
دل ہی دل مین اپنے شرماتے ہین ہم

جو ادا ہے اُس سراپا ناز مین
وہ کسی مین بہی نہین پاتے ہین ہم

عمر گذری غم ہمین کہاتے ہوئے
اور کہانتک دیکہئے کہاتے ہین ہم

بے بلائے اُن کے ناصح کب گئے
وہ بلاتے ہین تو ہان جاتے ہین ہم

خانمان برباد ہوکر عشق مین
خانمان برباد کہلاتے ہین ہم

چہینکے دل رونق بصد لطف و خوشی
دلربائی اُنکو سکہلاتے ہین ہم

## ردیف نون

۱۹۲

پیہم جو خدنگ نگہہ یار پڑے ہین
میرے دل مجروح مین سو غار پڑے ہین

کوچہ مین تری سینکڑون اغیار پڑے ہین
ہر راہ چمن بند بہت خار پڑے ہین

میخانہ مین اس رنگ سے میخوار پڑے ہین
یہان پانچ پڑے ہین تو وہان چار پڑے ہین

لیجائیو وہ ناوک جگر و دل کو تو اچہا
یون ہی مری سینہ مین یہہ بیکار پڑے ہین

کوچہ مین ترے ہے تری کشتونکی یہہ صورت
دو چار تڑپتے ہین تو دو چار پڑے ہین

مونس نہ ہے نہ غمخوار کوئی کنج لحد مین
کیا گوشۂ تاریک مین ناچار پڑی ہین

تشہیر کا یا حکم ہو یا دفن کا اُنکی
قاتل تری کشتے سر بازار پڑے ہین

جب روئی ہین در دِ غم فرقت مین تو کیا کیا
قدمون پہ ہماری در و دیوار پڑے ہین

جو کچھہ ہو جفا و ستم و جور سہین گے
پالے ہی ترے او بتِ عیار پڑی ہین

اے فصل خزان زور ترا خاک مین ملجائے
گلزار مین پہولون کی جگہہ خار پڑی ہین

ہی سیر کہ اک قاتل نازک کی ادا سے
کشتون کے جدہر دیکہئے انبار پڑی ہین

ہی سبکو گمان دامن قاتل میں گلگل ہین
چہینٹے جو مری خون کے دو چار پڑی ہین

رہنی دے سپے بخیۂ زخم جگر و دل
اے دستِ جنون جیب مین دو تار پڑی ہین

**رونق** ہی غضب جوشمین دریائی محبت
گرداب مین لاکہون ہی ہوسکار پڑی ہین

ٹہر جاتے ہین گاہی گاہ گہگاہ چلتی ہین
مسافر ہین تہکے ہین ناتوان ہین راہ چلتی ہین

عدم کا عزم ہی اب کہکے بسم اللہ چلتی ہین
جو ملنا ہی تو مل لے ورنہ ہم اے ماہ چلتے ہین

پی گلگشت جب وہ مثل مہر و ماہ چلتے ہین
حیا و عشوہ و ناز و ادا ہمراہ چلتے ہین

بوقتِ گفتگو جو دیکہتا ہے قتل ہوتا ہی
تمہارے ہاتہہ کیا تقریر مین واللہ چلتی ہین

حسینون سے خدا محفوظ ہی رکہی کہ خلوت مین
غضب پنجون کے بل تن تن کے یہ گمراہ چلتی ہین

ترستے ہین جب ہم آمد فصل بہاریکی
گریبان پر ہماری ہاتہہ کیا واللہ چلتی ہین

جہان کشتی ہی اور اہل جہان کشتی نشین اسکے
عدم کو جائینگے بیٹہے ہوئی ہین خواہ چلتی ہین

پرستش ہی اسی خالق کی گو فرق مذاہب ہے
پہنچتے ہین وہین سب اپنی اپنی راہ چلتی ہین

ہماری دل ہم اپنے پیر کو جب کہینچتے ہین وہ
تو دم کہتا ہے ٹہیرو ہم بہی تو ہمراہ چلتی ہین

یہہ رونق کہکے ہمسے قیس سوئے دشت جاتا ہی
کہ اب رخصت ہی حضرت بندۂ درگاہ چلتے ہین

بہار آئی ہی پہر وحشت کے سامان ہوتے جاتے ہین
جنونکا زور ہی آباد زندان ہوتے جاتے ہین

تری الطاف جو مجہپر مری جان ہوتے جاتے ہین
مری سب کارہائی مشکل آسان ہوتے جاتی ہین

ستم سی تیری اکثر شہر ویران ہوتے جاتے ہین
بہت حسرتکدہ گنج شہیدان ہوتے جاتے ہین

نمود حسن عالم آشنا کچہہ ہوتی آتی ہے
وفور داغ سی سینے گلستان ہوتے جاتی ہین

محبت مین ستم سہنے کے خوگر ہو گئے ایسے
کہ باز آتی نہین ہم اور پشیمان ہوتے جاتی ہین

رکہا ہی آئینہ پیش نظر ہر ہفت ہوتا ہی
ہمارے قتل کے طیار سامان ہوتے جاتی ہین

جو ٹپکا قطرہ اپنی چشم سی طوفان بپا ہوگا
ابہی تو جمع آنسو زیر مژگان ہوتیجاتی ہین

جراحت اپنے دل کی ہوگئی لذت طلب ایسی
کہ اب خالی نمکدان پر نمکدان ہوتے جاتی ہین

زمانہ کو الٹ مارا تمہاری زلف و عارض نے
مسلمان کافر اور کافر مسلمان ہوتے جاتی ہین

وہ جو نجون مجہسی ملتے ہین تو میری داغہائی دل
مہ کاہیدہ کی مانند پنہان ہوتے جاتی ہین

پس مردن ہوا ہی عشق کا اپنی اثر ظاہر
وہ میری نعش کے ہمراہ گریان ہوتے جاتی ہین

رہیگی اب نہ مطلق حسرت وحرمانکی گنجایش
تری تیرونکے دلمین جمع پیکان ہوتیجاتی ہین

صبا گستاخ دستی کرہی ہی انکی گیسو سے
الجہتے ہین وہ مجہہ سی اور پشیمان ہوتیجاتی ہین

حسین اول تو کچہہ ایسے غضب ہوتی نہین رونق
جوان ہوتے ہین جو نجون آفت جان ہوتے جاتی ہین　　197

جلوۂ حسن صنم دیکہا شب مہتاب مین
عکس اسکا مہ مین ایسا ہی کہ مہ کا آب مین

جو بزرگون سے لڑیگا یون ہی مارا جائیگا
ورنہ کچہہ رستم سی قوت کم نہ تہی سہراب مین

حسرت و اندوہ و حرمان نالہ و آہ فغان
اپنی پاس اسباب ہین اس عالم اسباب مین

ڈوبنی مین بہی اسیری کا مزہ ہمکو ملا
موجین زنجیر ہی اور طوق ہی گرداب مین

اسقدر بیزار ہے کچھہ مجھسی وہ وحشی مزاج
ذکر ملنے کا تو کیا آتا نہین وہ خواب مین

آپکو تکلیف دی جب دوسرا محفوظ ہو
ساز مطرب سی نکلتا ہی یہ ہر مضراب مین

ہائی جوش بیقراری ہای ہجران ائی ہائی
اندنون ڈوبا ہوا ہون معدن سیماب مین

چہرۂ پرنور مین یون زیر ابرو خال ہے
جسطرح قندیل روشن گوشۂ محراب مین

دین و دل دیتا ہی رونق ایک بوسہ پر اُسے
شیخ صاحب آپ فرماتے ہین کیا اس باب مین

شغل سے الفت کے ہرگز باز آسکتے نہین
جان سی جب تک تری عشاق جاسکتے نہین

جبنے قامت سے کسیکے رنج کھینچے ہین بہت
اب قیامت تک کسی سی دل لگاسکتے نہین

ہو سکے تو زندگی بہر عیش مین کوشش کرین
پہر دوبارہ حشر تک دنیا مین آسکتے نہین

روٹھکر مین اُنسے آیا اور خود ہی جا ملا
جانتا تہا یہہ کہ وہ ہرگز منا سکتے نہین

تم مجھے کچھہ کچھہ سمجھہ جاتے مگر مین کیا کرون
داغہائی دل کسی صورت دکہا سکتے نہین

عشق مین جلنا ہنر ہی اور رونا عیب ہے
شمع سان جلجائینگے آنسو بہا سکتے نہین

ہر طرف ہی ناوک اندازی ادہر ہی کچھہ بہی
کیا مرا سینہ مگر لایق نشانہ کے نہین

کیا خبر ہوگی اُنہین رونق دل خون گشتہ کی
جب تلک آنکھون سے کوئی آنسو بہا سکتے نہین

یون مری آہ کا ہو جائی گذر پتہر مین
کہ نہو برق کا اس طرح اثر پتہر مین

آتش عشق کہین کر گئی گہر پتہر مین
کہ مری دل کی طرح ہے جو شرر پتہر مین

وہ بہی آفات جہان سے کوئی خالی رہتا
جانور کوئی بناتا ہی جو گہر پتھر مین

مسجد و بتکدہ یکسان ہین نظر مین اپنی
ایک ہی جلوہ سمجھتے ہین جو ہر پتھر مین

دلمین کیا پائین جگہہ اُس بتِ سنگین دل کے
کسطرح آہ بنائے کوئی گہر پتھر مین

نگہہ شوق سے ایمن نہین سنگِ درِ یار
کر اثر کر ہی گذرتی ہے نظر پتھر مین

روزِ سختی مین بہی انسان کو ملیگی روزی
رزق دیتا ہی وہ کیڑی کو اگر پتھر مین

معنیٔ گرم ترے شعر مین یون ہین رونق
جسطرح مضمر و مخفی ہون شرر پتھر مین

جب کہا ہمنے کہ ہم کچہہ دلربا کہنی کو ہین
کیا ہی جہنجلا کر کہا پہر آپ کیا کہنی کو ہین

میری بیصبری کہ دشمن کی وفا کہنے کو ہین
سامنے بیٹھے ہین چپ کیا جانئے کیا کہنی کو ہین

ہو تو وے پہلے شریکِ چارہ سوزِ غم کوئی
ورنہ سب یہہ آشنا یون آشنا کہنی کو ہین

کچہہ کہلین تجہسے اگر مثلِ شمیم افشا نہو
ہم بہی اپنا حال تجہسے ای صبا کہنی کو ہین

کیا کہا وہ کچہہ کہین گے بعد ذکرِ مہرِ غیر
جو نہ کہنا تہا کہا اب اور کیا کہنی کو ہین

خوب دیکہا سچ مین کوئی بہی کام آتا نہین
عدو اگر کچہہ تو اپنے اقربا کہنی کو ہین

۲۰۱

غیر اگر رونق کو کہتے ہین برا وہ غیر ہین
وہ کہین کیون کچہہ کہ وہ تو آشنا کہنے کو ہین

گلون نے رنگ بنایا چمن کے پردی مین
نوای بلبل رنگین سخن کے پردی مین

ستم ہی سیر گل و نسترن کے پردی مین
بہت سی خون ہوئی ہین چمن کے پردی مین

یہہ شعبدہ یہہ کرشمہ ظہور ہے کس کا
نہان ہی کوئی تو چرخ کہن کے پردی مین

تم اور بزم طرازی سے کچہہ غرض مطلب
گر عدو کی طلب انجمن کے پردی مین

پڑہے جو شعر تو کہنے لگے وہ شوخی سے
سنا نہ حالِ دل اپنا سخن کے پردے مین

اُٹھاکے دیکھہ تو آنکھون سے پردۂ غفلت
وہی ہی پردہ نشین جان و تن کے پردے مین

تری کلام پہ بسمل ہین لیلی و شیرین
بہت سے خون چھپے ہین سخن کے پردے مین

جگر کو چاک کیا پاسِ ضبط و اخفا سے
جنون کے ہاتھہ کہلے پیرہن کے پردے مین

ہمین ہی کوچۂ دشمن مین خاک اُڑانی تہی
حجاب اُٹھہ گئے دیوانہ پن کے پردے مین

جہلک رہے ہین شکرخند ساتہہ زخمون کے
تری شہید کہلے ہین کفن کے پردے مین

جگر دریدہ ہین یا سینہ چاک ہین کشتے
اجل نہان ہی کسی تیغ زن کے پردے مین

مجہے وہ دیکہہ کے مجنون کہتے ہین رونق
چھپا نہ عشق کو دیوانہ پن کے پردے مین

چلنے سے ہوگئی ہین کئی لاکہہ من کے پانون
ایسی تہکے ہین راہ مین اس خستہ تن کے پانون

اُس در پہ لیچلے ہین مجہے برق بنکے پانون
دشمن ہوئی ہین کیا ہی مری جان و تن کے پانون

ثابت قدم یہ ہی کہ جلی سر سے پانو تک
لیکن رکہا نہ شمع نے باہر لگن کے پانون

راہِ طلب مین اُسکی یہہ کہتا ہون دمبدم
ملتے بلا سے مجکو عوض سب بدن کے پانون

آتے ہی تیری لب کی زیارت کو وہ نگر
یاقوت ہی کے ہین نہ عقیق یمن کے پانون

تیری غزال چشم کی شوخی کو دیکہکر
بہولے ہین اضطراب سے کیا کیا ہرن کے پانون

لافِ وفا ہی غیر چلا امتحان پہ کیا
رونق کہین ہوئی بہی ہین چہوٹے سخن کے پانو

ذرا نجات ملے غم سے ایک ہفتہ مین
ملا کرین وہ اگر ہم سے ایک ہفتہ مین

ترا علاج ہو کیا چارہ گر جو زخم مرے
ہوئے نہ بہ تری مرہم سے ایکہفتہ مین

عدو کا سوگ وہان تین دن کی رسم نہین
فراغ پائینگے ماتم سے ایک ہفتہ مین

بجائی دشت وجبل ہو تمام عالم آب
کہین جو دیدۂ پرنم سے ایک ہفتہ مین

یہہ سات پانچ کی باتین ہمین نہین آتین
کہینگے صاف ملو ہم سے ایک ہفتہ مین

یہہ مشق گریہ کچہہ ای چشم تر چلی جائے
کہ اب مقابلہ ہے یم سے ایک ہفتہ مین

بلین تو خاک بلین تین چار دن کے لئے
کہ آپ ہونگے جدا ہم سے ایکہفتہ مین

۲۱۴

کبہی کبہی جو ملے وہ رمیدہ خو رونق
تو اُسکو رام کرین دم سے ایکہفتہ مین

رکہین جو تری الفت دل مین
اب نہین اتنی طاقت دل مین

وہان نہوئی کچہہ الفت دل مین
مٹگئی دل کی حسرت دل مین

داغون کی ہے کثرت دل مین
باغ ہے دل کی بدولت دل مین

آنکہون مین بہی کچہہ جہلک آتی
ہان نہین کچہہ بہی محبت دل مین

ناز اُٹہائے رشک اُٹہائے
ایسی کب ہے طاقت دل مین

آتش غم سے کثرتِ گل سے
دوزخ دل مین جنت دل مین

ارض و سما تک اسمین سمائین
رکہتے ہین یہہ کچہہ وسعت دلمین

شیشہ مین یہہ بند پری ہے
یا ہے اُسکی صورت دل مین

برق بہی ادنے ذرہ ہی اُسکا
ایسی کچہہ ہے حرارت دل مین

رنج کا سہنا غم کا اُٹہانا
آئی کہان سے طاقت دل مین

چین کی کوئی شکل نہین ہے
جب سے بسی وہ صورت دلمین

عرش ہے نیچا اپنی نگہہ مین
کسکی سمائی رفعت دل مین

کوئی طرح ہو چین نہین ہے　　درد کی ہے یہہ شدت دل مین

وصل بہی ہوگا اک دن رونق
لیکن رکہہ تو ہمت دل مین

کچہہ تو ہو مجہہ پہ ترا لطف و کرم کچہہ بہی نہین　　نہ عنایت نہ تملق نہ ستم کچہہ بہی نہین

دل وہی جان وہی تاب دل و جان ہے وہی　　فی الحقیقت وہی کچہہ چیز ہی ہم کچہہ بہی نہین

زر کی پرسش ہی وہان ہمکو وہ پوچہین کیونکر　　کہ یہان دلکے سوا دام و درم کچہہ بہی نہین

دیکہکر حور و پری نے دم نظارہ کہا　　سامنے اُس چمن حسن کے ہم کچہہ بہی نہین

گفتگو غیر سے کرتے تہے جو پوچہا ہمنے　　تو کہا ہنسکے تری سر کی قسم کچہہ بہی نہین

یون کہا شکوہ پر اُسنے کہ ابہی مر گئیو تم　　اور ابہی تم پہ ہوا جور و ستم کچہہ بہی نہین

ایکدم مین ہی پہنچتا ہی وہانتک رہرو　　پاس ہی دور رہِ ملکِ عدم کچہہ بہی نہین

نہ یہان ہے نہ وہان ہی وہ کہین اور ہی ہے　　منزل دوست مین یہہ دیر و حرم کچہہ بہی نہین

نام ہی نام سنا تار کمر کا تیرے　　ہمنے دیکہا تو تری سر کی قسم کچہہ بہی نہین

۲۰۶

سینکڑون قافلے یارون کے چلے جاتے ہین
تو وہ غافل ہی کہ رونق تجہے غم کچہہ بہی نہین

شکوہ بیجا ہے مرا اُسکو اگر پاس نہین　　وہ ہنر دوست یہان کوئی ہنر پاس نہین

دور مجہہ سے ہوئی ہوش و خرد و تاب و توان　　جب سے وہ روح دل و جان و جگر پاس نہین

مین تو اس فکر مین دن رات گہلا جاتا ہون　　کہ سفر سر پہ ہے اور زاد سفر پاس نہین

یا وہ کچہہ وعدہ و اقرار تہی یا وہ اغماض　　بات کا کچہہ تجہے اے رشک قمر پاس نہین

اُسنے مدت مین یہہ اقرار کیا ہی رونق

ہم وہان جائینگے بیٹھینگے مگر اس نہین

تری قتیل کا کسکو قلق فلک پہ نہین
فلک بہی خون ہی روتا شفق فلک پہ نہین

رہی یہہ مملکتِ ہند حشر تک آباد
زمین تو کیا ہے کہ ایسا طبق فلک پہ نہین

شب فراق مین صدمون سی میری نالون کے
نہین ہی کوئی کہ مونہہ جسکا فق فلک پہ نہین

نہین فلک پہ نہین کام تیرے وحشی کا
کہ کوئی بادیۂ لق و دق فلک پہ نہین

زمین کو جہانکتے ہین کیون یہہ اختران فلک
گئی جو یار کی بوئی عرق فلک پہ نہین

مری فغان کیطرح سے فلک ہلا دیتا
یہہ خیر ہی کہ کوئی سینہ شق فلک پہ نہین

مین اُسکو باز رکہون کیونکہ ظلم ناحق سے
غضب یہہ ہے کہ مرا کوئی حق فلک پہ نہین

کسیکے عارض رنگین کو دیکہکر سر شام
اُڑا یہہ رنگ چمن ہی شفق فلک پہ نہین

ہوا لگا ہی بہت مونہہ کو بیگناہون کا
کہلا ہی رنگ یہہ اُسکا شفق فلک پہ نہین

جہان ہی مین نہین فرد اُسکے گہر کی زمین
ملک بہی کہتی ہین ایسا طبق فلک پہ نہین

نہین زمین پہ مجہہ سا شکستہ دل کوئی
مری طرح سے کوئی سینہ شق فلک پہ نہین

زمین پہ بہی تو اسی کا ظہور ہے رونق
فقط یہہ جلوۂ انوار حق فلک پہ نہین

۳۰۶

رنگین حنا سے ہین مری دلبر کے ہاتہہ پانون
ہی جسم سیم کا گل احمر کے ہاتہہ پانون

کیا نرم نرم ہین مری دلبر کے ہاتہہ پانون
گویا بنے ہوئی ہین گل تر کے ہاتہہ پانون

مقتل مین اُسنے تیغ زنی کی ہی اسقدر
اکثر کے سر پڑی ہین تو اکثر کے ہاتہہ پانون

سبکا گرہ کشا ہے زمانہ مین ہی رواں
اور سیم ہی عجب کہ نہین زر کے ہاتہہ پانون

کیا فرق تہا بس ایک مقدر کا فرق تہا
ہم سے ہی تہی ہو گر نہ سکندر کے ہاتہہ پانون

تڑپے دم اخیر تو دل کھول کر ذرا
قاتل نہ باندہ عاشقِ مضطر کے ہاتھہ پاؤن

رونق تڑپ قتیل ادا کی تو دیکھہ تو
کیا چل رہے ہین کشتہ بسمر کے ہاتھہ پانو

ہی جدا پہلو سی وہ جان جہان برسات مین
تفرقہ ڈالا ہی کیا ای آسمان برسات مین

تو جدا ہی ہمسے ای جان جہان برسات مین
سر کو ہم پھوڑین کہان جائین کہان برسات مین

جب ہوئی دل مین کدورت اشک ٹپکے چشم سے
سچ ہی ہوتا ہی مکدر آسمان برسات مین

ابر گریہ مین زیادہ ہی کہ چشم تر مری
اک تماشا جان کرے امتحان برسات مین

گر گیا ہے قصر تن اپنا وفور گریہ سے
منہدم ہوتے ہین ہان اکثر مکان برسات مین

لخت دل مژگان مین وقت گریہ ٹہرے کسطرح
کب نیستان مین رہا شیر ژیان برسات مین

گریہ وزاری سی تیری کیون نہو وہ خشمگین
گرمیٔ خورشید ہوتی ہی عیان برسات مین

سیر کو جاتے ہین گلرویان گلگون پیرہن
ہر چمن ہوتا ہی گلزار جنان برسات مین

اشکبار یمین ہی رونق آہ سوزان اسطرح
جیسے گرکین اور چمکین بجلیان برسات مین

۳۱۱

فلک پر جو ہمیشہ جامۂ تطہیر سیتے ہین
مگر تیری قبا ای مہر پر تنویر سیتے ہین

بہت احباب پیراہن بصد تدبیر سیتی ہین
مری وحشت کو دیکھین کیا یہہ تاثیر سیتی ہین

کہون کیا مین کہ وہ تار نگاہ تہر سی اپنی
دہان شکوہ کو میری دم تقریر سیتے ہین

تری مجروح کے زخمونکو کچھہ جراح سمجھے ہین
کہ لیکر رشتۂ تار دم شمشیر سیتے ہین

بیان ہجر دشمن مین یہہ رک کر دیکھنا مجھکو
مگر کیا آپ چاک دامن تقریر سیتے ہین

مری زخمونکے کس منہہ سی ادا ہو شکر قاتل کا
لب زخم جگر کو بنکے سوزن تیر سیتے ہین

مریض عشق کی اپنے حقیقت پوچھتا ہی کیا — کفن اُس جان بلب کا لوگ بی تاخیر سیتے ہین

مری چاک گریبان ہین عبث الجھا وہی ناصح — کہین دیوانگان بستۂ زنجیر سیتے ہین

جگر پھٹتا ہے کیا کیا سعی بےصرفہ پہ یارونکی — مری زخم جگر کو ہائی ری تقدیر سیتے ہین

رفو کا نام بد کرتے ہین کیون یہہ بخیہ گر ناحق — کبہی ہووے سی ہی زخم دل نخچیر سیتے ہین

مری وحشت کو باندہین چارہ گر ہاتہونکو کچہہ توڑین — مرا چاک گریبان کیا یہہ باتدبیر سیتے ہین

۲۱۱

نہین کچہہ حاجت ملبوس رونق خاکسارون کو
کہ پیراہن تو بہر صاحب توقیر سیتے ہین

یار کا جب سے پتا کچہہ ہمین معلوم نہین — زندگی چیز ہے کیا کچہہ ہمین معلوم نہین

تیری بیمار کو دیکھا تو طبیبون نے کہا — تپ فرقت کی دوا کچہہ ہمین معلوم نہین

لیگئی سامنے پہلو سے چُرا کر دل کو — اور جو پوچھا تو کہا کچہہ ہمین معلوم نہین

کچہہ یہہ بگڑے کہ وہ بیداد کی بہی خبر گئی — کیا ہوئی ہمسے خطا کچہہ ہمین معلوم نہین

محو نظارہ ہوئی یہہ کہ تِرا تیر نگاہ — آ کے کب دل مین لگا کچہہ ہمین معلوم نہین

مست شادئ شب وصل ہوئی کچہہ ایسے — کہ وہ کب آ کے گیا کچہہ ہمین معلوم نہین

اپہی تقدیر مین ہین رنج اُٹہانے کیا کیا — اپنی قسمت کا لکھا کچہہ ہمین معلوم نہین

۲۱۲

بعد مرنے کے بد و نیک کہیگا رونق
یہان بہلا اور بُرا کچہہ ہمین معلوم نہین

قامت و زلف دراز و پرشکن کی فکر مین — آپ ہین اپنے لئے دار و رسن کی فکر مین

کل جنہین تسکین نہ تہی تزئین تن کی فکر مین — آج انکی دوست پہرتے ہین کفن کی فکر مین

چشم و گیسو کی تری شہرت غضب صیاد ہے — پڑ گئی ہین سب ختن والے ختن کی فکر مین

مشغلہ غم کا وسیلہ زیست کا فرقت مین ہے
دن کٹے جاتے ہین کچھہ رنج ومحن کی فکر مین

صورتِ عنقا کسی صورت سی ہاتھہ آتا نہین
مین ہون گم مدت سے مضمونِ دہن کی فکر مین

روح بھی بھٹکے گی بیشک سیب جنت کیلئے
مر رہا ہون بوسۂ سیبِ ذقن کی فکر مین

گھات سے ہوتا ہے مثلِ صید مضمونکا شکار
اسلئے خاموش رہتا ہون سخن کی فکر مین

آخر اک دن بیچین نالون کے میری آگیا
تھا مین اک مدت سی اس چرخ کہن کی فکر مین

فکر مین رہتا ہی رونق رنج انسان کو مگر
کیا مزا ہے یہہ کہ ہی لذت سخن کی فکر مین

چپکے بیٹھے ہو کیون خفا تو نہین
غیر نے تم سے کچھہ کہا تو نہین

کوئی بگڑو مگر کہون گا سچ
کوئی دنیا مین آشنا تو نہین

خون عاشق ملا ہے ہاتھون مین
کچھہ کہو سرخیٔ حنا تو نہین

تو ہی ای آہ جا کہین وہانتک
حال کہتی مرا صبا تو نہین

حکم مین مرگ و زندگی کیون ہے
بت ہی ہے وہ کوئی خدا تو نہین

صید وابستہ سا پھڑکتا ہے
دل کسی دام مین پھنسا تو نہین

جھوٹ کہتے ہین تمکو عیسیٰ لب
دلِ مردہ مرا جیا تو نہین

دل یہ نہین خود بخود لرزتا ہے
کاکل یار ہے بلا تو نہین

بختِ عاشق ہے کچھہ نہ مشک نہ شب
زلف اسکی کوئی بلا تو نہین

سنکے تھرجے ہوا پانی
کہین میرا ہی ماجرا تو نہین

بک رہے ہو بھلا برا رونق
سچ کہو تمنے کچھہ پیا تو نہین

ہرچند وہ حجاب کی صورت ذرا نہین / لیکن خجل وہ آئینہ طلعت ذرا نہین

اچھا ہو جو اُن کو محبت ذرا نہین / مرتا ہون خوبیون پہ شکایت ذرا نہین

ناصح کی بحث پر مجھے حجت ذرا نہین / ہی ہے کہ تجھہ مین نام کو الفت ذرا نہین

بیداد کش ہون مجھکو اذیت ذرا نہین / لیکن تری نظر مین مروت ذرا نہین

اچھا ہے وہان جو غیر سے فرصت ذرا نہین / ہمکو بھی ناز اُٹھانے کی طاقت ذرا نہین

ان سے ملے نہ کوئی کہ یہہ کسکے یار ہین / آنکھون مین گلرخون کے مروت ذرا نہین

اس تنگنا مین دہر سے دل تنگ ہی بہت / پھیلا کے پانون سونیکی وسعت ذرا نہین

مین اور قیس ایک ہین لیکن یہہ فرق ہے / وہ نامور ہے اور مری شہرت ذرا نہین

وہ سر نہین کہ جسمین نہ پھر ہوئی عشق ہو / وہ دل نہین کہ جسمین محبت ذرا نہین

مین منع کیا کرون دلِ نادان کو عشق سے / کمبخت مانتا ہی نصیحت ذرا نہین

پھر کسلئے مجھے وہ ملاتے ہین خاک مین / گر دل مین اُنکے مجھسے کدورت ذرا نہین

جو کچھہ ہی دل پہ دل ہی کی بد وضعیون سے ہے / اُس بیوفا سے ہمکو شکایت ذرا نہین

دل مین مری غبار نہین دشمنون سے بھی / وہ آئینہ ہون جسمین کدورت ذرا نہین

خجلت ہو جس گنہ سے وہ عین صواب ہے / وہ ہے گنہ کہ جسکی ندامت ذرا نہین

ہم سے تو بولنے مین الجھتے ہو کسقدر / دشمن سے بات کرنے مین لکنت ذرا نہین

جاتا ہے کوئی یار مین کیا دوڑ دوڑ کر / کمبخت دل مین نام کو غیرت ذرا نہین

تنگ آ گئے علاج سے دنیا کے چارہ گر / ہوتی تری مریض کو صحت ذرا نہین

رونق بتا کہ دشت نوردی کرے تو کون
تجھکو تو پانون چلنے کی طاقت ذرا نہین

۲۱۵

ہی عشق ایک سے مجھے مین بوالہوس نہین
پروانہ بزم دہر مین ہون کچھ مگس نہین

آرہ رواں ہے فرق نہال حیات پر
ای بیخبر یہہ آمد و رفتِ نفس نہین

عمر رواں کے حال سے واقف نہین کوئی
یہہ قافلہ عجیب ہی جسمین جرس نہین

واقع مین ساربان دل نالان قیس ہے
زیب گلوئی ناقہ لیلے جرس نہین

سنکر شب وصال مین دل کانپتا ہی کچھہ
ہی بانگ صور حشر صدائی عسس نہین

ہرگز بشر نہین وہ فرشتہ بشر مین ہے
دنیا کے عیش کی جسے مطلق ہوس نہین

خورشید کی بھی آنکھہ جھپکتی ہے دیکھکر
شعلہ ہے نور کا تری رتھہ کا کلس نہین

فرقت مین اپنے حلق پہ خنجر تو پھیرتے
کیا قہر ہے کہ یہہ بھی ہمین دسترس نہین

کچھہ زندگی یہہ تلخ تھی اپنی کہ بعد قتل
بیٹھی ہی آکے خون پہ میری مگس نہین

ہردم ہے دل مین جو کمر یار کا خیال
یہہ رشتہ حیات ہی تار نفس نہین

۳۱۴

شیرین دہن کو چاہیے میٹھا ہی بولنا
**رونق** وہ نیشکر ہی نہین جسمین رس نہین

کچھہ عشق کرکے مرنے کی مجھکو ہوس نہین
لیکن مین اپنی دل سے ہون مجبور بس نہین

دو چار غیر تو ہین اگر آٹھہ دس نہین
کیونکر کہون کہ مجھکو وہ محفل قفس نہین

شاید کہ قیس نجد مین لیلی سے ملگیا
کچھہ دردناک شورش بانگ جرس نہین

لاکھون نحیف و زار ہین عاشق پڑے ہوئے
کوچہ مین اُس نگار کے یہہ خار و خس نہین

نازک یہہ ہین کہ خواب مین بوسہ اگر لئے
بے اختیار ہوکے کہا یون کہ بس نہین

مانگا جو بوسہ مینے تو کہنے لگا وہ شوخ
اس سے سوا کچھہ اور تو دل مین ہوس نہین

رونق کب ایسی یار سے مطلب برآئیگا

مانگو جو ایک بوسہ تو کہتا ہی دس نہین

تو ہو اور پاس تری شوخ فسونگر مین ہون
صفتِ سایہ جدا تجھسے نہ دم بھر مین ہون

عقل کہتی ہی کہ دنیا مین فزون تر مین ہون
بڑھکے کچھہ عقل سے کہتا ہی مقدر مین ہون

ہو نہین اسوقت سلیمان کہ سکندر مین ہون
زانوئی یار پہ اب رکھے ہوئی سر مین ہون

بعد مردن مجھے عریان ہی دباؤ تہ خاک
کیا کفن چاہیئے کب لائق چادر مین ہون

ناز سے کہنے لگے دیکھہ کے خورشید کو وہ
چرخ پر ہی یہہ حسین اور زمین پر مین ہون

در پہ اُسکے رہون اور چند عدو سرگرم ہین
کاش اُس شوخ کی دہلیز کا پتھر مین ہون

ناتوانی کی بدولت یہہ ہی رتبہ حاصل
کہ سلیمان کیطرح دوش ہوا پر مین ہون

ایک جانب کو نہین گوشۂ خاطر اپنا
صفحۂ دہر پہ ایک خطِ مدور مین ہون

صدمۂ ہجر سے اللہ ری بیتابیٔ دل
لوٹتا برق کی مانند زمین پر مین ہون

مونہہ لگاتا نہین کوئی بھی بھرا پھرتا ہون
ہائی میخانۂ عالم مین وہ ساغر مین ہون

فخر ہے افسرِ شاہان وفا کو مجھہ سے
رونق اس معدنِ ہستی مین وہ گوہر مین ہون

صدمۂ عشق اُٹھاتا جو یہہ دل پر مین ہون
کوئی فولاد کا پتلا ہون کہ پتھر مین ہون

لیکے بوسے تیری باتہون سے اڑا دیتا ہون
ہما ہر رنگِ حنا کے لئی شہپر مین ہون

حال میرا ہی سا ہوتا نہین کیون آسکا بہی
دیکھتا ہی وہ صنم آئینہ ششدر مین ہون

جو سیہ کار ہے دنیا مین وہ پیرو ہی مرا
ورقِ دہر پہ اک صورتِ مسطر مین ہون

بخشدی اپنی عنایت سی مجھے تو یارب
کہ خطادار گنہگار سراسر مین ہون

روز خورشید سے کہتا ہی مرا داغ جگر
آجکل آپ نہین نیرِ اکبر مین ہون

نہ وہ آتی ہین نہ کچھ نیند نہ موت آتی ہے
شب ہجران مین غضب مضطر و ششدر مین ہون

لطف سی رتبہ اعلی مجھے بخشا ورنہ
جو ہے ادنی وہی ای خالق اکبر مین ہون

گر نہین سایۂ دیوار کا اُسکی سودا
پھوڑتا کس لیئے دیوار سے پھر سر مین ہون

گو اٹھاتا نہین وہ بزم سے مجھکو لیکن
آنکھ مین اُسکی کھٹکتا تو مقرر مین ہون

قتل کر مجھکو مگر تیغ لگانا اُس دم
مونہہ سے جسوقت کہون اپنے ستمگر مین ہون

موت نے آکے وہین اُسکی خبر لی رونق
دیکھکر آئینہ سمجھا جو سکندر مین ہون

کانین اُس ستم آرا کے جو دو بالے ہین
کیا تعجب ہے کہ اک ماہ ہے دو ہالے ہین

دل کے ڈسنے کو مرے پیچ بہت ڈالے ہین
اُسکے گیسو نہین دو سانپ ہین دو کالے ہین

بزم مین مے پی پی بیٹھے ہین وہ متوالے ہین
بیقراری سے یہان آہ ہے اور نالے ہین

کسکی گرمی محبت نے دکھایا ہے اثر
دلنشین حرف لبون کے مرے تبخالے ہین

اُسکے باریک دوپٹہ کا جو چھایا ہے خیال
لوگ کہتے ہین کہ آنکھون مین تری جالے ہین

ادب عشق یہ ہے وحشت نوردی مین نظر
پانونکے بدلے پڑے سر پہ مرے چھالے ہین

اُسکی آنکھون کے جو ترکون نے قیامت کی ہے
رنج کی جا نہین معذور ہین متوالے ہین

ای پری حسن ہوا اُسکے ترا حلقہ بگوش
شاہد اس بات کے کانون کے ترے بالے ہین

کبھی سینہ مین کبھی دلمین کھٹکتے ہین مرے
نشتر تیر ہین یا سرمہ کے دنبالے ہین

روز محشر کا فرشتونکو گمان ہوتا ہے
آسمان پہ مرے جاتے جو کبھی نالے ہین

رونق اُسکی سی ادا اور حسینون مین کہان
گرچہ گوری ہین بہت اور بہت کالے ہین

عجب انداز تمنے سادگی کے کچھہ نکالے ہین
فقط کانون مین تنکے ہین نہ بندی ہین نہ بالی ہین

جگر زخمی ہی دلمین داغ ہین ہونٹون مین چہالی ہین
تپ فرقت مین اتبے پڑ رہی جینے کے لالے ہین

تجھہ گوری ہی اچھی ہین نہ اچھی جنس کالے ہین
خدا انسی بچائی دل کو جتنے جنوالے ہین

ٹہر جا او ایجان حزین سینہ مین کوئی دم
سنا ہی یہہ کہ وہ بہر عیادت آنیوالے ہین

کسی سی آنکھ ملتی ہی کسی پر تیغ چلتی ہے
تمہاری ناز و انداز اک زمانہ سی نرالے ہین

مژہ سی تا بدامن تار باندہا ہی سرشکون نے
غضب ہی کچھہ انہون نے دست و پا بیدست نکالی ہین

حسینان جہانکو تجھہ سی کیا نسبت کہ خالق نے
یدقدرت سی عضا سب تری سانچہ مین ڈہالی ہین

زمین و آسمان ہین صورت گہوارہ جنبش مین
خدا کا قہر ہی نازل کہ یہہ عاشق کے نالے ہین

نہین شمس و قمر لیکن زمان ہجر مین ترے
فلک نے ہوکے غصے مجھہ پہ دیدی نکالی ہین

حسین تہے گرچہ وہ طفلیمین اور کیا کچھہ قیامت تہے
جوانی مین مگر انداز آفت کے نکالے ہین

کہی کاکل مین کہہ گیسو مین دل الجھا دیا میرا
فلک نے سینکڑون بار سطرحکو پیچدارے ہین

تعجب ہی مجھے یہہ روز و شب ہی کسطرح یکجا
کہ عارض برق اسکے اور گیسو سانپ کالی ہین

| ۲۳۱ | شہاب ثاقب انکا ہی جہان مین نام ای رونق<br>شب فرقت شرر مین نے جو کچھہ دلسی نکالے ہین | |
|---|---|---|

پھٹے ہین اتنی ای دلبر گریبان آستین دامن
کہ ہین ہر خار کے سر پر گریبان آستین دامن

کئی رورو کے خونسی تر گریبان آستین دامن
بنی شکل گل احمر گریبان آستین دامن

غضب ہی شاق ہین دلبر گریبان آستین دامن
مجھے وحشت مین ہین خنجر گریبان آستین دامن

یہہ ہی شرط آسمان کے ساتھہ اب تجھکو ڈبو دونگا مین
نچوڑون ہو سحاب تر گریبان آستین دامن

مرا پیراہن صدپارہ بنجائے گل خندان
تمہاری دیکھکر دلبر گریبان آستین دامن

تری کوچے مین پڑے کرکے پیراہن کو کیون پھینکا
عدو کے ہوگئی رہبر گریبان آستین دامن

ہوا ہی موجدِ وحشت مرا دستِ جنون میرا
بنے ہین چاک کا مصدر گریبان آستین دامن

کشاکش سے وحشت کو ہی چشم تر کو آویزش
غضب مین ہین مری ہنگ گریبان آستین دامن

جگر پھٹتا ہی اپنے چاک پیراہن پہ کچھہ ورنہ
پھٹے دیکھے ہین یون اکثر گریبان آستین دامن

یقین ہی موم ہوجائی دل اسکا گرمئی غم سے
اگر دیکھے مری پتھر گریبان آستین دامن

گریبان آستین دامن سے میری وحشت اٹھتی ہی
وگرنہ پھٹتے ہین اکثر گریبان آستین دامن

یہہ لاغر ہون کہ ہی تارِ نگہہ بہی توڑنا مشکل
تعجب ہے پھٹے کیونکر گریبان آستین دامن

تپ غم سے ہمارا جسم لاغر ہو گیا آتش
بنے ہین صورتِ مجمر گریبان آستین دامن

جدہر دیکھو سفید و سرخ آتا ہی نظر صحرا
بنے ہین وحشت کا زیور گریبان آستین دامن

عدو جب سرخ رو ہو پیکے صہبا ہاتہہ سے اسکے
نہون تر خون سے یہان کیونکر گریبان آستین دامن

کچھہ ایسی پڑی ہی جوشِ وحشت نے اڑائی ہین
کہ اڑتے پھرتے ہین گھر گھر گریبان آستین دامن

فراقِ یار مین ہی جامۂ تن بھی مرا دشمن
بنے ہین دشنہ و خنجر گریبان آستین دامن

بہت پابند انسان کو برید قطع کرتی ہی
نہین رکھتی کوئی چادر گریبان آستین دامن

مجھے رہنے دی اپنے حال پر یہہ بہی ہی اک عالم
رفو کر تو نہ بخیہ گر گریبان آستین دامن

عجب پیراہن صد پارۂ خونین شفق ہی
کھلے ہین کچھہ مری تن پر گریبان آستین دامن

یہہ کس سرگشتہ کی ٹکڑے کیا ہی پیرہن رونق
کہ کہاتے پھرتے ہین چکر گریبان آستین دامن

جو آگے مری دیدۂ خونبار کو دیکھین
دیکھین تجھے اور مصلحتِ کار کو دیکھین

پھر آنکھہ اٹھا کر نہ وہ گلزار کو دیکھین
گر حضرتِ عیسی ترے بیمار کو دیکھین

نظارۂ رخ ہمین نہ لبِ یار کو دیکھین
ہم نور کے ہوتے ہوئے کیا نار کو دیکھین

عالم مین نکچھہ کثرتِ انوار کو دیکھین
پردہ مین نظرباز رخ یار کو دیکھین

حیرت سے مری دیکھنے کو دیکھتے ہین کیا
دیکھین تو وہ اپنے لب و رخسار کو دیکھین

رہنے دین مجھے گرم فغان کو چمین اپنے
اپنی ہی وہ کچھہ گرمئ بازار کو دیکھین

وہ جلوہ نما ہے مگر آتا ہے نظر کب
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین

پیغامبر آتا ہے نہ آتی ہے صبا یہان
بیٹھے ہوئے کب تک در و دیوار کو دیکھین

وہ اُس سے زیادہ ہی تو یہہ اُس سے زیادہ
گفتار سنین اُسکی کہ رفتار کو دیکھین

دشمن ہی نہین واقفِ ذوقِ دمِ برش
ہم ہی تو ذرا آپ کی تلوار کو دیکھین

کب دیکھہ سکین مجھکو وہ افتادہ سرِ بزم
در پر جو پڑا سینکڑون اغیار کو دیکھین

اغیار بہت کچھہ ہین دمِ سرد پہ سرگرم
ہم ہی تو ذرا آہِ شرربار کو دیکھین

ڈر سنگدل اتنے کہ غضب ہین مری نالے
پتھر کو دیکھین نہ یہہ دیوار کو دیکھین

ہو سبکو یقین پنجۂ خور مین سے یہہ نو
جب ہاتھہ مین عریان تری تلوار کو دیکھین

ہین زلف و رخ ای شوخ ترے قاتلِ عالم
کافر ہی کو دیکھین نہ یہہ دیندار کو دیکھین

حسن رخِ گلرنگ پہ حیرت ہو نہ کیا کیا
میری وہ اگر زردئ رخسار کو دیکھین

بیدار ہمیشہ رہین عشاق کے طالع
گر خواب مین اُس آئینہ رخسار کو دیکھین

رونق یہہ دعا ہی کہ جو محشر مین ہم آئین
اول قدمِ احمدِ مختار کو دیکھین

۲۲۳

نگاہِ ناز کو تیری قضا کا تیر کہتے ہین
تری ابروئی پر خم مین جنھین شمشیر کہتے ہین

مری نالہ سے تنگ آکر اگر آئی تو کیا آئی
وہ خود دوڑی چلے آئین اسی تاثیر کہتے ہین

زبانِ حال سے کہتی ہے ذلت کوئے جاناں کی ۔ کہ عزت بھی مجھے اور مجھ ہی کو توقیر کہتے ہین

وہ ابرو خواب مین دیکھے ہین شاید قتل ہونگے ہم ۔ کچھ اپنے خواب کی ہم آپ ہی تعبیر کہتے ہین

جو عاشق دیکھتے ہین خشت و خاکِ کوئے جاناں کو ۔ تو کہتے ہین اسی سونا اسی اکسیر کہتے ہین

اسے حیلہ سے لائے دوست یان ہم مرگئے لیکن ۔ اسے تدبیر کہتے ہین اسی تقدیر کہتے ہین

ہوا ہے جب سے سودا دل مین اُس زلفِ مسلسل کا ۔ ہماری پانون مین سب ڈالنے زنجیر کہتے ہین

بھلا اتنا تو مین پوچھون کہ تمنے کیون لکھا عاشق ۔ ملین گر وہ کہ جنکو کاتبِ تقدیر کہتے ہین

نہ جانا جبہ و دستار پر زہاد کی رونق ۔ کہ اس پوشاک کو ہم جامۂ تزویر کہتے ہین

بات پر میری التفات نہین ۔ اے ستمگار کچھ یہ بات نہین

دن کو ہان کہدیا تو رات نہین ۔ آپ کی بات کو ثبات نہین

ہجر مین دن تو کٹ ہی جاتا ہے ۔ نہین کٹتی تو ایک رات نہین

ہر گھڑی کیون زبان پہ لاتے ہو ۔ نام دشمن ہے اسم ذات نہین

ہے شرر ریز آہ گرم مری ۔ شبِ غم ہے شبِ برات نہین

ذکر اللہ سے جو ہے خالی ۔ وہ نفس داخل حیات نہین

کیون نہ اغلاق سے بری ہو کلام ۔ شعر لکھے ہین کچھ لغات نہین

کیون ہراسان ہون مین مشکل ۔ کیا وہ حلّال مشکلات نہین

ہم تو سجدہ بتون کو بھی کرتے ۔ انمین حق کی گر صفات نہین

ایک بوسہ کی عرض پر رونق ۔ کہہ گیا یار پانچ سات نہین

دی نہ مشاطہ سر زلف کو جھٹکے لاکھون
اسمین دل چاہنے والونکی ہین اٹکے لاکھون

مثل خورشید نکل آ کہین گھر سے اپنے
نہ نکلنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون

زلف و کاکل کا ترے اک اک زمانہ ہے اسیر
عاشق زار ہر اک تیری ہین لٹ کی لاکھون

اس چمن زار مین کیا خاک گذر ہو صیاد
ایک بلبل ہے اور اسکے لئے کھٹکے لاکھون

چین سے کیونکہ بسر کیجئے اوقات اپنی
خار مژگان کے مرے دل مین ہین کھٹکے لاکھون

منزل عشق کا مشکل ہے بہت طے کرنا
حضرت خضر سے اس راہ مین بھٹکے لاکھون

نہ کھلا پر نہ کھلا ہاے مرا غنچۂ دل
غنچے ہر چند ہر اک باغ مین چٹکے لاکھون

وہ زبردست ہے یہہ عشق ستمگر جسنے
پہلوان رستم و سہراب سے پٹکے لاکھون

دل صد چاک ہمارا نہ گرا ای رونق
گرچہ زلفون کے دئے یار نے جھٹکے لاکھون

وہ بے حجاب اگر ہو کے قصد بام کرین
تو ترکے چرخ سے شمس و قمر سلام کرین

مرون تو دوست مرے سب یہ اہتمام کرین
کہ میری قبر پہ کندہ کسیکا نام کرین

وہ اور ہم سے سر بزم کچھہ کلام کرین
کلام کرکے عبث ترک ننگ و نام کرین

اُٹھا لیا ہے بلا کا نے عرش تو لیکن
جو بار عشق اُٹھالین تو ہم سلام کرین

ہنوز یہ آکے یہہ کہتا ہے مجھہ سے دم میرا
وہ جب تک آئین یہان ہم یہین مقام کرین

نہ بولنے کی شکایت ہمین کچھہ اُن سے نہین
دیا ہے اُن کو دہن حق نے تو کلام کرین

ابھی جہان مین بپا حشر دیکھے واعظ
وہ پانو ناز سے کچھہ بھی اگر خرام کرین

جب اپنی آنکھہ ذرا بند کی ملے اُس سے
اگر وہ دور ہو تو نامہ و پیام کرین

نظر پڑا ہے مہ عیدی سے ای ساقی
پیالہ بھر دے کہ ہم رخصت صیام کرین

یقین ہے کہ کبھی عمر بھر نہ آئینگے وہ
وفائے وعدہ مین ہر چند صبح و شام کرین

بہت ہی خونجگر رونق اپنے پینے کو
دراز دستِ طلب کیا برای جام کرین

شوخی جھلک رہی ہے تن ستنک حور مین
گویا شراب تند ہے جام بلور مین

ہم یہہ نحیف ہین کہ اگر اُڑ کے جا پڑین
کھٹکین نہ مثل باد کبھی چشم مور مین

اُٹھتے ہین کوئی خواب گران عدم سے ہم
اُسکی ہی گر صدا نہوئی بانگ صور مین

یہ کہنا قدم محال ہے کوچہ مین عشق کے
گرنا ہے جان بوجھ کے جلتے تنور مین

کچھ اعتبار ہمکو ترے قول کا نہین
ہو راست وہ ہی امر کہ آئے ظہور مین

نزدیک ہون کہ دور گر سامنے تو ہون
کچھ گفتگو نہین مجھے نزدیک و دور مین

یہانتک ہوا ہون عشق مین اُسکے نحیف و زار
اپنا مکان ہے نقش کف پائے مور مین

ناکام ذوقِ عشق مین زاہد ہے اس قدر
جتنا ہے فرق طاعت و فسق و فجور مین

آرام زندگی سے زیادہ ہے بعد مرگ
کیا سو رہے ہین چین سے مردے قبور مین

اُسکی صدا سے کیونکہ قیامت بپا نہو
نالے بھرے ہوتے ہین مرے نفخ صور مین

ہو جائے وہ بھی سرد دم سرد سے مرے
گر مجھکو ڈالدے کوئی جلتے تنور مین

رونق اُسیکے حسن سے روشن ہے بزم دل
جلوے اُسیکے حسن کے ہین شمع طور مین

غیر پر ہے لطف اور مجھ پہ ستم کرتی نہین
پانون پر رکھتا ہون تو بھی سر قلم کرتے نہین

راتدن مین عشقِ حق اِیکدم کرتے نہین
جو کہ لازم ہے ہمین کرنا وہ ہم کرتے نہین

غم کسیکا جب لپٹ ہی جای تو ہم کیا کرین
خود بخود اول کسی سے ربط ہم کرتے نہین

وہ نہ دیکھینگے نہ یہان لکھنے کی قدرت ہاتھہ مین
اسلئے ہم حال دل اپنا رقم کرتے نہین

سب غلط کہتے ہین تم کہنے کو آہو چشم ہو
ہم سے رم کرتے ہو اور اعدا سے رم کرتی نہین

ہوگیا محراب ابرو سے اشارہ قتل کا
کسطرح ہم گردن تسلیم خم کرتے نہین

میرے دل کی عدو لون کا خون کیون کرتا ہے تو
ای ستمگر صید آہوئی حرم کرتے نہین

ہوگئے ہو خار کی مانند لاغر عشق مین
حال دل اپنا اسی رونق رقم کرتی نہین

بلند آہ کے جب شراری ہوئے ہین
فلک پر وہ جا کر ستاری ہوئی ہین

مری داغ دل کے جو اُتری ہین پہائے
وہی آسمان پر ستاری ہوئی ہین

لگایا نہین سرمہ آنکھون مین اُسنے
یہہ طیار خنجر دودہاری ہوئی ہین

منور ہے جس نور سے خانۂ دل
اُسی سے یہہ روشن ستاری ہوئی ہین

عبث گلرخون سے امید وفا ہے
کوئی تو کہے یہہ ہماری ہوئے ہین

وہ کہتے ہین ہنس ہنسکے یہہ ہمدمو لسی
کہ رونق بہی عاشق ہماری ہوئی ہین

یار کیا مجھکو سناتے ہین کہ وہ آتے ہین
یونہین باتین یہہ بناتے ہین کہ وہ آتی ہین

ای اجل چاہئے وقفہ کو نیدم آنے مین
لوگ کہتے ہوئے آتے ہین کہ وہ آتے ہین

سامنے جب کبہی آتی ہے بلائی شب غم
ہم اُسے کہکے ڈراتے ہین کہ وہ آتی ہین

دیکھنا ہے تری تاثیر کو اے جذبۂ دل
گہر ہمین اپنے بلاتے ہین کہ وہ آتی ہین

دیکھئے کیا ہو کہ وہ روٹھہ گئے ہین ہم سے
ہم اُنہین جا کے مناتے ہین کہ وہ آتی ہین

ہجر مین ضعف سی جب غش مجھے آجاتا ہے
سب یہہ کہہ کہکے اُٹھاتے ہین کہ وہ آتی ہین

وہ کب آتے ہین مگر دوست یونہین دل میرا
روز کہہ کہکے جلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

جب وہ جاتے ہین گلستانکو تو سب غنچہ و گل
دہوم ہنس ہنسکے مچاتے ہین کہ وہ آتی ہین

وہ بہی آنیکو ہین یہان اور ملک الموت بہی ہائے
دیکہئے پہلے وہ آتے ہین کہ وہ آتی ہین

ہجر جانان مین بہڑکتی ہے تو یہہ کہکر ہم
آتش دل کو بجہاتے ہین کہ وہ آتے ہین

مجمع حشر مین آمد ہی یہہ کسکی رونق
سب جو اٹہہ اٹہہ کے بتاتی ہین کہ وہ آتی ہین

جدائی مین تری یہ دن جو ہین جان جہان ساتون
ہماری واسطے دوزخ بنے ہین بیگمان ساتون

یہہ خاص و عام مین مشہور ہین جو آسمان ساتون
کسیکی منظر عالی کے ہین یہہ نردبان ساتون

رقیب و بخت و یار و نفس و چرخ و عالم و دربان
یہہ ساتارون ہین میری لئی اور نجستان ساتون

تری وحشی کو جکڑا سات بند آہنی مین تہا
بہار آتی ہی اک جہٹکے مین توڑی بیڑیان ساتون

جہانمین لوگ اکثر ہفت قلزم جسکو کہتے ہین
مری اشکونکی قطرہ ہین ہوئی ہین یون عیان ساتون

غم و درد و الم رنج و بکاؤ نالہ و گریہ
رہی ہمراہ فرقت مین ہماری ہمزبان ساتون

دعائی ہفت ہیکل روز دم کرتا ہون پڑہ پڑہکر
کہ تا ہر دم رہین اس مہ جبین کے حرز جان ساتون

گڑا ہون یہہ زمین مین خجلت اعمال سے اپنی
کہ ہین میرے لئی ساتون زمین اب آسمان ساتون

ہماری قتل کو ہر وقت قاتل لیس رکہتا ہی
چہری خنجر تبر تیغ و کمان گرز و سنان ساتون

عطارد مشتری مریخ و مہر و مہ زحل زہرہ
کسیکی دید کو ہین صرف گردش ہر زمان ساتون

مہ و مہر و گل و نسرین و نور و نار و آئینہ
خجل ہین حسن سے تیری یہ اے جان جہان ساتون

جو سوچو تو اسیکے خاص ہین یہ مکان ہین یہہ
زمین و آسمان و چار سمت و لامکان ساتون

کسیکے سایۂ دیوار سے بہتر نہ سمجہون گا
اگر بخشے خدا مجہکو زمین و آسمان ساتون

خیال روی رنگین میں یہ کسکے رو رہا ہوں میں / کہ میری پردہ ہای چشم میں یوں خونچکاں ساتوں

اگر نالہ کروں اُس مہ لقا کے درد فرقت سے / تو پھٹ جائیں ابھی نہ آسمان مثل کتان ساتوں

مسخر ہیں لب و خال و خط و رخسار جاناں کے / حلب چین مصر و زنگ و ری خطا ہندوستان ساتوں

ظفر ناسخ اسد ممنون و مومن ذوق اور رونق
ہوئی ہیں کشور ہندوستان میں خوش زباں ساتوں

الفت کے غم و رنج و الم دیکھہ چکے ہیں / جو کوئی نہ دیکھے اُسے ہم دیکھہ چکے ہیں

ہوتے ہوئے سر اُس سے قلم دیکھہ چکے ہیں / قاتل تری شمشیر کا دم دیکھہ چکے ہیں

تیرے چمن حسن سے ہرگز نہیں بہتر / ہم خواب میں گلزار ارم دیکھہ چکے ہیں

محفل میں چلے آئے ہیں گستاخ مگر کب / جب آپ کے ہم لطف و کرم دیکھہ چکے ہیں

اُس ابروئی خمدار سے تشبیہ نہ دیں گے / ہم تیغ و کمان کے خم و چم دیکھہ چکے ہیں

ہم بھی کوئی آفت ہیں کہ پھر بھی طلب وصل / فرقت کے ابھی رنج و الم دیکھہ چکے ہیں

کیا شک ہی کہ مرنے پہ بھی وہ ہاتھہ ہی ہے ہے / سو بار مرے سینہ میں دم دیکھہ چکے ہیں

دشمن کو بھی اللہ کسیکے نہ دکھائے / جو جو ہم ان آنکھوں سے ستم دیکھہ چکے ہیں

پھر جب کبھی دیکھا تو وہ اور بزم عدو ہے / سو بار اُسے دیکے قسم دیکھہ چکے ہیں

سچ ہی کہ برے وقت میں آتا نہیں کوئی / سب دوست و احباب کو ہم دیکھہ چکے ہیں

صورت تری اب ہمکو نہ اللہ دکھائے / ہم خوب تجھے ای شب غم دیکھہ چکے ہیں

ہوتا ہے وہی جو کہ مقدر میں لکھا ہے / اس سے نہ زیادہ ہو نہ کم دیکھہ چکے ہیں

جب حکم ہوا گردن تسلیم جھکا دی / ہمکو وہ نہ تیغ دو دم دیکھہ چکے ہیں

رونق تو نرا اسکو حسینوں ہی پچانا

پہلو مین تری دل کی رقم دیکھہ چکے ہین

اپنے دل پر داغ کو ہم دیکھہ رہے ہین<br>
گھر مین چمن باغ ارم دیکھہ رہے ہین

حسرت سے طرف چرخ کے ہم دیکھہ رہی ہین<br>
جو جو یہہ دکھاتا ہے ستم دیکھہ رہے ہین

کیا کیا دہن یار کو ہم دیکھہ رہے ہین<br>
حیرت ہے کہ ہستی مین عدم دیکھہ رہی ہین

کیا لطفِ شبِ وصلِ صنم دیکھہ رہے ہین<br>
ہی خواب کہ ایک رنگ مین ہم دیکھہ رہی ہین

سر ہوتے ہوئی اس سے قلم دیکھہ رہی ہین<br>
جوہر تری شمشیر کے ہم دیکھہ رہے ہین

ہر داغ مین جلوہ نظر آتا ہے کسیکا<br>
خورشید شبِ تار مین ہم دیکھہ رہے ہین

کیا کہتے ہو ہی کون فلک جسکو جلائین<br>
ہم آہ شرر بار کا دم دیکھہ رہے ہین

ہی وصل مگر دل کو ہی فرقت کا تصور<br>
شادی مین بہی ہم صورتِ غم دیکھہ رہی ہین

نظارۂ پروین سبب عقدۂ دل ہے<br>
انجم یہہ اُسے ہو کے بہم دیکھہ رہے ہین

آجائی نہ اشک آنکہون مین زنہار خبردار<br>
وہ بہی تجہے ای خستۂ غم دیکھہ رہے ہین

کیا وسعتِ رحمت ہے کہ ہمسے بہی گنہگار<br>
سوئی نظرِ لطف و کرم دیکھہ رہے ہین

دیکہو تو ہم اپنے دل نادان کی بدولت<br>
کیا کیا قلق و رنج و الم دیکھہ رہے ہین

دنگل مین محبت کے اُترتا نہین کوئی<br>
ہم چار طرف ٹہوک کے خم دیکھہ رہے ہین

کس رنگ مین ایسا ہی کوئی بت کہ سوئی دیر<br>
حسرت سے غزالانِ حرم دیکھہ رہے ہین

شاید وہ مہ نو کی طرح جلوہ نما ہو<br>
لاکہون طرفِ کوئی صنم دیکھہ رہے ہین

میری لئے کافی ہی بس ایک جنبش ابرو<br>
کیون قتل کو وہ تیغ دو دم دیکھہ رہی ہین

کیا عمر ہے کیا شغل ہی ہشیار ہو رونق<br>
کچھہ غم نہین غافل تجہے ہم دیکھہ رہے ہین

یہہ کسکے خون کفک کا ہی داغ کانٹی مین — کہ روشنی ہی بہ رنگ چراغ کانٹی مین
وہ جسم زار مین دیکھے ذرا دل پر داغ — اگر کسینے نہ دیکھا ہو باغ کانٹے مین
دلا بجا کہ وہان قصد صید ماہی ہے — کہین لگا دے نہ وہ بد دماغ کانٹی مین
فراخ دل کو کسی سے ذرا نہین اُلجھاؤ — نہ الجھے دیکھہ لو ذرا ان راغ کانٹے مین
جو کل مین جزو سمجھتے ہین اور جزو مین کل — وہ دیکھین باغ مین کانٹی کو باغ کانٹی مین
وہ تیرہ بخت ہون جاؤن جو صید ماہی کو — پہنسے سمک کی جگہہ آکے زاغ کانٹی مین
عجب نہین ہے ذرا انقلاب دنیا سے — پہنسے جو کپے مین ماہی کلاغ کانٹی مین
کسیکے عشق مژہ مین جو گم ہوا تہا دل — ملا ہے آج کچھہ اُسکا سراغ کانٹے مین
مرینگے عشق مژہ مین اگر تو اپنی روح — رہیگی جسم سے پاکر فراغ کانٹے مین
نظر مین یار نے تولا ہرا دل روشن — ملا ہے یہہ گہر شب چراغ کانٹے مین
یہہ دل مین ہی کہ کسی روز تجھکو اور گل کو — ضرور تولئیے ای رشک باغ کانٹے مین

کہین گے ہم تو سخن سنج اُسکو ای رونق
کہ باندہ لائے یہہ برجستہ باغ کانٹی مین

عشق سے اپنے کار رکہتا ہون — سب اسی پر مدار رکہتا ہون
پہر مجھے کام کیا دو عالم سے — آپ سا جب کہ یار رکہتا ہون
کہہ رہے ہو بہلا برا کس کو — دل پہ مین اختیار رکہتا ہون
چشم خود بین تو مین نہین رکہتا — دیدۂ اشکبار رکہتا ہون
آسمان و زمین مین جو سمائے — دل مین اتنا غبار رکہتا ہون
شوق دیکھو کہ اُسکے پانو پہ سر — دم بدم بار بار رکہتا ہون

نام کے واسطے گریبان مین
مین فقط ایک تار رکھتا ہون

اپنے زخم دل و جگر کے لیئے
جیب مین چند تار رکھتا ہون

برق رکھتا ہون اپنی سینہ مین
کہ دلِ بے قرار رکھتا ہون

دل کو کیا پوچھتے ہو ہو کہ نہین
جان بہی مستعار رکھتا ہون

اس طرف بہی نگاہ کیجے گا
دلِ امیدوار رکھتا ہون

گل کہلے ایک سوزِ غم سے یہ کچھہ
داغ دل مین ہزار رکھتا ہون

جہک کے ملتا ہون سب حسینون سے
یہی اپنا شعار رکھتا ہون

مین بہی کیا ہون کہ اُس ستمگر سے
شوقِ بوس و کنار رکھتا ہون

غم نہین چہوڑتا کہین مجھکو
ساتہہ خدمت گذار رکھتا ہون

آج جانا ہے میکدہ مین مجہے
سر سے شملہ اُتار رکھتا ہون

دل امیدوار سینہ مین
بے خطا شرمسار رکھتا ہون

چاہیے دل بہی ہون مری رومین
حسرتین بے شمار رکھتا ہون

موت کا ڈر نہین ستم ہی کہ مین
یار غفلت شعار رکھتا ہون

وعدہ سچا سہی مگر رونق
عمر ناپائدار رکھتا ہون

۲۱۳۶

ہمین سنائی جو آئے مہربان سونہہ مین
یہان جواب کو رکہتے نہین زبان منہ مین

جو عرضِ وصل پہ ہو جنبش زبان منہ مین
تمام جسم کی آجائی کہنچ کے جان منہ مین

نگاہ سی ہے کدورت عیان خموش ہی کیون
نہ دل کی بات چھپائی وہ بدگمان سونہہ مین

جگر و نیم سخنہائے سخت و تند سی ہے
تری زبان بہی ہی ایک سیف دوزبان منہ مین

عجب ہی وہ دُرِ دندان ہین برقِ خرمنِ دل
کہ وقت خندہ چمکتے ہین برق سان مونہہ مین

سوالِ وصل مین پاسِ ادب سے ہین لب بند
تڑپ رہی ہے غضب حسرت نہان مونہہ مین

جو دیکھہ پائے موذن دمِ اذان اُسکو
یہہ مضطرب ہو کہ مونہہ کی رہے اذان مونہہ مین

کلام اُن سے جو سنتا ہے قتل ہوتا ہے
عوض زبان کے ہے وہان تیغ اصفہان مونہہ مین

نہ کیونکہ لطفِ شبِ وصلِ یار آئے یاد
کرلی ہے شمع کی گلگیر نے زبان مونہہ مین

تمام کارِ جہان کے زبان پہ ہین موقوف
جو سوچیے تو یہہ ہے گنج شایگان مونہہ مین

کبھی نہ حرص سے ہو پر دہانِ آز حریص
لحد کی خاک بہری تانہ اسمان مونہہ مین

سخن کی قدر ہے اتنی کہ بعد قطعِ حیات
عوض گہر کے بہری خاکِ آسمان مونہہ مین

یہی دعا ہے الٰہی کہ نامِ پاک ترا
زبان پہ ورد رہے تا رہے زبان مونہہ مین

۲۳۷

ثباتِ لذتِ دنیا کو ہے کہان رونق
کسیکے دانت رہے ہین جاودان مونہہ مین

غیر سے اور تمہاری باتین
یہہ مقدر کی ہین ساری باتین

دلمین ہین نقش تمہاری باتین
ہین وہی غیر سے ساری باتین

نشہ سان دلپہ ہین ساری باتین
ہائے مستی مین تمہاری باتین

تم سنو دل سے ہماری باتین
ہو گئین شکر گذاری باتین

وعدہ اور وصل کا اذکر وفا
تم غلط اور تمہاری باتین

کچھہ دمِ گریہ سبکے جاتا ہون
صفتِ اشک ہین جاری باتین

رشکِ اغیار سے تنگ آؤگے تم
رہتی ہین رہیت تمہاری باتین

کیا کہا بات کبھی پوچھتے ہو
خیر سنتا ہون تمہاری باتین

حشر کو پوچھتے ہین کیا ہوگا
ہین قیامت ہی کی ساری باتین

جس سے اک روز قیامت ہوگی
ہین ہماری کہ تمہاری باتین

تمکو کہہ کہکے بنایا خود بین
ہمکو ہین قہر ہماری باتین

دل مین میری تری مژگان کیطرح
جان بنکر ہوئین ساری باتین

کچھہ ہو زخمون پہ نمک پاشی ہی
ہون دم سینہ فگاری باتین

خامشی عین جفا کاری ہے
اور بیداد شعاری باتین

وحشت آور ہین فسانے دل کے
کہئے دشمن سے ہماری باتین

کارگر ہے وہ نگہہ کب اتنی
کر ہے سینہ فگاری باتین

تیغ و بازو کو عبث دو تکلیف
کر گئین کارگزاری باتین

مجھہ سے کہتی ہے پتہ کی کیا کیا
آپ کی بادہ گساری باتین

گریۂ ابر و شکر خند سحر
ہین تری فصل بہاری باتین

چاک کس کس کے گریبان ہونگے
کہدے ای باد بہاری باتین

جز خموشی نہین کچھہ شغل فراق
ہین یونہین روز شماری باتین

گفتگو ہی کبھی وقت فرصت
اب تو ہین گریہ و زاری باتین

ہوگئی گرم نوا سنجئ شوق
لوگ سن سنکے تمہاری باتین

خود اُٹھا بزم سے طعنے نہ اُٹھے
مجھہ سے کچھہ بڑھکے ہین بھاری باتین

مونہہ لگائین تو ہمین صورت نے
پھر سنے کون ہماری باتین

وہ اسی وجہہ سے چپ بیٹھے ہین
لب نازک پہ ہین بھاری باتین

مرگ عشاق ہین سب کام اُنکے
ہی نگہہ تیر کٹاری باتین

تمکو اور مجھہ سے محبت توبہ
ربط اغیار سے نفرت ہم سے

ہین یہہ کہنے ہی کی ساری باتین
تمکو زیبا ہین تمہاری باتین

شبکو خلوت مین کسی سے رونق
سب سنی ہمنے تمہاری باتین

ہم ہی کیا شی ہین کہ طاقت تو دل وجا مین نہین
اور طلبگار ہین اُسکے کہ وہ ہمکا مین نہین

ہان دوا زخم جگر کی نہین امکان مین نہین
وہ نمک چاہیئے اُسکو کہ نمکدان مین نہین

وہ یہان دلمین نہین اپنی شبستا نمین نہین
رشک سے جان ذرا بھی تن بیجا نمین نہین

تجھہ مین جو حسن ہی وہ عالم امکا نمین نہین
ماہِ تابا نمین نہین مہر درخشا نمین نہین

ہی اسیری مین بہت مطلب رنگین یہ نظر
ہون تماشا گہ فردوس مین زندا نمین نہین

دستِ وحشت کو اب الجھا او رہا جان کے ساتھہ
حال دامن مین نہین تار گریبان مین نہین

لطفِ وحشت مژہ اشک فشان نے کہویا
خاک بہی اب تو اُڑا نیکو بیابان مین نہین

ہجر اور سیر چمن دل کی تسلی کے لئے
ہی وہ تکلیف کہ جو خانۂ زندا نمین نہین

خاک چل پہر کے اُٹہائینگے مزی وحشت کے
آبلے پا مین نہین خار بیابان مین نہین

اسمین ہی بحث کہ کیون لی سبب الجہی مجھہ سے
گفتگو بر ہمی زلف پریشان مین نہین

شمع کے نور مین اندہیر نظر آتا ہے
اور کچھہ بہی نظر آتا شب ہجران مین نہین

جسقدر ضبط کرون شورش دل اور بڑہے
دلمین سو چاک ہین گر چاک گریبا نمین نہین

ہی یہی دہیان کہ ثابت نہ کوئی جز رہجائے
نظر الجہی ہوئی کب تار گریبا نمین نہین

ہم ہی کیا ہین کہ یہی دامن وچشم تر ہے
اور بہر فرط خجالت سے گریبا نمین نہین

یون کہین آنکہہ پڑہی دل ہی وہی حق کیطرف
فرق کہنے مین تو آیا مگر ایمان مین نہین

کیا مزا ہی کہ مری فکر مین ہین دشمن و دوست
کہئے کس مونہہ سی کہ لذت غم پنہان مین نہین

بٹ گیا مثل ادا پہر شکن گیسو کو
دل کو دیکہا تو پتا زلف پریشانہین نہین

جو اذیت ہے رہ یار مین ہے مجہکو عزیز
جو مری دل مین ہین وہ خار بیابانہین نہین

حوصلہ مین ہے مری ایک جہانکی وسعت
بیٹہہ رہنے کی کوئی جائے بیابانہین نہین

قتل عاشق کی ادا شیوۂ جان بخشئی غیر
کونسی بات تمہاری لب خندانہین نہین

جل گیا آتش غمہائی نہان سے سب کچہہ
اب تری یاد ہی اور کچہہ دل ویرانہین نہین

نہ کمر ہے نہ دہن ہے مگر ایک چیز ہو تم
ہو وہ انسان ایسا کوئی انسانہین نہین

جسطرح ہو کہین مرکے عدم تک پہنچے
جان اتنی بہی تری عاشق بیجانہین نہین

گل کہلاتا ہے نئے دیدۂ خونابہ فشان
پہول کیا باغ ارم کے مری دامانہین نہین

ہائی کس عیش مین دن غیر کے کٹتے ہونگی
چین اکدم بہی تو مجہکو شب ہجران مین نہین

پڑگئی غیر کے ہاتہون مری قسمت مین کہین
اب وہ اگلی سی گرہ گیسوئی پیچانہین نہین

جان دی عشق مین کوئی تو کوئی کیون بگڑی
آپکے نفع مین ہون غیر کے نقصانہین نہین

اک نہین ہی تو ادا غیر کی دلسوزی کی
ورنہ کیا تہر تری جنبش مژگان مین نہین

ہی خموشی سی تمہاری لب جان بخش پہ حرف
گفتگو مجہہ کو صفائے دُر دندانہین نہین

آس نگہہ مین کہ پڑی غیر پہ دل سے مری پوچہہ
وہ خلش ہی کہ تری تیر کے پیکانہین نہین

جنس نایاب ملی ہے شب وصلت مجہکو
کہین قسمت اغیار گرانجانہین نہین

پیچ و تاب دل عاشق کی فزونی کو نہ پوچہہ
اتنے الجہاؤ تری کاکل پیچان مین نہین

۲۴۹

داغہائے دل رونق کی بہارین دیکہو
جو تماشے ہین جہان کے وہ گلستانہین نہین

بزم مین حالِ دلِ بیمار ہم کیونکر کہین — راز مخفی ہے سرِ بازار ہم کیونکر کہین

پہر دوبارہ اُنسے حالِ زار ہم کیونکر کہین — کہدیا اک بار سو سو بار ہم کیونکر کہین

کیون ہوئی دشمن ہماری یار ہم کیونکر کہین — آپ سن لیگا تو اے دلدار ہم کیونکر کہین

وہ فروزان آپ ہی ہیہہ دلفروز و جانفزا — چاند سے ہین آپکے رخسار ہم کیونکر کہین

پیش چشم آئینہ سان حالِ دلِ عشاق ہے — اس سے کہتے ہین کہین اغیار ہم کیونکر کہین

سوا واسے دل کو چہینا جان عیاری سے لی — ہی تو وہ عیار پر عیار ہم کیونکر کہین

جہانکنا پردے سے انکار روز شب اچہا نہین — ہم تو ٹہیرے طالبِ دیدار ہم کیونکر کہین

غیر پر گرتے ہو اپنی کچہہ نہین تمکو سنبہال — بیخود و بدمست ہو ہشیار ہم کیونکر کہین

کوئی اُسکی نرگسِ بیمار سے ایمن نہین — ہی دل آزار جہان بیمار ہم کیونکر کہین

سینکڑونمین ایک بہی وعدہ وفا ہوتا نہین — آپ کو پہر صادق الاقرار ہم کیونکر کہین

شرع مین محو تماشا ہون تو فرماتے ہین وہ — یہہ تو اچہا ہے اسی بیمار ہم کیونکر کہین

دل تو کیا امیدِ دل مثلِ رگِ جان قطع کی — وہ نگہہ کچہہ اور ہے تلوار ہم کیونکر کہین

حسرتین دنیا کی دل مین اور زبان پر ذکر حق — زاہد سالوس کو دیندار ہم کیونکر کہین

دل ہی مین رہتا ہے پیوستہ سویدا کیطرح — پہر کسیکے تیر کا سوفار ہم کیونکر کہین

کوئی صورت کامیابی کی نظر آتی نہین — آئینہ ہے آپکا رخسار ہم کیونکر کہین

پارۂ آہن ہے وہ یہ موج آب و رنگ حسن — ابروی دلدار کو تلوار ہم کیونکر کہین

چشم گریان کی نہ کام آئی نہ پہر خار زار — زخم دل کو زخم دامن دار ہم کیونکر کہین

دردِ دل کیونکر سنین وہ ہین بہت نازک دماغ — حرفِ غم ہے قصۂ بسیار ہم کیونکر کہین

ایک ہی رشتہ ہے دونو مین جو دیکہین غور سے — سبحہ ہم کیونکر کہین زنار ہم کیونکر کہین

جو نہ دامن مین کبھی الجھا نہ بیٹھا پانو مین
کہیے اُس بیکار کو پھر خار ہم کیونکر کہین

جو یہان دل پر گذرتی ہی خدا آگاہ ہے
تجھہ سے لیکن ای بتِ عیار ہم کیونکر کہین

سایۂ لطف خدا ہے سایۂ دیوار یار
رونق اسکو سایۂ دیوار ہم کیونکر کہین

پھرا سے چھوڑ کے جاتے ہین تم بیزار کہین
ہاتھہ تو آئے ترا سایۂ دیوار کہین

وعدۂ وصل کہین وصل سی انکار کہین
آپ سا ہمنے نہ دیکھا کوئی عیار کہین

خاک اڑاتے ہی پھری ہم چمن و صحرا مین
آسمان نے نہ رکھا چین سے زنہار کہین

آج اس رنگ سے مقتل مین پڑی ہین کشتے
دو کہین تین کہین پانچ کہین چار کہین

سرِ سودا زدہ کو پھوڑئے کیونکر یارب
دشتِ غربت مین نہین ہین در و دیوار کہین

دیکھنے سے تری زاہد کی یہہ حالت بگڑی
خود کہین سبحہ کہین جبہ و دستار کہین

آسمان ہجر مین خود سر پہ مرا ٹوٹ پڑا
مین یہہ سمجھا کہ گری شہر کی دیوار کہین

ہم نکل آئینگے زندان سے بہار آنی دو
روک سکتے ہین جنون مین در و دیوار کہین

نہ تو ہے اور نہوا اور نہو گا تجھہ سا
فتنہ پرداز کہین شوخ جفاکار کہین

دل کو سمجھے تھے ہم اپنا سو وہ دشمن نکلا
نہ ملا پر نہ ملا یار وفادار کہین

عشق ہو دل مین تو دنیا مین ہزارون معشوق
لاکھہ یوسف ہین جو پیدا ہو خریدار کہین

پھانسی اُٹھہ جائین کہ اس گریہ سی خوف ہمین
بیٹھہ جائین نہ مکان کے در و دیوار کہین

ہمسے کیا پوچھتے ہین آپ عدو کی باتین
وہی باتین ہین کہ جو آپ سے سو بار کہین

دیکھنے اور دکھانے کے لئے ہے یہ حسن
مونہہ چھپاتے ہین بھلا آئینہ رخسار کہین

لاکھہ جنت مین بلائین تا سی حورانِ جنان
اُٹھہ کے جاتا ہے کوئی طالبِ دیدار کہین

ہو جو انصاف تو انصاف سی کیا کچھہ ہی بعید
آرزو دل کی کہین وعدۂ دیدار کہین

ہمکو اپنے دلِ بیتاب کو سمجھانا ہے
وصل کا جہوٹ ہی فرمائیے اقرار کہین

کسطرح ہم اُنہین دزدیدہ نظر سے دیکھین
خوف ہی یہہ کہ نہو جائین گنہگار کہین

ہی زمانہ کے بکھیڑون مین اُنہین کام سی کام
جنکو کچھہ کام ہے بیٹھے نہین بیکار کہین

وحشت آسُودہ دشت مین لائی ہی ہمین یا قسمت
کہ نہین خار بہی تو صورتِ غمخوار کہین

حشر مین بہی ہمین فریاد سی خوف آتا ہے
سب اُسیکے ہی نہو جائین طرفدار کہین

حسرت آتی ہے ہمین اپنی گرفتاری پر
دیکھہ لیتے ہین کسیکو جو گرفتار کہین

دل دیا جسنے جسے وہ ہی ہوا دشمن جان
نہوا پر نہوا عشق سزاوار کہین

چشم پوشی کی شکایت پہ قضا نے یہ کہا
گر کے بستر سے پہر اُٹہتے بہی ہین بیمار کہین

دست وحشت نے یہہ کچھہ کی ہی مری جامہ دری
کہ نظر جسم پہ آتا نہین اک تار کہین

آ گیا غش جو مری خون کو نکلتے دیکھا
ایک ہی وار مین قاتل کہین تلوار کہین

کیا کرون کس سے کہون جاؤن کہان ہین رونق
چین لینے نہین دیتا یہہ دلِ زار کہین

وہ قرہ سے جو کام لیتے ہین
ہم جگر تہام تہام لیتے ہین

آسمان پر دماغ ہے اُن کا
وہ کسیکا سلام لیتے ہین

ہین وہ میکش کہ می سی کر کے وضو
نام ماہ صیام لیتے ہین

نالہ و آہ ہجر کا اپنے
چرخ سے انتقام لیتے ہین

خوبرو دل ہی کچھہ نہین لیتے
دل مین جو ہو تمام لیتے ہین

جب سوال وصال کرتا ہون
نام روز قیام لیتے ہین

یہان سے ہٹ جائیے فکر ہر دو جہان
مست ہاتھہ مین جام لیتے ہین

کچھہ عجب چیز ہے یہہ حسن کی جنس
کہ اسے خاص و عام لیتے ہین

نامہ بر ہین اسی مین خوش ہون کہ وہ
سن تو میرا پیام لیتے ہین

جادہ فرسائے کوہی یار ہین ہم
پانون کا سر سے کام لیتے ہین

دوستان خدنگ پیکان کا
نوک مژگان سے کام لیتے ہین

ہاتھہ آتا ہے کوڑیون کے مول
آپ کو ہی غلام لیتے ہین

ہو کسی سے قصور دنیا مین
آپ میرا ہی نام لیتے ہین

ملک الموت کا مسیحا کا
آپ آنکھون سے کام لیتے ہین

انکو بہرتے ہین حضرت رونق
قرض لیتے ہین دام لیتے ہین

قتل عاشق مین ہین ابرو کی برابر پلکین
تیغ گر ابروی قاتل ہے تو خنجر پلکین

اشک خونی مین ہوئین تر جو سراسر پلکین
بنگئین غیرت صد برگ گل تر پلکین

لطف مین کم ہین تری چشم سے کیونکر پلکین
دل مین اُتری ہین نگاہونکی برابر پلکین

کوہی پہلو نہ مری قتل کا چہوڑا کہ نہین
تیر و پیکان و سنان دشنہ و خنجر پلکین

نرگسیکی تری آنکھون کے مقابل آنکھین
نرگسیکی تری پلکون کے برابر پلکین

وہ تو بجلی کیطرح آہی گئے آنکھون مین
رہگئین پہر د غا ہاتھہ اُٹھا کر پلکین

یہہ بہی برگشتہ سی رہتی ہین تری آنکھہ کی سناتا
بنگئین کیا کہین میرا ہی مقدر پلکین

گردش بخت سی اس شوخ نے جو پہیری آنکھہ
پہر گئین ہے وہین مثل مقدر پلکین

ماہ کو ہم تری چہرہ سے نہ دینگے تشبیہ
ابرو و چشم نہ اُسکی نہ ستمگر پلکین

ہو گئے آنکھہ جھپکنے مین ہزارون بسمل
کیا ہی اللہ نے دی ہین تجھی کافر پلکین

چشم کا وصف کرون یا تری مژگانی صفت
آنکھہ پلکون سے سوا آنکھہ سی بڑہکر پلکین

جلوۂ حسن یہہ کسکا ہی مری آنکھون مین
کہ نہین پنجۂ خورشید منور پلکین

فرش گل بستر پہ خار ہمین ہے رونق
آ گئین یاد یہہ کسکی سر بستر پلکین

فسون کچھہ آنکھون مین یہہ گلعذار رکھتی ہین
کہ اک نگاہ مین انسان کو مار رکھتی ہین

بہار گلون سے دل داغدار رکھتے ہین
ہم اپنے سینہ مین ہردم بہار رکھتی ہین

جو ہم قدم طرف کوئی یار رکھتے ہین
اُٹھا کے طاق مین صبر و قرار رکھتی ہین

کہبی ہی شکل حسینون کی دلمین عاشق کے
یہہ گل عجب ہین کہ تاثیر خار رکھتے ہین

بضاعت اور ہے یہان بے بضاعتی کیسی
امید رحمت پروردگار رکھتے ہین

چلین تو ہم بہی وہان بخت آزمانے کو
سنا ہی آج وہ خدمت گذار رکھتی ہین

نہین کچھہ اور بجز جان و دل ہمارے پاس
یہی متاع برائے نثار رکھتے ہین

دکھائی کیا ہمین آنکھین فلک ستارون سے
بغل مین ہم بہی دل داغدار رکھتی ہین

شب وصال مین یہان شوق ہی وہان شوخی
ہم انکو اور وہ ہمین بیقرار رکھتے ہین

انہین یقین نہین شاید کہ دم مرا نکلا
کہ ہاتہہ سینہ پہ وہ بار بار رکھتی ہین

رفو ہی زخم جگر مین یہہ کام آئینگے
ہم اپنی جیب مین دو چار تار رکھتے ہین

بہت عجب ہے کہ ہم کسطرح سی ہین زندہ
کہ دل تو ایک ہی اور غم ہزار رکھتے ہین

ہمین بہار مین کیا فکر دست وحشت کا
نہ جیب مین ہی نہ دامن مین تار رکھتی ہین

کہلی جو زلف تو شب ہی جو رخ کہلا تو سحر
حسین بہی حکم مین لیل و نہار رکھتے ہین

نظر ملی کہ ادہر گہاو پڑ گئے دل مین
نگہہ مین تیغ کہین گلعذار رکہتے ہین

دکہا نہ برق ہمین بیقراریان اپنی
کہ ہم بہی پاس دلِ بیقرار رکہتے ہین

سوای درد نہ ہمدرد ہے یہان کوئی
سوای غم نہ کوئی غمگسار رکہتے ہین

ہوا ہی اور ہمارا غبار ہے رونق
نہ مقبرہ نہ کہین ہم مزار رکہتے ہین

ہر گہڑی تذکرۂ غیر نگر خوب نہین
چہیڑ اس لطف کی ای رشک قمر خوب نہین

اشکباری تری یون شام وسحر خوب نہین
ڈر بنا خلق کا ای دیدۂ تر خوب نہین

جسمین پیدا ہو سدا فتنہ و شر خوب نہین
ہم سی ہر روز نہین رشک قمر خوب نہین

جان لینا کہ کبہی جان ہی دی بیٹہو نگا
چہیڑ ہر وقت کی ای درد جگر خوب نہین

خانۂ چشم سے میری نہ کہین جاؤ تم
یہ نہین گر جاؤ گے آنکہون سی سفر خوب نہین

جان جائیگی محبت مین کہ یہہ ہر دم کا
دردِ دل خوب نہین دردِ جگر خوب نہین

برق سی مجمع عشاق پہ گرتی دیکہی
نگر انبوہ مین آئے وہ نظر خوب نہین

یون تو ہر شام سے ہر ایک سحر اچہی ہے
ایک کافور شب وصلت کی سحر خوب نہین

ہی یہہ اچہا کہ برا مینے تو دل نذر کیا
تم تو ہو خوب یہہ کمبخت اگر خوب نہین

دور سے دیکہتے کیا فرط لطافت سی نہین
پاس سے بہی ہین آتے وہ نظر خوب نہین

آہ کے ساتہہ نگر دودِ جگر جا پہنچا
چرخ پر آج جو شفاف قمر خوب نہین

سب بشر خوب ہین اس دار فنا مین رونق
جسکے دل مین ہو نہ الفت وہ بشر خوب نہین

کہتا ہے کون عاشق مضطر بہت سی ہین
دنیا مین بوالہوس تو مقرر بہت سے ہین

قاصد نشان کوچۂ قاتل نہ بہولنا — وہ رہگذر ہے جسمین پڑے سر بہت سے ہین

کچھہ دل شگاف ہی نہین تیغ نگاہ ناز — اے قاتل اسمین اور بہی جوہر بہت سے ہین

کیا جانین کیا رقیب نے اُنسے لگا دیا — کچھہ آج کل وہ ہمسے مکدر بہت سے ہین

اُس در کی زیب ہی ہمین مقصود ورنہ یون — سر پہوڑنے کیواسطے پتہر بہت سے ہین

دولت وہی ہی جس سے کہ ہو فیض خاص و عام — کس کام کے جو بحر مین گوہر بہت سے ہین

دیدار کی طلب پہ کہا اُسنے ناز سے — تجہہ سے بہی اور طالب و مضطر بہت سے ہین

مجہہ سا جہانمین کوئی بہی ہوگا نہ بدنصیب — یون زیر آسمان تو بد اختر بہت سے ہین

دیوانہ کرکے سب سے تعلق چہڑا دیا — احسان تیرے ہم پہ ستمگر بہت سے ہین

مردے جو تمکو کرنے ہین زندہ تو لب ہلاؤ — کس کس کے تم لگاؤگے ٹہوکر بہت سے ہین

۲۴۶

جانا ہی ہے ضرور جو رونق تو جا وہان — پر راہ کوئی یار مین چکر بہت سے ہین

کیون اُدہر دیکہنے کی تاب نہین — آدمی ہے وہ آفتاب نہین

کون وہان ہمرہ رکاب نہین — مین ہی اک خانمان خراب نہین

ہم ہین اور ایک وضع پر غم ہجر — کیا زمانے کو انقلاب نہین

جسکے طالب ہون اور وہ نملے — اس سے بڑہکر کوئی عذاب نہین

نام سے ذکر سے ترے خالی — کوئی دفتر کوئی کتاب نہین

کچھہ تو ہو موُنہہ چہوانے کو ساقی — درد ہی دے اگر شراب نہین

آئینہ مین جو ہو تو ہو ورنہ — آپ کی شکل کا جواب نہین

طلب مدعائے دل پہ وہان — موُنہہ سے نکلا ہی کیا شتاب نہین

مست پندارِ ناز حسن ہین وہ — نشۂ عالمِ شباب نہین
ہی وہ عاشق کہ عشق مین مٹجائی — ورنہ عاشق کو ہی خطاب نہین
ایک ناکام ہم ہی ہین ورنہ — آپ سے کون کامیاب نہین
تشنہ کامان شوق کو دیکھا — تیری شمشیر مین بھی آب نہین
کچھہ تو ہو چارۂ جراحتِ دل — خاک بہر دو جو مشک ناب نہین

۳۴۷

عیش دنیا کے ہیچ ہین رونق
اک اگر عالمِ شباب نہین

بسکہ ظلمت ہی اُجالا مری مسکن مین نہین — نور تک بھی تو ذرا دیدۂ روزن مین نہین
وہ جو آرام دل و جان مری مسکن مین نہین — مین سمجھتا ہون مری جان مری تن مین نہین
وحشیون سے نہین رہتا کبھی صحرا خالی — مین ہی موجود ہون اب قیس اگر بن مین نہین
وہ جو گلگشت سے آئی ہین تو یہ عالم ہے — کونسا باغ مین طائر ہی کہ شیون مین نہین
ساتھہ میری دلِ مضطر کو نہ رکھنا زنہار — کہ ٹھہرتا نظر آتا مجھے مدفن مین نہین
عیب ہے حسنِ گل و شمع مہ و مہر مین بھی — اک نہین ہی تو کسیکے رخ روشن مین نہین
یہہ ہی تو ہنر ہے سمجھا نہ کسی نے ورنہ — دخل اس عاشقِ دلخستہ کو کس فن مین نہین
وہ مری پاس نہین ہی تو نظر مین میری — چرخ پر مہر نہین گل کوئی گلشن مین نہین
تیغ کو دیجئے کیون سنگ فسانکی تکلیف — کچھہ دلِ غیر کی سختی مری گردن مین نہین

۳۴۸

غور سے ہمنے کئی بار نظر کی رونق
فرق کچھہ مہ مین اور اُسکے رخ روشن مین نہین

عدو کو عیش ہی اور راحتین ہین — یہان اندوہ ہی اور حسرتین ہین

شروع عشق مین گو لذتین ہین ۔ مگر آخر مین لاکہون آفتین ہین

میسر جنکو انکی صحبتین ہین ۔ اُنہین لوگونکی اچھی قسمتین ہین

سما سکتی نہین ارض و سما مین ۔ ذرا سے دلمین کتنی حسرتین ہین

جفاے یار و فکر دل غم غیر ۔ محبت مین بہی کیا کیا آفتین ہین

شراب ناب پر مرتا ہے زاہد ۔ دکہا نیکی یہہ ساری حجتین ہین

غم و دشنام و تیغ و خنجر و تیر ۔ پئے عشاق کیا کیا نعمتین ہین

نہین بڑہکر غم الفت سے کوئی ۔ جہان مین یون ہزارون نعمتین ہین

بلانا ہو اگر منظور اُن کو ۔ تو جانے کی بہت سی صورتین ہین

کسیکی گالیان ہر دم سنین کیون ۔ حدیثین ہین کہ کوئی آیتین ہین

حسین جنت مین ہین جو حور و غلمان ۔ تو یہان بہی اچھی اچھی صورتین ہین

۲۷۵

غلام بے درم ہے رونق اُن کا ۔ جہان مین جتنی اچھی صورتین ہین

مجھ سے کیا پوچھتے ہین دوست کہ ہے کیا دل مین ۔ فرقت یار سے اک حشر ہے برپا دل مین

لیلیا عشق نے جو کچھ کہ یہان تہا دل مین ۔ اک فقط درد ہی اب اور رہا کیا دل مین

غیر کا کیونکہ خیال آئے نہین جا دلمین ۔ آپ کی یاد ہے چہائی ہوئی کیا کیا دلمین

ہم سے کیا پوچھتے ہین آپ کہ ہے کیا دلمین ۔ آپکے وصل کی رکہتے ہین تمنا دل مین

نہ وہ حسرت ہے نہ الفت نہ تمنا دل مین ۔ ہم سے پوچھو کہ رہا عشق سے اب کیا دلمین

کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہہ ہے کیا دلمین ۔ عکس خال رخ زیبا ہے سویدا دل مین

آسمان دلمین زمین دلمین ہے دریا دل مین ۔ غور گر کیجئے تو جمع ہے کیا کیا دل مین

نیند آنکھون مین کہان چین کہان صبر کہان — کہب گیا جب سے کسیکا رخ زیبا دلمین

مجہہ سے دلسختہ و رنجور پہ یہہ جور و ستم — کچھہ تو رکہہ خوف مری جان خدا کا دلمین

رنج ہو درد ہو فکر ہو حسرت ہو — کچھہ نہ کچھہ چاہیے ہو عشق سی کہٹکا دلمین

عشق وہ عشق کہ جو ارض و سما مین نہ سمائے — ہمکو حیرت ہے کہ یہان کیونکہ سمایا دل مین

جسکو ہر رنگ مین ڈہونڈا ہے نگہ بن بنکر — ہمنے پایا بہی تو اُس شوخ کو پایا دل مین

قتل عاشق کے سوا اور نہین شغل تجھے — اے ستمگار یہہ کیا رنگ سمایا دلمین

حشر اٹہا مری پہلو سی جو اُٹہے دیکھو — تم نہ اُٹہتے تو یہان درد نہ اُٹہتا دل مین

زہد و تقوی ہے مگر نام اسیکا زاہد — ہاتھہ مین سبحہ ہی اور نام بتونکا دلمین

جسکو آنکھون پہ بٹھا مین جسے دلمین رکہین — دشمن جان وہی ہوتا ہی ہمارا دل مین

وصل ممکن نہین پہر کیا مرض غم کی دوا — ہین خجل راز محبت سے وہ کیا کیا دلمین

دیکھتا ہون کہ وہ جاتے ہین عدو کے ہمراہ — سوچتا ہون کہ یہان کیا ہی وہان کیا دلمین

درد کو یون کوئی سینہ مین جگہہ دیتا ہے — ہمنے جس مہر و مروت سے اُتارا دل مین

ہائے کس لطف سے کہتے ہین دکہاکر جلوے — آپ کچھہ اور بہی رکہتے ہین تمنا دل مین

شہد و برق بنے شعلہ و سیماب ہوئی — لمحہ بہر کے لئے کیا آئے رہی کیا دلمین

قسمت دیدۂ خونابہ فشان ہو جاتا — ایک دو قطرہ اگر خون نہوتا دل مین

سر ہے یہان دوش پہ بار اُسکے قدم پر ہوتا — یہی ارمان ہی اور یہی تمنا دل مین

آپکی یاد ہی اور کچھہ نہین فکر دو جہان — آپنے اپنے سوا کچھہ بہی نچھوڑا دل مین

پرورش کی ہی بہت خون جگر سے اپنی — کیونکہ بالیدہ نہو نخل تمنا دل مین

کعبہ دل کو کیا آپ نے یک لخت خراب — گہر خدا کا ہے یہہ اتنا ہی نہ سوچا دلمین

سوز و غم درد و الم رنج و عنا یاس امید
دلمین کیا کچهہ نهین سب کچهہ هی مهیا دلمین

تمهین شوخی سے نہ ٹهیرو تو نہ ٹهیرو ورنہ
همنے آنکهو نمین رکها همنے چهپایا دل مین

ربط کیا اُنسے حسین کسکے هوئی هین رونق
تو نے کمبخت مگر یهہ بهی نہ سوچا دل مین

جان و دل شادکام دونو هین
کامیاب کلام دونو هین

هین تری مهر و کین مین وه الجهاؤ
کہ دل و جان کے دام دونو هین

نظر آتے نهین دهان و کمر
داستان لاکلام دونو هین

قیس و فرهاد مانتے هین مجهے
جهک کے کرتے سلام دونو هین

کبهی آنکهو نمین هو کبهی دل مین
یهہ تمهارے مقام دونو هین

کبک و طاوس تجهکو پائین کیا
خیر هین خوش خرام دونو هین

نہ طلب تم سے کی نہ کچهہ دیکها
مجهپہ یهہ اتهام دونو هین

هی غضب غیر هے ندیم اُنکا
قهر هے همکلام دونو هین

هی مہ و مهر کو کسیکی تلاش
چرخ مین صبح و شام دونو هین

دل لگانا کہ جان دے دینی
ایک سے هی یهہ کام دونو هین

میری الفت کو اُنکی نفرت کو
جانتے خاص و عام دونو هین

دشمن جان هو تم جفا گر تم
یهہ تمهارے هی نام دونو هین

مجهہ مین اور مین نهین کچهہ فرق
ایک کے هی یهہ نام دونو هین

قصہ هجر و داستان وصال
کیا کهین ناتمام دونو هین

زندگی اور نقش صفحۂ آب
ایک سے بے قیام دونو هین

مہر و مہ اُسکی دید کو رونق
صرف گردش مدام رکہتے ہین

وہ دل مین اور دل پر اضطراب پہلو مین
غضب ہی برق ہے خورشید تاب پہلو مین

نہین نہین دلِ پر اضطراب پہلو مین
یہہ ہے جہانِ بلا کا جواب پہلو مین

ہوا ہے وصل میسر کہان ارزون سے
خدا کو مان کے بیٹہو شتاب پہلو مین

نگاہِ ناز مین ہے سحر ہم سے کیون پوچھو
کہان ہے یہان دلِ ناکامیاب پہلو مین

سمجھ چکے ہین کہ بیخود فگن ہی جلوۂ ناز
وہ آکے بیٹھ گئے بے حجاب پہلو مین

بنے ہوئے ہین قیامت کے ہم ہمین دیکھو
کہ رکہتے ہین دلِ پر اضطراب پہلو مین

نہین وہ پاس کہ ہے جان کیف بدمستی
یونہین دہرا رہے جام شراب پہلو مین

غرور حسن پہ وہان کیا ہے ناز کم سخنی
یہان ہے صبر سے دل لاجواب پہلو مین

تم اور خوابِ خوشِ ناز بستر گل پر
چھبین گے کیا رگ برگِ گلاب پہلو مین

نہ حظِ وصل ملا کچھ نہ لطفِ ہم سخنی
یہہ بنکے آئے وہ اک رنگ خواب پہلو مین

جو کام آئے تو لین دل کو آپ ہی رکھین
بہت دنون سے پڑا ہے خراب پہلو مین

دمِ وصال ہے یہان عیش دو جہان ناصح
سوال کا تری یہہ ہے جواب پہلو مین

یہہ شان بادہ کشی ہی رہے مدام رہے
شراب جام مین جام شراب پہلو مین

نگاہ مہر ہو جلوہ کو زیب تسکین دو
کہ کب سے خانۂ دل ہے خراب پہلو مین

یہان وہ آنکی اور اب آئی شوق ہو ضامن
ذرا تھمی دلِ پر اضطراب پہلو مین

مجھے یہہ غم ہے کہ میری نظر نہ لگ جاے
وہ آج سوئے ہین اور بی نقاب پہلو مین

کہان سے آئینگے وہ صبر دے خدا مجھکو
تڑپ رہا ہے یہہ زار و نزار پہلو مین

کہنچے کہنچے رہو کیون پاس ہی جب آبیٹھے
تمہین روا نہین یون اجتناب پہلومین

فغان و آہ و دل زار کہیے کیا کم ہے
نہون اگر نہین چنگ و رباب پہلومین

عذاب ہجر سے جان اک حزین کی بچتی ہے
ذرا اٹکو بخیال ثواب پہلومین

نہ تہہ قدان جل پر خلش یہ چارہ سگال
کہ نیشتر ہین بہرے بے حساب پہلومین

تری نظر سے کوئی چین پائے کیا کہ یہان
رہا ہے دل کو عجب انقلاب پہلومین

نہ رنج ہو نہ الم ہو نہ درد ہو رونق
اگر نہو دل حسرت مآب پہلومین

ہدف ستم کا بنا چکے ہین خدنگ دل پر لگا چکے ہین
ہمین وہ کیا آزمائینگے اب ہزار بار آزما چکے ہین

سنان شمشیر و تیر و خنجر اٹھا اٹھا کر دکہا چکے ہین
مگر کوئی ہم ہین ڈرنے والے بہت ہمین وہ ڈرا چکے ہین

اسیکو کہتے ہین وہ محبت رکہا ہے اخلاص نام اسیکا
کبہی جو کی تہی نگہہ ادہر کو زبان پہ سو بار لا چکے ہین

ہنسی کہانکی مزاج کیسا اگر ہو خوش دل تو لب تک آئے
نہین ہنسے ہم نہین ہنسے ہم بہت بہت وہ ہنسا چکے ہین

یہہ بحر الفت بہی قہر کا تہا کہ تہا نہ پیدا کنار اسکا
ذرا مدد اور خضر ہمت کہ ابتو ساحل پہ آ چکے ہین

نہین ہے کچہہ شکوہ تغافل یہہ ہے نصیبونکی اپنے شامت
پئے عیادت وہ آئے ہین کب کہ جب لحد مین بہا چکے ہین

ہزاروں انگڑائی اور جماہئی پھر اُسپہ کہنا کہ نیند آئی
مری اُٹھانے کو بزم سے وہ بہت سے حیلے اُٹھا چکے ہین

یہہ عشق کمبخت ایک بلا ہے کوئی نہ ہووے کسی مین الجھے
بجز ندامت ہوا نہ حاصل بہت سی ہم خاک اڑا چکے ہین

نہ صبر دلمین نہ چین جیمین نہ ہوش سرمین نہ جان تن مین
ہوا ہی جسدن سے عشق ہمکو ہم اپنی ہستی سی جا چکے ہین

اُنہین عداوت ہے اتنی مجہہ سے کہ لوح ہستی سی نقش میرا
مٹائے جاتے ہین وہ ابہی تک اگرچہ پہلے مٹا چکے ہین

قصور انکا تو کچھہ نہین ہے مری ہی قسمت کی کوتاہی تہی
اُنہین کب آیا ہے رحم مجہپر کہ جب مرا سر اُڑا چکے ہین

غضب ہی ناوک نگاہ کا تہا کہ دلمین پیوستہ ہو گیا تہا
ہمین تو وہ لطف پھر نہ آیا ہزار ہا زخم کہا چکے ہین

جگرمین تیر اور آگ دلمین نشان مزار ہے تیغ سے سر
لگا چکے ہین جلا چکے ہین مٹا چکے ہین اُڑا چکے ہین

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲۸۱۳ | نہین ہی اعدا سے انکو فرصت ملین وہ کسطرح ہمسے رونق<br>جمی وہان کیونکہ رنگ اپنا وہ رنگ اپنا جما چکے ہین | |

مین پارسا نہین ہون جو میخوار ہی نہین
انکار وصل ہی نہین اقرار ہی نہین
میری طرح خوش آپ سے اغیار ہی نہین

ہان می پلائین آپ تو انکار ہی نہین
کیونکر کہون کہ مجہہ سے سروکار ہی نہین
عقدہ کہلا کہ آپ وفادار ہی نہین

جیتا ہون اور جان ہی پہلو مین غیر کے
ایسی تو زندگی مجہے درکار بھی نہین

مجہہ سے ہی پائے بند وفا ہو گئی رقیب
تم سا کوئی جہان مین طرحدار بھی نہین

انداز جانستانئ عشاق دیکہنا
کیا ناز ہے کہ ہاتہہ مین تلوار بھی نہین

گریہ نے نقش چارہ وحشت مٹا دیا
سر پہوڑنے کے واسطے دیوار بھی نہین

رہنی وہ تختہ مشق ادائے ستم سہی
دل کام کا نہین ہے تو بیکار بھی نہین

اثبات نفی نفی سے سمجہے نہ تا کوئی
انکار مین غضب ہے کہ تکرار بھی نہین

کہتے ہین ذکر ربط عدو پر بجا درست
انکار بھی نہے اور پہر انکار بھی نہین

چلتا ہون بچکے ساز تعلق سے کسقدر
جوشش جنون سے جسم پہ اک تار بھی نہین

آئی تو کام چشم تماشا طلب کہان
گہر مین تو اُنکے روزن دیوار بھی نہین

جسپر پڑی نگاہ وہی جانستان ہوا
واقع مین ہمکو عشق سزاوار بھی نہین

اغیار ہین مگر نہین ہنگامہ حشر خیز
بسمل تمہاری بزم مین دو چار بھی نہین

واعظ نعیم و خلد کا قصہ نہ چہیڑنا
کچہہ مجہہ سے دور خانۂ خمار بھی نہین

اپنی جدا روش ہے ستم ہین نئی نئی
ظالم شریک چرخ ستمگار بھی نہین

کتنا عذاب ہجر مین ہون مبتلائی درد
یا رب مین اسقدر تو گنہگار بھی نہین

کیا ہو شکست توبہ کہ ہے پاشکستگی
قسمت سے پاس خانۂ خمار بھی نہین

وقت نظر ہے برق تجلّی نظارہ سوز
ممکن نہین ہے وصل تو دیدار بھی نہین

واعظ ابہی سے کیا مجہے توبہ کا فکر ہے
ظالم ابہی تو حشر کے آثار بھی نہین

حیران ہے تمکو دیکہہ کے تم دیکہتی ہو کیا
دشمن تو نقش صورت دیوار بھی نہین

آؤ نہ غمکدہ مین مری تم عدو کے ساتہہ
خلوتکدہ نہین تو یہ بازار بھی نہین

ہوتے ہین سنکے درہم وبرہم تو حال دل
اور لطف یہہ کہ مانع اظہار بہی نہین

رونق ترا یہہ حال ہے کسکے فراق مین
ایسا تو کچہہ وہ شوخ طرحدار بہی نہین

ہم اُن کو حال دل اپنا سنائی جاتے ہین
وہ بیٹھے سنتے ہین اور مسکرائی جاتے ہین

وہ بعد قتل بہی خنجر لگائی جاتے ہین
شہید ناز کی شوکت بڑہائی جاتے ہین

عدو کی بزم مین وہ بے بلائی جاتے ہین
یہان کے آنے مین حیلے بنائی جاتے ہین

امید وصل مین یہان جی پہ آبنی ہی مگر
وہ چٹکیون ہی مین ابتک اڑائی جاتے ہین

خموش محفل اعدا مین دور بیٹھے ہین
غضب ہی تو بہی وہ آنکہو نمین کہائی جاتے ہین

بظاہر اُن کو محبت ذرا عدو سے نہین
مگر نگاہ مین کچہہ طور پائی جاتے ہین

نمود بوئی محبت ہے ضبط عاشق سے
کہ مشک و عشق بہی کوئی چہپائی جاتے ہین

ڈبو ہی دینگے کبہی دیدہ ہای اشک فشان
ہمیشہ روز و شب آنسو بہائی جاتے ہین

نہ بار بزم ملا بوالہوس کی جان بچی
کہ مثل شمع وہان دل جلائی جاتے ہین

تری وہ ناز کہ جو اک جہان سی اُٹہہ نہ سکے
ہمین تو دیکہہ کہ کب سے اُٹہائی جاتے ہین

غبار دل مین ہے اور شرم کا بہانہ ہی
ہمین وہ دیکہہ کے مونہہ کو چہپائی جاتے ہین

یہہ انفعال ہی کس کس جفا گری کے عوض
کہ بات بات مین وہ مونہہ چہپائی جاتے ہین

عدو سے ذکر مرا بعد پائمال بہی ہے
مٹا چکے ہین مجہے اور مٹائی جاتے ہین

غرض انہین نہین لیکن ستم اُٹہانے کو
کبہی کبہی ہمین اب بہی بلائی جاتے ہین

کہون تو کیونکہ کہون اُن سے حال زار اپنا
سمند ناز کو وہ تو اُڑائی جاتے ہین

سمجہہ گیا مین کہونگا نہ کچہہ خدا کی قسم
شراب آپ مجہے کیون پلائی جاتے ہین

یہہ بزم یار مین ہے قدر و منزلت رونق
کر آئے کوئی وہان ہم مٹائی جاتے ہین

سیم گون آپ کے رخسار نظر آتے ہین
الفت غیر کے آثار نظر آتے ہین

جنسے داد دل مظلوم کی ہے مجھکو امید
وہ بہی اُسکے ہی طرفدار نظر آتے ہین

صورت آئینہ ہین مطلع انوار جمال
یہہ جو ہمکو در و دیوار نظر آتے ہین

سینہ کاوی ہی سہی جامہ دری کے بدلے
ہاتہہ بے شغل تو بیکار نظر آتے ہین

بن ترے رشک چمن جی پہ بنی ہے اپنے
باغمین پہول کی جا خار نظر آتے ہین

دیکہکر میری طرف طنز سے وہ کہتے ہین
آپ بہی طالب دیدار نظر آتے ہین

جلوہ حسن بہی چہپتا ہے کہین زیر نقاب
دور سے چاند سے رخسار نظر آتے ہین

بسکہ رہتا ہے شب و روز تصور دلمین
خواب مین بہی اُنہین اغیار نظر آتے ہین

گل عدو کہائینگے جب قدر ہماری ہوگی
اب تو آنکہون مین ہمین خار نظر آتے ہین

وہ گئے کیا کہ نہین کچہہ بہی ہمارے گہر مین
کیا ہی سونے در و دیوار نظر آتے ہین

ہی قتیل نگہ وشنہ گذار اک عالم
کشتے انبار کے انبار نظر آتے ہین

جوش اُٹہتا ہے چلین اور سر اپنا پہوڑین
اُنکے گہر کے در و دیوار نظر آتے ہین

اُٹہہ گیا جب کہ نگاہونسے دوئی کا پردہ
ایک ہی سبحہ و زنار نظر آتے ہین

یہہ نہ سینہ سے گیا اور نہ وہ تن سے گئی
جان و دل عشق مین بیکار نظر آتے ہین

دل ہے صد چاک پئے بخیہ لگائی رکہئے
یہہ گریبان مین جو دو تار نظر آتے ہین

باز رہتے ہین محبت سے تری کیون ناصح
مجھکو دشمن کے مددگار نظر آتے ہین

ناتوانی سے تری بزم مین آوین کیونکر
دو قدم بہی مجہے دشوار نظر آتے ہین

ڈہونڈتے کیا ہو کہ سینہ مین جگہ ہی کہان
لخت آنکہونمین تو دو چار نظر آتے ہین

شوخی و ناز سے اک برق بنے ہین ہمہ تن
چہپتے سو بار ہین سو بار نظر آتے ہین

کوئی حائل نہین ہوتا نظر الفت کا
جلوے اُنکے پس دیوار نظر آتے ہین

ہم ہوئے جب سے گرانبار محبت رونق
سبکی انکہونمین سبکسار آتے ہین

مجہکو شریک کرتے ہین اکثر شراب مین
شاید ملا ہے اُنسے مقدر شراب مین

ہوتا ہے مہربان جو وہ اکثر شراب مین
تاثیر عشق کچہہ ہے مقرر شراب مین

کیا دیکہتے ہین آپ جہجک کر شراب مین
پیدا ہے عکس زلف معنبر شراب مین

پرتو فگن ہے چشم فسونگر شراب مین
کیا مل گیا ہے فتنۂ محشر شراب مین

ہستیوں کے شوق نے طوفان اٹہائے ہین
بیٹہے ہین ہم بہائے ہوئے گہر شراب مین

کہلجائے کاش نشۂ مے مین غبار دل
ہوجائین کاش ہم سے مکدر شراب مین

ہے بدمزہ ادہر کو دم میکشی نگاہ
دیتے ہین ہمکو زہر ملا کر شراب مین

جاتے ہین بیخودی مین ترے در پہ بارہا
پاتے ہین اپنے ہوش ہم اکثر شراب مین

نشہ طلوع پر ہے تو گردونیہ ہے دماغ
ذوق شہ و گدا ہے برابر شراب مین

مستی مین ہوش دعوی خون حشر تک نہو
دو عاشقون کو زہر ملا کر شراب مین

ساقی کے در پہ سجدہ کنان مانگی شراب
ڈوبین ہم اور ڈبوئین مقدر شراب مین

تر دامنون کو آتش دوزخ سے ہی نجات
جامہ ہے شور بور سراسر شراب مین

ساغر مین عکس آتش رخسار ہی طلسم
بہڑکا رہا ہے آگ فسونگر شراب مین

ہے یار موج مے ہے رگ جان مین نشتر
یہہ جانستانیان ہین مقرر شراب مین

کیسی نماز کون پڑہے کسکو ہوش ہے
ڈوبا ہوا ہون پاؤن سے تا سر شراب مین

وہ رندِ بادہ کش ہون کہ مرنے کے بعد بہی
اُگتی رہیگی جان مقرر شراب مین

حور و قصور و کوثر و تسنیم کو سلام
بیڈہب مزے ہین لطف ہین کافر شراب مین

کچہہ قتل مین بہی چاشنئ مے ضرور ہے
قاتل بجہاکے لائیو خنجر شراب مین

پنہان وہ لذتین ہین کہ ہے آب زندگی
پیدا نزیان جان ہی سراسر شراب مین

تم پہ کہلا شراب سے بابِ ادا و ناز
ہینے ڈبوئی عقل کے دفتر شراب مین

شیرین کلامیان ہین وہان وقت میکشی
گویا ملا ہے قند مکرر شراب مین

ڈوبا ہوا شراب مین ہون عمر ہوگئی
کب سے ڈبو دیا ہے مقدر شراب مین

کہلتا ہے رنگ رخ سے تری جوہر شراب
کہلتے ہین حسنِ شوخ کے جوہر شراب مین

لیتے ہین دستِ غیر سے ساغر کہ دین مجہے
دیتے ہین مجہکو زہر ملاکر شراب مین

ہو چارۂ جراحتِ دل لطف ہو مزید
دو ایک جام مشک ملاکر شراب مین

گرمی سے نشہ کی وہ جبین ہی عرق فشان
گرتے ہین آسمان سے گوہر شراب مین

محروم بزمِ مے سے نہ پہر جائے محتسب
دیدو کوئی کباب ڈبو کر شراب مین

مستی مین مین ہون مجہہ مین ہی مستی کہون تو کیا
ساغر مین ہے شراب کہ ساغر شراب مین

۲۵۷

رونق نے اُنکے ہاتہہ سی بزم رقیب مین
اک خونِ دل پیا ہے ملاکر شراب مین

مبتلائی بلا تو ہم بہی ہین
اک حسین پر فدا تو ہم بہی ہین

غیر ہمدم نہین جلیس نہین
اُسکے در کے گدا تو ہم بہی ہین

ہم نہین بیوفا جو تم ہو تو ہو
تم ہو گر باوفا تو ہم بہی ہین

دیکھیے وہان قبول ہو کہ نہ ہو — مانگ لیتے دعا تو ہم بھی ہین

قتل عشاق ہے اگر منظور — آپ پر مبتلا تو ہم بھی ہین

اور دعوی نہین ہی کچھہ ہمکو — ہان مگر مبتلا تو ہم بھی ہین

خاک ہو کر کسیکے کوچے مین — قابلِ نقش پا تو ہم بھی ہین

قتل کیجے مریض الفت کو — جانتے یہہ دوا تو ہم بھی ہین

وہ کسیکا نہو ہمارا ہو — مانگتے یہہ دعا تو ہم بھی ہین

خود وہ پوچھین اگر تو ہی بہتر — رکھتے کچھہ مدعا تو ہم بھی ہین

دل مومن ہے مثلِ آئینہ — تم اگر ہو خفا تو ہم بھی ہین

اور دینے کو پاس ہی یہان کیا — تمکو دیتے دعا تو ہم بھی ہین

سب برا کہتے ہین تمہین رونق — جانتے کچھہ برا تو ہم بھی ہین

گفتگو یہان کب ہی شکل و شان مین — وضعداری چاہیے انسان مین

جان ہی جب تک ہماری جانمین — ہم رہینگے آپ ہی کے دہیان مین

پہلے تیور اور تھے اب اور ہیں — غیر آ کر کہہ گیا کچھہ کان مین

سنکے میرا حال حسرت سے کہا — سچ کہا ہے کچھہ نہین انسان مین

حسرتون کی شکل گر دیکھی نہو — دیکھہ لو آ کر مرے دیوان مین

دلمین جو کچھہ تھے ہماری ولولے — بھر دئے ہین ہمنے سب دیوانمین

کب ہوا حاصل کسیکو وصل یار — مر گئے لاکھون اسی ارمان مین

جان عاشق کی بچی تو کیا بچی — لاکھہ آنین ہین تری اک آن مین

اب کہان عشاق کے دل کو نجات
زلف اُسکی کہہ رہی ہی کان مین
قیمت دل اک نگاہِ ناز ہے
آگئے جو آئی ترے ایمان مین
حضرتِ دل کس سے اور کیسی امید
خیر ہے کچھہ آپ ہین کس دہیان مین
دل کہین آنکھین کہین باتین کہین
سچ کہو رونق ہو کسکے دہیان مین

صفحۂ دل پہ ہماری وہ رقم ہوتے ہین
ہم پہ جو جو کہ تری جور و ستم ہوتے ہین
غیر پر ہون جو تری لطف و کرم ہوتے ہین
ہم تو حسرت سے روان سوئی عدم ہوتے ہین
یون تو وہ لطف ہین جو مجھہ پہ ستم ہوتے ہین
غیر کے سامنے حق مین مری سم ہوتے ہین
ہم ٹہرتے ہین جہان رنج و الم ہوتے ہین
وہ جہان بیٹھتے ہین جور و ستم ہوتے ہین
مجھہ سے گستاخ بہی عشاق مین کم ہوتے ہین
رات بہر ہاتہہ مری آنکے قدم ہوتے ہین
ہم تحشم سے روان سوئی عدم ہوتے ہین
کہ جلو مین قلق و درد و الم ہوتے ہین
کاش وہ زینت کاشانۂ دل یہان ہوتے
کوچۂ غیر مین جو نقش قدم ہوتے ہین
اُسکو لکہا کہ لکہون نامہ تو ہون ہاتہہ قلم
اپنی تحریر سے یہان ہاتہہ قلم ہوتے ہین
نہ یہان ہین نہ وہان ہین کوئی دیکھے انہین کیا
وہ کہان جلوہ گر دیر و حرم ہوتے ہین
اپنی آنکھون سے اُٹہاؤن کہ دمِ جلوہ گری
ناز ہی ناز وہ سر تا بقدم ہوتے ہین
ہان کوئی ایک نگہہ لطف اودہر بہی ہو جائے
بندہی ہم آپ کے بیدام و درم ہوتے ہین
ساتہہ فتنون کے وہ آپ اُٹہتے ہین اُس محفل سے
جسمین اک شوق سے بیٹھے ہوئی ہم ہوتے ہین
اک زمانہ ہی تری عشق مین دشمن میرا
چرخ کے تجہہ سے بہی کچہہ بڑہ کر ستم ہوتے ہین
چشم مشتاق کو ملتے ہین کفِ پا سے تو ہم
شکر کرتے ہین کہ آنکھو نپہ قدم ہوتے ہین

تم ابہی جلوہ دکہادو جو اُلٹ کر پردہ
تو ابہی ایک ہی سے دیر و حرم ہوتی ہین

گفتگو ہم سے ہے اور آنکہہ ہے اعدا کیطرف
ستم ایجاد یہہ کیا جور و ستم ہوتے ہین

کثرتِ حسرت و اندوہ جو ہوتی ہے تو ہو
حوصلے کیا دلِ عشاق مین کم ہوتی ہین

ماجرا کیا مژۂ اشک فشان کا کہیے
ایک قطرے مین یہان سینکڑون یم ہوتے ہین

کچہہ مری حد نہ الفت نے دکہائی ہین اثر
لطف جو غیر پہ ہوتے تہی وہ کم ہوتے ہین

مثل خورشید چمکتے ہین زمین پر کیا کیا
راہ مین آپ کے جو نقشِ قدم ہوتی ہین

غم دین و غم دنیا غم جان غم دل
ایک انسان کے لئے سینکڑون غم ہوتے ہین

کبہی چٹکی کبہی گالی کبہی جہڑکی کبہی چہیڑ
ناز بہی اُنکے غضب ظلم و ستم ہوتے ہین

نہ محبت نہ دلاسا نہ تسلی نہ کرم
تم سے دلدار جفا کار بہی کم ہوتے ہین

اپنی حسرت کے قلق رشک عدو کے صدمے
شب فرقت مین یہی رنج و الم ہوتے ہین

عشق مین اپنی بہی عزت نہین اب تو رونق
وہ نکلواتے ہین اور پہرو ہین ہم ہوتے ہین

۳۷۱

ہو دلِ بے قرار قابو مین
آئے جب وہ نگار قابو مین

آجکل ہے جو یار قابو مین
اک جہان ہے ہزار قابو مین

دل کو رکہتا ہے یار قابو مین
ہی غضب کا شکار قابو مین

جب وہ قابو مین آئے پہر کیا ہے
کچہہ نہین اختیار قابو مین

ہین وہ ہر پیچ سے نکلجاتے
لاچکا لاکہہ بار قابو مین

سنکے نالے مری وہ آہی گئے
ہو کے بے اختیار قابو مین

ڈالدون قسمتِ رقیب مین ہجر
ہو اگر وصلِ یار قابو مین

یہان نہ کچھ جذب وہان نہ شوخی کم
کیونکہ آئی وہ یار قابو مین

دل دیوانہ آگیا ورنہ
آئی کب ہوشیار قابو مین

آئے قابو مین کب مری دم سے
ایک ہین وہ ہزار قابو مین

ہاتھہ سے اپنے دل ہی جاتا ہے
نہین آتا ہے یار قابو مین

دلِ صدچاک شانہ بن جائے
آئے جب زلف یار قابو مین

قتل کیجے کہ چھوڑئے اسکو
اب تو ہے جانثار قابو مین

ہی مرے دل مین خار خار ہی
آئے وہ گل عذار قابو مین

دلِ رونق کی روک تھام رہے
خوب آیا شکار قابو مین

## ردیف واو

غیر جونیش زنی سے ہی سراسر بچھو
مار ڈالینگے اُسی ہم ہی سمجھکر بچھو

اُسکے ابرو سے نہو گا کبھی ہمسر بچھو
رکھہ کے دُم سر پہ چلے لاکھہ اکڑکر بچھو

ہاتھہ جسکے یہہ پڑی چین نہین ہوش نہین
سیم اشان کے لئے سانپ ہی اور زر بچھو

زلف و ابرو کی محبت ہے جہان بچ دلمین
سانپ ایک ایک مکان مین ہی تو گھر گھر بچھو

روز اُسکی نئی ایک چھیڑ چلی جاتی ہے
ہی مری واسطے میرا ہی مقدر بچھو

زلف و ابرو تری آزار رسان ہین ایسی
کہ یہہ ہے سانپ سراپا وہ سراسر بچھو

حلقۂ گیسوئی پرخم جو نظر آتا ہے
خواب مین رات کو دیکھین گے مقرر بچھو

بل جبین کے وہ عیان کاوش پنہان وہ نہان
سانپ ہین یہان سر بستر تہ بستر بچھو

اُسنے گیسوئی سلسل مین لگائی ہے گرہ
ہی تماشا کہ بنا سانپ سمٹکر بچھو

کاوش غم کی یہہ تاثیر ہے دلمین سارے
کہ ہر ایک مو ہی مجھے اپنی بدن پر بچھو

خانشین غم کی دم گریہ نہ کیون دلمین پڑین
کیا نکلتے نہین برسات مین اکثر بچھو

مرگیا مین جو ذرا آنکھہ بدل کر دیکھا
ہو گئے میری لئے آپ کے تیور بچھو

ہی مقدر کی جو تکلیف تو میری حق مین
بنگیا اخترِ دم دار فلک پر بچھو

ابرو و زلف مین ترجیح کسے دین رونق
سانپ بچھو سے سوا سانپ سے بڑھکر بچھو

چشم قاتل نچھوڑنا مجھکو
دیکھہ بسمل نچھوڑنا مجھکو

سر منزل نچھوڑنا مجھکو
دیکھہ ای دل نچھوڑنا مجھکو

خوش ہون کنج قفس مین مین صیاد
سب کے شامل نچھوڑنا مجھکو

اپنی واماندگی سے کہتا ہون
پائے در گل نچھوڑنا مجھکو

وحشتِ دل سے ہین ارادہ اور
ہان سلاسل نچھوڑنا مجھکو

صورتِ گرد باد بھٹکون گا
اس سے حاصل نچھوڑنا مجھکو

سر بکف آگیا ہون مقتل مین
آج قاتل نچھوڑنا مجھکو

قہر ہو جائے گا اگر چھوڑا
یون ہی بسمل نچھوڑنا مجھکو

یہان تو چھوٹا نہ ہاتھہ سی تیری
وہان بہی ای دل نچھوڑنا مجھکو

شبِ غم مین بلا ہے تنہائی
حضرتِ دل نچھوڑنا مجھکو

حشر پر عشر آئیگا رونق
بی سلاسل نچھوڑنا مجھکو

ہی سر و کار تری زلفِ رسا سے مجھکو
خیر دیوانہ کہے کوئی بلا سے مجھکو

مدعا ہے نہ کرم سے نہ جفا سے مجھکو
کام ہے جادۂ تسلیم و رضا سے مجھکو

قتل کا رنگ جمایا ہے کسی پر شاید
بو ہی خون آج جو آتی ہی حنا سے مجھکو

حسن سے عشق یہہ کہتا ہی بصد ناز و غرور
کہ بنایا ہے بڑا ارض و سما سے مجھکو

عزم اپنا ہی پئے سیر شبستان عدم
یاد رکھین مگر احباب دعا سے مجھکو

حشر کا روز تو ہو موںہہ پہ تری کہدونگا
اس ستمگار نے مارا ہی ادا سے مجھکو

ہین دم نالہ کشی کچھہ تو سمجھکر چپ ہون
کام لینے ہین ابھی ارض و سما سے مجھکو

بند آنکھین ہین تصور مین تری شکل حباب
نہ تو کچھہ کام بقا سے نہ فنا سے مجھکو

صورتِ شیشہ نہ گرجاؤن کہین مستی مین
خوف رہتا ہی بہت لغزش پا سے مجھکو

ہی یقین قبر سے بھی مین نکل آؤن رونق
وہ پکارین جو کبھی حرف ندا سے مجھکو

مشک یون ہی اُسکی زلفِ پر شکن کے روبرو
جسطرح انگشت ہو مشک ختن کے روبرو

سب جبین بیقدر رہین اُس سیم تن کے روبرو
کوڑیونکی قدر کیا درِ عدن کے روبرو

گاہ گل کے روبرو گاہے سمن کے روبرو
ناز کرتے ہین حسینان چمن کے روبرو

ہی کہان لب بستگی پردہ کلام دل کشا
غنچہ کیا سونہہ لیکے آئی اُس دہن کے روبرو

اس سے ہر فتنے اُٹھتے ہین اور اُس سی اُٹھتا ہی غبار
کیا حقیقت کبک کی تیری چلن کے روبرو

یون تو شکوے سینکڑون ہتے ہین ہر دم دل مین یاد
بھول جاتا ہون مگر اُس کم سخن کے روبرو

وہیان مین عیش و نشاط دو جہان آتا نہین
اُسکی فرقت مین مجھے رنج و محن کے روبرو

جلوہ آرا ہی چمنین کون کسکی داستان
کہہ رہی ہین قمریان سرو چمن کے روبرو

درد فرقت کے اٹھائے صدمے اور جیتے رہے
جائین کیا مونہہ لیکے اُس عیار فن کے روبرو

واے قسمت بزم مین وہ غیر سے باتین کرین
دین ہمین دشنام اہل انجمن کے روبرو

عشق کامل کا مرے اور الفت اغیار کا
امتحان ہوا ایکدن اُس تیغ زن کے روبرو

حال کچہہ اپنا بیان کرکے بہت پچہتائے ہم
آپسے نا آشنان پیمان شکن کے روبرو

شمع کی مانند ہوتے ہین قلم سر اور زبان
بول سکتا ہی کوئی اُس تیغزن کے روبرو

کچہہ مدد حیرت کرے اب بہی تو شکل آئینہ
مین رہون پہر اُس سیمتن کے روبرو

ہم یہان بیٹہے ہوئے باتین بناتے ہین مگر
قطع ہوتی ہے زبان اُس تیغزن کے روبرو

رونق اس سے دل ہو خوش اور وہ ہی تاب افزاے جان
لعل و گوہر کی حقیقت کیا سخن کے روبرو

ہمارے سامنے اغیار سے آنکہین لڑاتے ہو
کسیکی جان بنتے ہو کسیکا دل جلاتے ہو

کہو تو ہاتہہ تم ہر بار کیون سینہ پہ لاتے ہو
مگر داغِ فراقِ غیر کو ہم سے چہپاتے ہو

یہان انکار ہے اور غیر کے گہر روز جاتے ہو
ذرا شرماؤ اپنے دلمین کیون باتین بناتے ہو

عداوت ہی تمہین اُنسے کہ تم تیغ آزماتے ہو
ہزارون بیگناہونکا عبث کیون خون بہاتے ہو

تمہارے عہد سچے قول سچے اور تم سچے
مگر باتین بناتے ہو نہ آتے ہو نہ جاتے ہو

پہر اک غمزہ بہی تو ناگوار چشم ہو کیا کچہہ
تعجب ہی مجہے تم کیونکہ آنکہونمین سماتے ہو

تمہاری اور اعدا کی لڑائی اور صفائی کا
ہمین معلوم ہے سب حال کیون باتین بناتے ہو

جلایا سوز غم سے اور داغ سے دل کو بہلایا
رلاتے ہو ہنساتے ہو لگاتی ہو بجہاتے ہو

کسی درمان سے زخم دل کبہی اچہا نہین ہوتا
مگر تیغ نگہہ کو زہر قاتل مین بجہاتے ہو

یقین آتا نہین ایسا مگر کچہہ جان آہی ہے
سوال وصل پر خاموش ہو اور مسکراتے ہو

سمجھہ ہی مین نہین آتا ہی کچھہ باعث ہی کیا اسکا
کسیکو قتل کرتے ہو کسیکو آزماتے ہو

پڑہی اشعار کچھہ مینے تو سنکر آپ کہتی ہین
تم اس پردہ مین اپنا حالِ دل ہمکو سناتے ہو

زبان تک مدعا آیا نہ تہا اپنا کہ وہ بولے
عبث بے صرفہ باتون سہی ہمارا دل جلاتے ہو

محبت مین کشش ہے ہمنے اکثر آزمایا ہے
وہ خود منجائین گے تم حضرتِ دل کیون مناتے ہو

سمجہتے ہو یہہ کیا عالم تمہارا ہی سمجہتا ہون
عدو کا ذکر آتا ہے تو تم شرمائی جاتے ہو

مکان غیر ہے صہبا ہی تنہائی ہی اور شب ہے
قیامت ہونجا ہی کسلئے ہمکو بلاتے ہو

نہ آتا ہے نہ جاتا ہے کوئی احباب سے پوچھے
وہ آیا جہوٹ کیون کہہ کہلے مجھکو مجہہ مین لاتے ہو

تمہاری اور تو عیاریان ہین سینکڑون لیکن
مگر یہہ تو کہو تم کسطرح سے دل چراتے ہو

کسیکے روبرو اک بار کیا سو بار ہم کہدین
جلاتے ہو جلاتے ہو جلاتے ہو جلاتے ہو

کبھی لیتے ہو انگڑائی کبھی کہتے ہو نیند آئی
غرض تم ہر بہانے سی مجہے یہان سی اُٹہاتے ہو

یہہ ہر دم گالیان دینی نہین اچھی نہین اچھی
اگر ہم منع کرتے ہین بگڑ کر موہنہ بناتے ہو

۲۶۶

فراق یار کے صدمی اگر اُٹہتے نہین رونق
تو پہر اچھے بہلے دل کو کسی سی کیون لگاتے ہو

ہر روز یہی ہے مجہے ڈر دیکھیے کیا ہو
ہی شام سے ہی فکر سحر دیکھیے کیا ہو

سوزِ دلِ نالان مین اثر دیکھیے کیا ہو
ہی نخل طلب خشک ثمر دیکھیے کیا ہو

اغیار پہ ہے اُنکی نظر دیکھیے کیا ہو
رہتے ہین بہم شام و سحر دیکھیے کیا ہو

عارض ہی پہ جس زلف نے لاکہون کو کیا قتل
اب آئی ہے وہ تا بہ کمر دیکھیے کیا ہو

فردا پہ نہ کہہ عیش کو امروز کے زنہار
کل صبح کو ای رشک قمر دیکھیے کیا ہو

یہان حد سے گذر کر ہے تمنائے تماشا
لیکن انہین اب مد نظر دیکھیے کیا ہو

وہ ہجر کی شب روز قیامت جسے کہیے
مہمان ہے یہان تا بسحر دیکھیے کیا ہو

وہ بال نہین تار نہین وہم نہین کچھ
کہتے ہین جسے آنکی کمر دیکھیے کیا ہو

ہے عزم سوئے ملک عدم راہ ہی دشوار
اور پاس نہین زاد سفر دیکھیے کیا ہو

خالی نہین دنیا مین کوئی فتنہ اُٹھیگا
ہے چاک گریبان سحر دیکھیے کیا ہو

آئے نہ قیامت کہین فتنے نہ بپا ہون
کہتے ہین وہ آتے ہین ادہر دیکھیے کیا ہو

ہان کچھ تو لکھین گے وہ جواب خط رونق
اقرار کہ انکار مگر دیکھیے کیا ہو

دیدۂ خونبار کی ہے اشکباری آرزو
اور دل بیتاب کی ہے بیقراری آرزو

صاف کہدیتے ہین ہم جو ہی ہماری آرزو
سرفدائی التجا ہے جان نثاری آرزو

وصل ہے کچھ تو برآئی اب ہماری آرزو
تھی اسی دن کے لئے امیدواری آرزو

باعثِ بربادئ دل ہے ہماری آرزو
کیا سکھاتی ہی تمہین غفلت شعاری آرزو

ہی طواف کوئی جانا آرزوئی بوالہوس
خاک مین ملجائیگی اکدن یہہ ساری آرزو

وضع کا پابند ہو جو کوئی اُسکے واسطے
التجا شمشیر بران ہی کٹاری آرزو

وصل تم سی جب نہین ہوتا تو مایوسی کے ساتھ
دور سے صورت کو تکتی ہی تمہاری آرزو

آرزوئین اور تو دل کی برآئین سب مگر
موت کی اک اور رہی باقی ہماری آرزو

جائی اُس کوچہ مین کیا غماز ہی بیباک ہے
گرچہ رکھتی ہی تہمت بادِ بہاری آرزو

اک نگاہِ لطف پھر آگین مین ہو تجھے مین نہال
کیا ہماری التجا اور کیا ہماری آرزو

جسقدر ہو آرزو اُتنا ہی دل بیتاب ہو
ہی دلِ عاشق مین وجہ بیقراری آرزو

عشق مین کوئی کسیکے یون نہین روتا ہی خون
دلمین بہر کر چشم سی ہوئی ہی جاری آرزو

عمر گذری عشق مین تیری ہمین مرتی ہوئے
کوئی بہی پوری ہوئی کافر ہماری آرزو

راہِ الفت مین چلے جاتی ہین ہن باندہی ہوئے
حسرتین ساماں ہی اپنا سواری آرزو

چاہا تین عشق مین وہ جب ہین عاشق کیلئے
بیقراری اشکباری جانسپاری آرزو

مرگئے اور آپنے یہہ بہی نہ پوچہا ایکدن
کیا تمنا ہے تمہاری کیا تمہاری آرزو

ایکدن وہ تہا کہ تہتے ہی نہ تہی آنکہوں سی اشک
ایکدن یہہ ہی کہ اب ہی آہ و زاری آرزو

مرگئے ہین ہم تو آ آکر ہماری قبر پر
روتی ہے بن بن کے اب ابر بہاری آرزو

سر تمہاری پانون پر ہو اور جائی دم نکل
یہہ تمنا ہے ہماری یہہ ہماری آرزو

وصل کی شب مجہہ سے ہنسکر یون وہ فرمانے لگے
اب تو لو رونق ہوئی پوری تمہاری آرزو

آج تو می پئین گے ہم بے خبری نہو نہو
کام ہمین خمار سے دردسری نہو نہو

جب سے گیا ہے نامہ بر یار کی کچہہ نہین خبر
لائے جواب خط تو وہ نے خوشخبری نہو نہو

ہان وہ رہین حجاب مین مونہہ سے تو کچہہ جواب دین
دل کو تو ہو قرار کچہہ جلوہ گری نہو نہو

زخم جگر کو دیکہکر کہتے ہین مجہہ سی بخیہ گر
ہم سے تو ایسے زخم کی بخیہ گری نہو نہو

کچہہ تو سنے وہ حالِ دل کچہہ تو کہی زبان سے وہ
اپنی یہی ہے آرزو شکوہ گری نہو نہو

ہجر سے موت خوب ہے اُسکی گلی مین مر رہین
جان چہٹے عذاب سی نوحہ گری نہو نہو

وحشتِ دل ضرور ہے کچہہ ہو نشانِ جنون
پردہ دری تو چاہیے جامہ دری نہو نہو

گو وہ جواب کچہہ نہ دین حال مرا وہ سن تو لین
اس سے نہین ہے بحث کچہہ داد گری نہو نہو

بہاڑ مین جائے یہہ وفا خاک مین ہم تو مل گئے
اب بہی جو صاف دل ترا رشک پری نہو نہو

ایک وہ آنکی سادگی اور ہزار شوخیان
حسن و ادا ہی چاہیے عشوہ گری نہو نہو

ابر ہے سیر باغ ہے بادہ کشی بہی چاہیے
دُرد تو ہو گی ساقیا تنگ بہری نہو نہو

تیغ نگاہِ یار سے کہائین گے زخم دل پہ ہم
بخیہ گران دہر سے بخیہ گری نہو نہ ہو

راہ مین اُسکی مر مٹے حق وفا ادا ہوا
مرگ مآلِ عشق ہے نامُوری نہو نہو

کوئی علاقہ عشق کا تجہہ مین نہین ہی بوالہوس
خشک لبی تو چاہیے چشم تری نہو نہو

رونق خستہ حال ہے خسروِ کشورِ سخن
دردِ سری اُٹھائے کون تاجوری نہو نہو

---

مستی مین نہ دیکہو نگہہ قہر سے مجہکو
یہہ آبِ بقا کم نہین کچہہ زہر سے مجہکو

کیا دیکہتے ہو تم نظرِ قہر سے مجہکو
کیا خوب ڈراتے ہو مگر زہر سے مجہکو

شورش سے ہے مری دشت نوردی ہی مسلّم
وحشت ہے نکلنا ہی پڑا شہر سے مجہکو

سمجہے کہ نہ سمجہے کوئی قاتل تہہین میرا
دیکہو کہ نہ دیکہو نگہہ قہر سے مجہکو

آزاد ہون مین بند تعلق سے غرض کیا
دیوانہ ہون مین کام ہے کیا شہر سے مجہکو

آماجگہِ ناوکِ آفات بلا ہون
دیکہا ہے یہہ کسنے نگہِ قہر سے مجہکو

اچہا ہے کہ کچہہ دیکہہ کے اغیار تو مٹجائین
خوش ہون کہ وہ دیکہین نگہہ قہر سے مجہکو

سرخوش ہون مئی عشق مین کچہہ سر پہ گذر جائے
کیا خوف ہے آشوبِ گہِ دہر سے مجہکو

بیفکر ہون دریائے محبت مین شناور
گرداب سے ہی خوف نہ کچہہ لہر سے مجہکو

کچہہ زخم الم دل مین ہین کچہہ داغ جگر مین
یہہ پہول ملے ہین چمنِ دہر سے مجہکو

شوخی سے تصدق کہ نمایان ہی محبت
یون دیکہتے ہین وہ نظرِ قہر سے مجہکو

کچہہ کام نہ الفت مین کیا دیدۂ تر نے
کچہہ بہی نہوا فائدہ اس نہر سے مجہکو

دیکہے ہین بہت گریۂ فرقت کے تموج
کیون بحر ڈراتا ہے عبث لہر سے مجہکو

ہردم دل عشاق کو ہے آرزوئی مرگ
وحشت مین بھی یہان کوئی صنم پیش نظر ہے
اس واسطے الفت ہے بدل زہر سی مجھکو
ویرانہ سے مطلب نہ غرض شہر سے مجھکو

رونق وہ دم گلگشت ہے اور ساتھ نہین وہ
نفرت سی ہے نفرت چمن و نہر سے مجھکو

ہو نہ ترک عاشقی کیسا ہی نقصان ہو تو ہو
عشق مین ثابت قدم یون کوئی انسان ہو تو ہو
قتل کرتا ہی جہان کو کسقدر بے رحم ہے
رحم اُس کافر کے دلمین گر مسلمان ہو تو ہو
قاعدہ ہی انس کا ہمجنس کا ہم جنس سے
وہ پری مانوس ہو کسطرح انسان ہو تو ہو
کچھہ پتا لگتا نہین اپنے دل گم گشتہ کا
کوچۂ گیسو مین دیکھو کوئی گروہان ہو تو ہو
ہون وہ غمدیدہ نہین تا زیست امید نشاط
بعد مرنیکے دل پژمردہ شادان ہو تو ہو
دیکھتا ہون جب اُسے بیجان ہو جاتا ہون مین
ہمکلامی یار سے جب جسم مین جان ہو تو ہو
عشق صادق ہی ترا تو وصل بھی ہو جائیگا
ای دل ناشاد یون تو گر پریشان ہو تو ہو
زندگی دشوار ہی خوش ہون جو سر کاٹے کوئی
بار سر ہو دور گو یون بار جان ہو تو ہو
عمر بھر کی بت پرستی گلرخون کے عشق مین
ای دل کمبخت تو اب بھی مسلمان ہو تو ہو

۴۷

ہی جہان مین کون رونق ہمسر گیسوی یار
ہان اگر اپنی شب تاریک ہجران ہو تو ہو

ممکن نہین کہ عشق سے دلپر اثر نہو
بیداد ہو نہ کچھہ علاقہ اگر نہو
مفلس بھی کامیاب کبھی عمر بھر نہو
ہی خوار عشق پاس جو انسان کے زر نہو
تو ذبح کر کہ ہجر سے اب تنگ آ گئے
کم بخت سر ہی جائے تو یہہ درد سر نہو
خوش قامتون سی فیض جہان مین نہو کبھی
حاصل کسیکو سرو سہی سے ثمر ہو

وہ کاش پھر بام پر آئین شب وصال / خجلت سے آفتاب نہ نکلے سحر نہو

کہتے ہین جسکو اہل جہان آفتاب حشر / شک ہے کہ وہ مرا کہین داغ جگر نہو

کیا کیا ستم اُٹھانے پڑے ہین ایدل خراب / کہتے تہے ہم کہ شیفتہ اُس شوخ پر نہو

گرمی سوز عشق سے وہ تشنہ کام ہون / دریا بہی ڈال دین تو مرا حلق تر نہو

صاحب نظر اُسیکو سمجہتے ہین اہل دل / جز عشق جسمین جوہر فضل و ہنر نہو

ہان آبروئی رفتہ کا آنا محال ہے / تدبیر سے پہر آئے یہہ آب گہر نہو

جو تیری آستانہ پہ اپنی جبین گہسے / اُسکو تمام عمر کبہی دردِ سر نہو

رونق یہہ ایکدم نہین رہتے ہین آشنا / نازان تو ان حسینون کے اخلاص پر نہو

ہو دردِ دل کہ دردِ جگر کچھہ نکچھہ تو ہو / دنیا مین دل لگی کا ثمر کچھہ نکچھہ تو ہو

باتین نہ مجھہ سے کیجیے اشارہ تو کیجیے / بزم عدو مین لطف ادہر کچھہ نکچھہ تو ہو

چاہے زیان غیر مین اپنا جو نفع تو / اُس نفع مین ترا بہی ضرر کچھہ نکچھہ تو ہو

حسرت ہو غم ہو درد ہو دلمین دم اخیر / ہمراہ اپنے زاد سفر کچھہ نکچھہ تو ہو

محتاج ہو کبہی نہ مصیبت مین اور کا / انسان کے پاس نقد ہنر کچھہ نکچھہ تو ہو

مین سر کرون نثار کہ قربان جان کو / ہان نذر یار ہو رشکِ قمر کچھہ نکچھہ تو ہو

محشر ہو یا زمین پہ شمس و قمر گرین / وہ شوخ اگر اُٹھائے نظر کچھہ نکچھہ تو ہو

عاشق کو ہو محبت کامل تو ہی یقین / معشوق کے بہی دلمین اثر کچھہ نکچھہ تو ہو

رونق شب وصال مین نالے اگر کرے / گہ ہو جہان زیر و زبر کچھہ نکچھہ تو ہو

دل ہوا خاک اور جگر بہی تو
پا لیا عشق کا ثمر بہی تو

دل ہے کیا دین ہم اُنکو سر بہی تو
اس طرف وہ کرین گذر بہی تو

نہین لاتا کوئی خبر بہی تو
مر گیا جا کے نامہ بر بہی تو

کیا وہ باندہینگے قتل پر میرے
کچہہ ہو پہلے وہان کمر بہی تو

صبح کو مین ہون اور مرغِ سحر
ہو گی آخر کبہی سحر بہی تو

وہ جو آئے تو صاعقہ کی طرح
کچہہ نہ آیا ہمین نظر بہی تو

وصل بہی عشقمین مین ہی ہجر بہی ہے
گر ہے جنت تو ہے سقر بہی تو

وقف ہی یون ہی سب پہ دولتِ حسن
کیجئے کچہہ کرم ادہر بہی تو

حق سے کیا کچہہ امید بخشش ہے
چاہیئے کچہہ ہو دل مین ڈر بہی تو

دل نہ کہینچے تو اُسکے کوچے مین
کبہی جائین نہ عمر بہر بہی تو

مجہہ سے جو ہو وہ کوہکن سے ہو
کوئی دیکہے مرا ہنر بہی تو

خوب ہے مشغلہ محبت کا
گر اتنا ہی ہے خطر بہی تو

مفلسی اور عشق ٹہیک نہین
چاہیئے کچہہ گرہ مین زر بہی تو

جان تک ہم تو نذر کر دینگے
اسطرف وہ کرین نظر بہی تو

سوز الفت سے آبرو بہی گئی
خشک ہین دیدہائے تر بہی تو

اتنی غفلت نچاہیئے رونق
تجہکو درپیش ہے سفر بہی تو

۳۷۴

کوئی خنجر ہو کہ شمشیر دو سرا تہہ مین ہو
کچہہ علاج دلِ بیتاب نگر ہاتہہ مین ہو

باڑ پر حلق نہ رکہدون تو دغا گر ہی نہین
کبہی وہ دن ہو کہ تلوار اُدہر ہاتہہ مین ہے

پردۂ ابر مین چہپ جائین ہلال و خورشید
اس غضب حسن پہ شمشیر اگر ہاتہہ مین ہو

مجہکو ڈر ہی کہ نزاکت سے نہ پہنچا اُترے
باندہتے کیلئے تعویذ نظر ہاتہہ مین ہو

تم سوا اپنے کسیکو بہی نہ جیتا چہوڑو
موت انسان کی انسان کے اگر ہاتہہ مین ہو

اُسکو مین اپنے گریبان کی بنا دون تصویر
گر کسی طور سے دامان سحر ہاتہہ مین ہو

کچہہ سیاہی حنا کچہہ وہ بیاض کف دست
سکے یون تیری سوا شام و سحر ہاتہہ مین ہو

مین وہ دیوانۂ بدبخت سیہ اختر ہون
ہتکڑی ہو مجہے گر حلقۂ زر ہاتہہ مین ہو

قتل ہو نیکی تو کیا کچہہ ہے خوشی مجہکو ولی
کیا بنے مجہپہ وہان درد اگر ہاتہہ مین ہو

نبض دیکہے تو بنے شمع ہر انگشت طبیب
کچہہ مری سوز درون کا جو اثر ہاتہہ مین ہو

ہو اگر خوبئ قسمت سے موافق طالع
تو زر سرخ ہو مٹی بہی اگر ہاتہہ مین ہو

بید کی طرح سے تہرا ہی زمانہ رونق
گر کبہی اُس ستم آرا کے تبر ہاتہہ مین ہو

وصل اُس سے نہو وصال تو ہو
کہین قصہ کو انفصال تو ہو

گر نہو وصل انتقال تو ہو
نام کو ہی کہین وصال تو ہو

نہ سہی لطف کچہہ عتاب سہی
اُسکے دل مین مرا خیال تو ہو

ہی غلط لاف خوشخرامئ کبک
پہلے اُسکی سی چال ڈہال تو ہو

کیون نہ تجہکو حنا سے ہو غبت
یون کوئی اور پائمال تو ہو

زشت خوئی کا داغ کیسا ہے
پہنے مانا کہ نہ جمال تو ہو

خواب مین بہی جو عرض وصل کرون
ہی یقین کچہہ تمہین ملال تو ہو

غیر بہی پس نجائین میری ساتہہ
چل رہے بے خودانہ چال تو ہو

وہ تو بخشے ہی گا تمام گناہ
مگر انسان کو انفعال تو ہو

مصلحت ہے طپیدگی دل کی
مگر اُن کو ادہر خیال تو ہو

ہے نہ چارہ وہ حسین مانا
پر تمہاری سی چال ڈہال تو ہو

جی مین آتا ہے توڑیے توبہ
میکشی خوب ایک سال تو ہو

قول اپنا یہی ہے ای رونق
کوئی فن ہو مگر کمال تو ہو

شیشہ کوئی پیو کوئی دو چار جام لو
تم پیکے ایک جرعہ نشہ کا نہ نام لو

رحمت ہے عام بادہ پیو اور جام لو
کیون ڈر رہے ہو ساقیٔ کوثر کا نام لو

یہان ہمتو خون دل پئین افسوس و رشک سے
وہان تم عدو کے ہاتہہ سے صہبا کا جام لو

مرتے ہین ہمتو عرض مگر سیکشو نسے ہے
رکہنا ہمین بہی یاد جو صہبا کا جام لو

بے یار کس طرح سے پئین آب زندگی
جاتے ہین ہمتو خضر علیہ السلام لو

واعظ جو ملگیا کوئی محبوب شوخ و شنگ
ہم بہی کہینگے دور سے حضرت سلام لو

الفت کے داغ اُٹہائیے کہ غم رشک غیر کا
ہوگا یہہ کیونکہ دل سے کوئی ایک کام لو

خدمتین بندگی مین ادب مین نہ مجہہ سے ہون
دو چار کیا ہزار اگر تم غلام لو

بد عہدیون سے کسکو تمہارا ہی اعتبار
دو بوسے اور سر کو مری لا کلام لو

یہہ خوف ہی کہ موںہہ سے نہ باہر نکل پڑے
مین نالہ کش ہون کوئی مری دلکو تہام لو

جب دل ہی دے چکا ہون تو ہی جان ہاں کیا
موجود میری پاس ہے جو کچہہ تمام لو

رونق بقول حضرت تنویر عشق مین
چہوڑو ہوس کو صبر کے دامن کو تہام لو

۲۷۷

دل و دین سے گئین ایکدم مین ستمگر دونو — سحر فن ہین غضب آنکھین تری کافر دونو
زیست اور موت لب و چشم کی جا کر دونو — قتل کرتی ہین جلاتی ہین برابر دونو
عشوہ و غمزہ ہین اُس چشم کے نوکر دونو — زیرِ دامن ہین چھپائی ہوئی خنجر دونو
مجھہ سے یہہ ضد ہے کہ خط لیکے کبوتر جو گیا — تو ستمگار نے کتری وہین شہپر دونو
کثرتِ درد ہے اور ساتھہ ہجوم غم ہے — کشورِ دل پہ فرس تاز ہین لشکر دونو
نالہ و آہ کے یہہ رنگ ہین فرقت مین تری — کہ نکلتے ہین فلک سے بہی گذر کر دونو
سرمہ سا چشم کے آتے ہین جو دنبالے یاد — دل مین چبھتے ہین مری صورتِ نشتر دونو
چاندنی رات ہے تو آؤ چلین کوٹھے پر — سو رہین اوڑھ کے مہتاب کی چادر دونو
گردشِ شمس و قمر تو نہ سمجھنا خالی — کھا رہے ہین تری نظّارہ پہ چکّر دونو
جسکو لپٹین پہر آسے جان ہی لیکر چھوڑین — کیا بلا ہین ترے گیسوئے معنبر دونو
زلف اور رخ کے تصور مین یہہ بیخود ہون مین — کہ شب و روز ہین آنکھون مین برابر دونو
وہ شہ مصر ہے سلطان دو عالم یہہ ہے — کس طرح یوسف و احمد ہون برابر دونو
قتل ہے عین خوشی تیرہی قدم کی سوگند — ہاتھہ باندھے ہین مری کیلئے دلبر دونو
تیرے دیوانہ کا کل کا خدا حافظ ہے — ایک زنجیر ہے اور پانون مین دلبر دونو
جان احمدؐ پہ فدا دل ہے علی پر قربان — ہین یہہ کونین مین کونین سے بہتر دونو
ہین مرے نام مین جو اسم مبارک انکے — یہی مالک ہین مرے اور یہی رہبر دونو

ہجر مین دیکھیے کیا رنگ دکھائی رونق
ڈر ہے آنکھون سے کہ طوفانکی ہین یہ گہر دونو

کثرتِ اندوہ مین آہ و فغان کیونکر نہو — اے ستمگر فوج ہی اسمین نشان کیونکر نہو

کوچۂ دلدار مین اپنا مکان کیونکر ہو
سچ ہے بلبل کا چمنمین آشیان کیونکر ہو

حال مظلومی و خاموشی کا میری عشق مین
سنکے ہر انسان کے دانتون مین زبان کیونکر ہو

اک اشارہ مین مری سر کو کیا تن سے جدا
قابلِ تحسین یہہ تیغ بے امان کیونکر ہو

گر قدم رنجہ کری وہ سرو قدوہ رشکِ حور
گہر ہمارا غیرتِ باغِ جنان کیونکر ہو

محفلِ اغیار ناکس اور تیری گفتگو
ہر بشر پہ فاش یہہ رازِ نہان کیونکر ہو

سینہ اُسکا چہد گیا ہے اہی تیر آہ سے
دشمنِ جانی ہمارا آسمان کیونکر ہو

ہی شبِ غم اور نالے ہین ترقی پر مرے
آسمان پر آج شورِ الامان کیونکر ہو

کہنے کو عاشق بنے معشوق سننے کو بنے
کان ہین گل کے تو بلبل بے زبان کیونکر ہو

کشمکش مین پردہ محمل ہے مثل جان قیس
حال سے لیلی کے واقف ساربان کیونکر ہو

۲۷۹

ہی وہ عالیقدر رونق مہوشان دہر سے
سب مکانون سے بلند اُسکا مکان کیونکر ہو

جب کہ وہ گلعذار پاس نہو
کسطرح دل مرا اوداس نہو

جان ہے یار کیون نہ درجاؤن
ایک دم بہی اگر وہ پاس نہو

مجہہ کو پینے سے کام ہے ساقی
خم می دے اگر گلاس نہو

آخر انجام عاشقی ہے وصال
اہی دل اس ہجر مین اوداس نہو

جان و دل گر نہون تو کیا غم ہی
ہو وہ پاس اور کوئی پاس نہو

۲۸۰

لطف کیا عاشقی کا ای رونق
یار جبتک ادا شناس نہو

نگاہِ ناز کہینچو سرمہ کی تحریر تو کہینچو
ذرا صورت گر اُس چشم کی تصویر تو کہینچو

کوئی آسان ہی چھٹنا حضرتِ دل عشق گیسو سے
کوئی دن سر پہ آفت پاؤن مین زنجیر تو کھینچو

بہت گستاخ یک اٹھتے ہین بیجا لاف الفت ہی
ذرا تم کان اعدا کے دم تقریر تو کھینچو

نہ رسی باندھکر تم پاؤن مین کھینچو پس مردن
ملائی خاک مین ہے گرمی توقیر تو کھینچو

مرا کیا خوفِ جان ہے تیر یہان بلبلین بگڑتا ہے
جو دم نکلے نکلنے دو تم اپنا تیر تو کھینچو

بہت اہل ہوس مین دہاک ہی شمشیر بازی کی
ہمارے سامنے آکر ذرا شمشیر تو کھینچو

عبث نالان ہوا تنے فرقت دلدار مین رونق
اگر ہے کچھہ تمہاری آہ مین تاثیر تو کھینچو

آہ دل سے مرے گر پیدا ہو
چرخ پر جا کے شرر پیدا ہو

سایۂ زلف سے خوف آتا ہے
کہ نہ وہان درد کمر پیدا ہو

حسن یہہ ہے کہ شب یلدا مین
رخ جو کھولے تو سحر پیدا ہو

ضبط اسرار نے مجھکو مارا
کس طرح دل کی خبر پیدا ہو

اُسکے دانتون کی جو تعریف لکھون
حرف کے بدلے گہر پیدا ہو

تجھکو سب حسن دیا اب تجھہ سا
کیا کوئی اور بشر پیدا ہو

وہ نظر ڈالیو رونق نہ کہین
جان کا جس سے ضرر پیدا ہو

کچھہ ہو دوا سے اور نہ کسیکی دعا سے ہو
بیمارِ دردِ عشق تو اچھا خدا سے ہو

دلخستہ جو کوئی نگہِ دلربا سے ہو
ممکن نہین کہ فائدہ اُسکو دوا سے ہو

اگلی سی وہ نگاہ نہین وہ کرم نہین
آنکھین یہہ کہہ رہی ہین کہ ہم پر خفا سے ہو

دل ہے مرا وہ غنچۂ خاموش باغ مین
جو اک ذرا شگفتہ نہ بادِ صبا سے ہو

خونریزیوں سے باز رہے کیوں نہ ترک چرخ
رنگین وہ دست ناز جو رنگ حنا سے ہو

مقصد ہے یہہ علاج سے بیمار عشق کو
صحت نہو تو کام ہی آخر دوا سے ہو

سودا زدہ ہوں سایۂ دیوار یار کا
دل کیونکہ شاد سایۂ بال ہما سے ہو

جو استخوان ہے نذر سگ کوئی یار ہے
شرمندہ کیوں نہ آنکھہ ہماری ہما سے ہو

تنہا لحد میں چھوڑکے گھر کو چلے گئے
ہمکو امید خاک کسی آشنا سے ہو

ناخن سے اپنے کیا گرہ بخت کھل سکے
الجھا ہوا جب اپنے ہی بند قبا سے ہو

چہرہ ہے زرد خشک ہیں لب چشم خونفشان
رونق تم اندنوں تو کہیں مبتلا سے ہو

ذکر رخصت کیا ابھی ٹھنڈا جگر ہونے تو دو
گھر کو جانا اپنے تم لیکن سحر ہونے تو دو

خون سے رنگین سب زمین ہوگی بنیگا لالہ زار
غیر کا تم اپنے کوچہ میں گذر ہونے تو دو

برق سی بیتاب ہوکر آئینگے دوڑے ہوئے
انکو میری بیقراری کی خبر ہونے تو دو

تم سے کیا ہوگا مقابل تاب کیا خورشید کی
چہرۂ پر نور کو کہو لو سحر ہونے تو دو

آتش و آب و ہوا و خاک ہوجائینگے ایک
آہ سوزاں سے مری پیدا اثر ہونے تو دو

نکلے آتے ہو ابھی سینہ سی میری کسلیے
ایدل وجان اسطرف اسکی نظر ہونے تو دو

دن کو ملتا ہوں تو مجھکو ٹالتا ہے رات پر
شبکو جاتا ہوں تو کہتا ہی سحر ہونے تو دو

قدر سمجھیگا مری الفت کی اپنے حسن سے
آئینہ اس شوخ کی پیش نظر ہونے تو دو

دیکھکر سیر دو عالم پھر کہاں جاتا ہے وہ
دلمیں میرے تیر کا اسکے گذر ہونے تو دو

نام سے اغیار کے نفرت اسے ہوجائیگی
اسپہ ظاہر میری الفت کا اثر ہونے تو دو

ابر دریا بار پر رونق شرف لیجائیگا

قطرہ ہائے اشک سے رومال تر ہونے تو دو

لامکان تک جائین یہان سے ہم سفر اتنا تو ہو
جستجو اتنی تو ہو عشق کمر اتنا تو ہو

آئینہ دل کا مجلّے جسقدر ہو خوب ہے
جسمین صورت یار کی آئے نظر اتنا تو ہو

بود و باش تنگ نائے دہر سے دلتنگ ہے
پاؤن پھیلا کر جہان سو رہئے گھر اتنا تو ہو

آئینہ مین دیکھکر دندان کی اپنے آب و تاب
جنکے کہتے ہین کہ خوبی مین گہر اتنا تو ہو

غیر کے پہلو مین میری سامنے بیٹھے ہوئے
مجھہ سے کہتے ہین محبت مین اثر اتنا تو ہو

آہ آہستہ سے بھر کر نعش پر میری کہا
عشق مین ثابت قدم ہو تو بشر اتنا تو ہو

مثل عنقا جستجو مین ہو گئے ہم آپ گم
گر کوئی ہو محو مضمون کمر اتنا تو ہو

دوستون نے وصل کی تدبیر تو رونق نکی
حال کی میرے کرین اسکو خبر اتنا تو ہو

معالج ہمارے قضا ہو تو ہو
ہمین موت سے ہی شفا ہو تو ہو

چرا لے گیا کون دل کو مرے
اگر کار دزد حنا ہو تو ہو

تغافل سے شکوے کئے جاؤنگا
جو اسبات پر تم خفا ہو تو ہو

ترے تیر سے اور بچ جائے صید
جو قسمت ہی سے کچھہ خطا ہو تو ہو

غریق محیط الم کا شریک
کوئی دل ہی سا آشنا ہو تو ہو

مجھے دیکھکر زار کہتے ہین وہ
مسیحا سے اسکی شفا ہو تو ہو

۲۸۶

شب ماہ کا لطف رونق کہان
اگر پاس وہ مہ لقا ہو تو ہو

غیر کی محفل مین جاتا ہے وہ پرفن رات کو
جانتا ہون بڑہ کے کچھہ دشمن سے دشمن بات کو

ہی چراغ نالۂ مجنون جو روشن رات کو
وادی ایمن بنا ہے نجد کا بن رات کو

روز و شب رہتا ہی اپنا جوش وحشت مین یہ حال
دن کو گر اُلٹے گریبان ہے تو دامن رات کو

شب جو آنے کو کہا اُس سے تو اُسنے یون کہا
کسطرح خورشید نکلے مشرق من رات کو

شمع خجلت سے وہین محفل مین ٹھنڈی ہو گئی
اُٹھ گیا جو اُس نقاب رخ کا دامن رات کو

رات کو جاتا ہون تو کہتا ہی دن کو آئے
دن کو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ پرفن رات کو

کبک اور پروانہ دونو صبح تک لڑتے رہے
دیکھکر محفل مین اُسکا روی روشن رات کو

کیون اُلجھتے ہو غلط ہی یہہ کہ بزم غیر مین
آپ اور می سے ہوئے آلودہ دامن رات کو

رونق اپنے روی روشن سے جو وہ اُٹھے نقاب
ذرہ ذرہ ہو زمین کا مہر روشن رات کو

رنج کا رنج نہ راحت کی ہے راحت ہمکو
فیض خالق سے ملی ہے یہ طبیعت ہمکو

مانگتے مانگتے کیا کچھ ہوئی مدت ہم کو
بوسۂ لب کو ہی ہو جائے عنایت ہمکو

بعد مردن جو ملی رنج سے مہلت ہم کو
آ گئی یاد لحد مین شب فرقت ہم کو

دشمن و دوست برابر ہین نظر مین اپنی
نہ عداوت ہے کسیسے نہ محبت ہمکو

غرق عصیان مین ہم اک اک سے ہین چھپتے پھرتے
ڈھونڈتی پھرتی ہے اللہ کی رحمت ہمکو

ذوق ہو لینگے نہ دشنام لب شیرین کا
عمر بھر یاد رہیگی یہہ حلاوت ہمکو

دیکھیے کیونکہ نکیرین کو مرقد مین جواب
غم جانان سے تو دم بھر نہین فرصت ہمکو

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا اُسکو دئے
درد و یاس و الم و حسرت و فرقت ہمکو

دولت عشق نے عالم سے کیا مستغنی
اب کسی چیز کی مطلق نہین حاجت ہمکو

تیرے کوچہ کی زمین سایۂ دیوار ترا
یہی جنت ہے یہی نعمت جنت ہمکو

جو گنہ ہم سے ہوئے ہون وہ بنی عین ثواب
اپنے عصیان پہ اگر آئے ندامت ہمکو

صورت آئینہ ہم رکہتے ہین دل اپنا صاف
نہین اک ذرہ کسی سے بہی کدورت ہمکو

اُسکی رفتار سے کچہہ بڑہ کے نہین ہی فتنہ
ہوگئی حشر کی معلوم حقیقت ہمکو

دیکہکر مہر جہانتاب کو صبح شب وصل
آگیا یاد وہین روز قیامت ہمکو

مثل اشک اپنی نظر سی بہی گرے جاتے ہین
غم فرقت مین یہانتک ہی ندامت ہمکو

نالہ و آہ سے ہم حشر بپا کرتے ہین
یاد آتا ہے جب اُنکا قد و قامت ہمکو

لو وہ ایسے ہین کہ ایسونسی بہی ہوتے ہین دوچار
آئینہ دیکہہ کے رونق ہوئی حیرت ہمکو

۲۸۸

اُسکے پرتو نے کیا ہے شرمسار آئینہ کو
دیکہتا ہون آپ پیش روئی یار آئینہ کو

رشک سے لیتا ہون اپنے سرسی مار آئینہ کو
دیکہکر مونہہ پیار کرتا ہے جو یار آئینہ کو

دیکہتا ہے کس ادا سے وہ نگار آئینہ کو
بار بار اپنی طرف اور بار بار آئینہ کو

چہوڑتا دم بہر نہین ہی وہ نگار آئینہ کو
کیا ہی قسمت دی ہوا ہی پروردگار آئینہ کو

دیکہتے ہی دیکہتے لاکہون کو خود بین کردیا
حال سب کہل جائیگا روز شمار آئینہ کو

روز و شب رہتا ہی حیر تمین یہ حیرت ہی مجہے
کس پری تمثال کا ہی انتظار آئینہ کو

سامنے سے اسلئے دم بہر جدا ہوتا نہین
آپ کا مطلق نہین ہی اعتبار آئینہ کو

رشک آتا ہی کہ ہم تو یون پس پردہ رہین
اور دکہائین آپ جوبن کا ابہار آئینہ کو

کیون مکدر ہو نہ انسان آئی جب دلمین غبار
ہان مکدر کرہی دیتا ہی غبار آئینہ کو

آئینہ سی صاف تر رکہتے ہین ہم پہلو مین دل
ای سکندر لیکے اپنے سر سے مار آئینہ کو

اُسکے مونہہ کو دیکہتے ہی عین حیرت بنگیا
جانتے تہے ہم بہت کچہہ ہوشیار آئینہ کو

کوئی جیسا ہو اُسے ویسا ہی آتا ہی نظر
نیک و بد کا کچھہ نہین ہی اختیار آئینہ کو

سامنے سی ایکدم اُسکے جدا ہوتا نہین
اپنی مجبوری یہہ ہی یہہ اختیار آئینہ کو

عکس گیسو نے کیا ہی سنبلستان آئینہ
عکس عارض نے بنایا ہے بہار آئینہ کو

حیرتی دونو ہین قابل دیکھنے کے سیر ہے
دیکھتا ہے یار کو آئینہ یار آئینہ کو

دیکھتا ہے جب ہما حسن کو آئینہ مین
چوم لیتا ہے وہ گل بے اختیار آئینہ کو

دل مین رہتا ہے تصور یار کے رخسار کا
کیا لیا ہے ہمنے شیشہ مین اُتار آئینہ کو

اس سی فرصت اُس خود آرا کو نہین ہی ایکدم
ہے دعا توڑی کہین پروردگار آئینہ کو

پاک طینت ہی ہین رونق سبکو منظور نظر
چاہتے ہین مفلس و ذی اقتدار آئینہ کو

کیا دخل مہربان جو کسیکو خبر بھی ہو
پر ہے سے دوستی تمہین مد نظر بھی ہو

جب ہے سخن کہ صحبت اہل نظر بھی ہو
دریا مین ہو صدف تو صدف مین گہر بھی ہو

کیا سوچتا ہے سر کو مری تن سی کر جدا
اے تیغ زن یہہ قصہ کہین مختصر بھی ہو

دیوار و در سے سر کو نہ پھوڑین تو کیا کرین
کاٹو کسیطرح سے شب غم بسر بھی ہو

ناحق ہون چارہ جوئی بیجا سی منفعل
کچھہ چارہ گر سے چارۂ زخم جگر بھی ہو

باغ جہان کی سیر اگر چاہتا ہے تو
غنچہ کیطرح چاہیئے مٹھی مین زر بھی ہو

ہم آہ بے اثر کو نہین آہ جانتے
کہتے ہین اُسکو آہ کہ جسمین اثر بھی ہو

انکار میری نامہ بری سے درست ہی
بیچارہ نامہ بر کی وہانتک گذر بھی ہو

اہل دول مین چاہیئے ہو جوہر سخا
وہ ہی شجر ہے خوب کہ جسمین ثمر بھی ہو

سینے کہا جو بے کمر اُنکو تو یہہ کہا
چاہین اُسیکو آپ کہ جسکے کمر بھی ہو

سو بار سامنے تری مرجاؤن بہی جو مین
کیا دخل ہی کہ غم سے مری چشم تر بہی ہو

دونو کے دل ہون آئینہ جب لطف عشق ہے
جیسا خیال دلمین ادہر ہو ادہر بہی ہو

یون آدمی تو سب ہین مگر وہ ہی آدمی
جسمین کہ فضل و جوہر و علم و ہنر بہی ہو

رونق ہزار بار ہون وہ ملتفت ادہر
کم بخت اپنے نالۂ دل مین اثر بہی ہو

تمنا یہہ نہین کرتے کہ خنجر بہیجدو ہمکو
ہمین سر پہوڑنا ہی کوئی پتہر بہیجدو ہمکو

وہ کس مشکل سے آئے ہین اور آتے ہی کہتے ہین
خدا کیواسطے جلدی سے اب گہر بہیجدو ہمکو

تامل ایکدم کا بہی وار کہون تیغ مین ہرگز
جو لکہہ بہیجو کہ دم مین کاٹکر سر بہیجدو ہمکو

تصدق اس لب زبان کے اس پیام یار کی قربان
کہ اپنا حال دل کاغذ پہ لکہکر بہیجدو ہمکو

نہین منظور تمکو وصل گر ہم سے کسی صورت
تو زہر جانگزا کچہہ مول لیکر بہیجدو ہمکو

بسان سنگ اسود واجب التقبیل ہم سمجہین
تم اپنے آستانہ کا جو پتہر بہیجدو ہمکو

نگاہ کامیاب اسکو سمجہہ لین چشم مین کہین
اگر تم ہاتہہ سے تنکا اٹہاکر بہیجدو ہمکو

احبا کو لکہا ہے تنگ آکر اس مقدر سے
کہین بکتا ہو تو لیکر مقدر بہیجدو ہمکو

کہین کیا قیمت دل تم سے جو کچہہ ہی تمہارا ہے
مناسب دلمین تم اپنے سمجہکر بہیجدو ہمکو

نجائینگے کبہی یہانسے نہ جائینگے کبہی یہانسے
نہین گر قابل محفل تو در پر بہیجدو ہمکو

دم فرقت تفرجگاہ ہستی سخت زندان ہے
سوئی ملک عدم اب بندہ پرور بہیجدو ہمکو

تمہین منظور ہے کیا ہمسے ملنا اور نہین ملنا
زبانی گر نہین کہتے تو لکہکر بہیجدو ہمکو

پیام شوق انہین بہیجا تو رونق یہہ جواب آیا
کہ حال اپنا مفصل خط مین لکہکر بہیجدو ہمکو

۳۶۱

دل ایسا بے خود و غم مبتلا ہو — نشان جسکا نہو اُسپر فدا ہو

جفا پر حضرتِ دل یہہ فدا ہو — جو وہ رسمِ وفا برتے تو کیا ہو

حسین ہو رشکِ گل ہو مہ لقا ہو — مگر یہہ کیا غضب ہے بیوفا ہو

ہمین منظور ہے ہر طرح مرنا — نگاہِ ناز یا تیغ جفا ہو

غلط ہے بات دشمن کی غلط ہے — زبان جلجائے گر کچھہ بہی کہا ہو

اُٹھاتا ہون ستم کس کس طرح سے — بُرا ہو اس محبت کا بُرا ہو

ستم سے ہاتھہ اُٹھاؤ بہی تو اب ہم — کہین گے بیوفا ہو بے وفا ہو

نگاہِ قہر مین جو وان ہے مضمر — الہی وہ ہماری ہی قضا ہو

یہہ کج رفتاریون پر کجکلاہی — حقیقت مین غضب ہی کج ادا ہو

ہمین ہے اپنی الفت سے سروکار — اگر وہ بے وفا ہے بیوفا ہو

تمنا کش ہے جب سے وہان تغافل — یقین ہے یہہ بہی اندازِ قضا ہو

تمہارے ہاتھہ ہے دل کا سفینہ — کہ اس کشتی کے تم ہی ناخدا ہو

کہین تم زہر ہی دیدو دمِ ہجر — کہ بیمارِ محبت کی دوا ہو

اگر بولو نہ مونہہ سے دیکہہ ہی لو — تسلی تو مرے دل کی ذرا ہو

تمہارا حال کہلتا نہین کچھہ — ستم ہو قہر ہو آفت ہو کیا ہو

کبہی لاتی نہ بوئی زلفِ مشکین — نسیم صبح چل یہان سے ہوا ہو

نہوگی کچھہ شبِ فرقت سے بڑھکر — قیامت خیر کیسی ہی بلا ہو

محبت کا ہماری جب کہلے حال — کہ جب تم بہی کسی پر مبتلا ہو

غرض ملتے ہین وہ تلووں سے اپنے — کسیکی چشم ہو دل ہو حنا ہو

دم تیغ آزمائی چھوڑ دی ہاتھہ
سے تجھے ہوا جسے میرا مدعا ہو
تمہارے ظلم اٹھو ہیں ہماری
مگر کچھہ ظلم کی بہی انتہا ہو
ہمارے درد دل کا پوچھنا کیا
بیان اُسکا ہو جسکی انتہا ہو

نہ چھوڑو شوق و ذوق بادہ خواری
جہانتک ہو سکے رونق نباہو

نہ نکلا کچھہ میری نالون سے پتھر ہو تو ایسا ہو
کئے ظلم اور بہی مجھپر ستمگر ہو تو ایسا ہو

کیا تسخیر ایک دم مین فسونگر ہو تو ایسا ہو
لٹایا تون مین دل انداز دلبر ہو تو ایسا ہو

تری جلوؤن سے نورانی جہان گر ہو تو ایسا ہو
کہ سب کہنے لگین خورشید انور ہو تو ایسا ہو

کنارہ بحر الفت کا کسینے بہی نہین پایا
جو دریا ہو تو ایسا ہو سمندر ہو تو ایسا ہو

کہون سو مرحبا لاکہہ آفرین اے جذب دل تجکو
انہین کیا راہ پر لایا ہے رہبر ہو تو ایسا ہو

نہین ہے خاک گہر مین اور ہزارون داغ ہین دلپر
جو مفلس ہو تو ایسا ہو تونگر ہو تو ایسا ہو

اشارا ایک ادے حاضر ہے عاشق جان نثاری کو
جو بندہ ہو تو ایسا ہو جو نوکر ہو تو ایسا ہو

نہ نکلے دم نکلنے کی ہے حسرت روز فرقت مین
تمنا ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کہلا ہی کیا ہے دل کیا بستہ بند سلاسل ہین
غضب کہلتا ہے دیوانونپہ زیور ہو تو ایسا ہو

سیہ تر خال روئے یار سے میرا ستارا ہے
زبون قسمت سیہ طالع بد اختر ہو تو ایسا ہو

دل و جان پر سہے صدمے پی بخشایش امت
شفیق امت عاصی پیمبر ہو تو ایسا ہو

پڑی ہین در پہ عاشق اور تجلی زار ہے ایوان
اگر در ہو تو ایسا ہو اگر گہر ہو تو ایسا ہو

بہر صورت تمہاری خاک پہنچی اُسکے کوچے مین
ہمارے حکم مین جو باد صرصر ہو تو ایسا ہو

نہ بہولونگا نہ بہولون گا تمہاری یاد کی باتین
وہ کہنا بزم مین مجکو بد اختر ہو تو ایسا ہو

ہمارا رخ بہی روشن دیکہکر ہر ایک کہتا ہی
فلک پر دوسرا گر مہرِ انور ہو تو ایسا ہو

ترحم جو اُسے آجائے اپنی بیت بازو پر
ستم گر ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو

صبا خوشبو بہانے سے جہولیان بہر بہر کے لیجائے
بسا دلمین ہی زلفِ معنبر ہو تو ایسا ہو

غمِ ہر دو جہان جاتا رہی اک جرعہ سی جسکے
عنایت ہمکو ساقی کوئی ساغر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دلمین کیا آسودہ بیٹہا ہی غم انکا
جہان مین ہر آسایش اگر گہر ہو تو ایسا ہو

غضب جانسوز ہی دلکا سفینا آتشِ دل سے
شرارا ہو تو ایسا ہو جو اخگر ہو تو ایسا ہو

کسیکو دیکہکر دل ہو گیا آئینہ کیصورت
جو حیران ہو تو ایسا ہو جو ششدر ہو تو ایسا ہو

نکلتے وہ نہین گہر سے پڑی ہین تگدر مین ہم
مقدر ہو تو ایسا ہو بد اختر ہو تو ایسا ہو

بشکلِ چرخ اکدم بہی ٹہرتے ہم نہین گاہے
ہمارے پاؤن مین جیسا ہی چکر ہو تو ایسا ہو

۲۹۳

جہان ہو تیرہ و تاریک رونق اپنی آنکہو مین
خدا ناخواستہ گر وہ مکدر ہو تو ایسا ہو

تم ہی کہدو کہ اب اسکا مجہے ڈر ہو کہ نہو
ہی تردد کہ شب غم کی سحر ہو کہ نہو

ہو گئے ہم تو فدا اُن کو خبر ہو کہ نہو
ہمنے دل نذر کیا اُنکی نظر ہو کہ نہو

ڈہنگ بیطور ہین کچہہ رات بسر ہو کہ نہو
دیکہیے اس شبِ فرقت کی سحر ہو کہ نہو

نالہ و آہ سے باز آئی نہ باز آئینگے ہم
دل پہ اُس شوخ ستمگر کے اثر ہو کہ نہو

ہائے آتا ہے غمِ یار جگرخواری کو
ایک تردد ہے کہ پہلو مین جگر ہو کہ نہو

اپنے مرنے کی نہین ہی مجہے مطلق پروا
ہی یہی خوف کہ کچہہ اُسکو خبر ہو کہ نہو

تو ہی جب ساتہہ نہو ای چمن آرا امید
تو گلستانِ ارم ہمکو سقر ہو کہ نہو

ہون تو مقتل مین مگر دلمین یہی ہین وسواس
کہ اُنہین قتل مرا مدنظر ہو کہ نہو

ہی نہ معدوم نہ موجود غرض ہی کچھہ شئے
قتل عشاق پہ باندھی ہی کمر ہو کہ نہو

خوف ہی آپ ہی عالم مین ہین ورنہ کبھی
میری نالون ہی جہان زیر و زبر ہو کہ نہو

کچھہ نہین مانگتے ہم اور فلک کیا دیگا
درد دل چاہتے ہین دردِ جگر ہو کہ نہو

ناتوانی یہ کبھی ہی کہ یہہ ہی دل مین خیال
ہمسے طی ملک عدم کا بھی سفر ہو کہ نہو

رشک کہتا ہی مری عشق کی روداد انسے
غیر ہین واقف حال انکو خبر ہو کہ نہو

خیر کچھہ ہو دلِ پر غم سے نکلتے ہین بجا
نالہ و آہ کئے جائین اثر ہو کہ نہو

نگہ شوق سے حائل در و دیوار نہین
دیکھہ لیتے ہین اُسے روزنِ در ہو کہ نہو

کام گریہ سے رہے گرچہ سر مژگان پہ
لخت دل ہو کہ نہو لخت جگر ہو کہ نہو

رنگ لائی ہے بہت تیرگی بخت سیاہ
ہی شب غم مین یہی غم کہ سحر ہو کہ نہو

کوئی جب پاس سی اُٹھہ جائی تو کہئے رونق
درد دل ہو کہ نہو دردِ جگر ہو کہ نہو

یار ہوگا وان دلِ ناشاد تو
ہو نہ صرفِ نالہ و فریاد تو

خاک ہوا ہی عاشقِ ناشاد تو
خوش ہین وہ اسمین کہ ہو برباد تو

حشر تک قائم رہے صیاد تو
ہان اسیرون کو نکر آزاد تو

یاد تیری دل سے جاتی ہی کوئی
حشر تک ہمکو رہیگا یاد تو

پھونکدون اک آہ آتش بار مین
ای فلک رکھتا ہی کیا بنیاد تو

اب شادی ہمکو لیکن یاد رکھہ
جور سہنے کو کرے گا یاد تو

اپنی خود بینی پہ جو ہی محو و مست
اُسپہ شیدا ہی دلِ ناشاد تو

شہر دل ویران ہو یا مسمار ہو
ہی دعا اپنی رہے آباد تو

جب عدو کی جان پہ بنجائیگی — آپ سن لیگا مری فریاد تو
عشق کے دفتر الٹ ڈالے ہین یہان — کیا پڑہاتا ہے ہمین استاد تو
جو رسہکر بہی مرجائے کوئی — کوئی دیتا ہے وفا کی داد تو
سرجدا ہوجائیگا تہہ ایسا لگا — دیکہتا ہے کیا اب ای جلاد تو
ایک فسون تہی بہر تسخیر نگاہ — کاش سن لیتا مری فریاد تو
بزم مین مجہہ سے خفا ہوکر کہا — یہان سے اُٹہہ جا خانمان برباد تو
دل سے اپنی یاد پر قربان ہون — بیخودی مین بہی مجہے ہی یاد تو
روز ہوتے ہین ستم ہم پر نئے — ہی حقیقت مین ستم ایجاد تو

ق

ہم تو چلتے ہین سوئی ملک عدم — شاد رہنا ای دل ناشاد تو
مٹ گیا وہ خار جو آنکہو مین تہا — دی زمانے کو مبارکباد تو
اُن کو ضد ہے نالہ و فریاد سی — ای دل ناداں نکر فریاد تو
بزم سے جاتا ہون دل دیکر تجہے — ہے نشانی کیا رکہیگا یاد تو

سچ بتا رونق تجہے وہ بہی ملا
عشق مین جسکے ہوا برباد تو

۲۹۵ — ردیف ہای

اے چرخ داغ ہجر دیا کیا مضایقہ — سمجہینگے ہم بہی تجہہ سی بہلا کیا مضایقہ
سر لیجئے جو مینے کہا کیا مضایقہ — کس ناز سے جواب دیا کیا مضایقہ

اک مدت دراز سے تہا دل تو آگیا یہاں
اب جان بہی جو لی تو ہوا کیا مضائقہ

ہم بہی تو جان و دل سے ہوئی آپ پر نثار
بوسہ اگر لیا تو لیا کیا مضائقہ

جو دل اسیر اسمین ہی وہ جائیگا کہان
کہو لو تو اپنی زلف دوتا کیا مضائقہ

کیا غم ہے اور ہاتھ لگا تو کہ سر مرا
اک وار مین جدا نہوا کیا مضائقہ

اغیار سے ہی ہمکو شب و روز اختلاط
اور ہو رہے ہو ہمسے خفا کیا مضائقہ

۲۹۶
رونق بہی تیرے دیکھنے والون ہی مین سے ہے
اُسکو بہی کوئی جلوہ دکہا کیا مضائقہ

دیکھکر اُسنے مجھکو پھیرا مونہہ
صبح دیکھا ہے مینے کسکا مونہہ

دیکھکر آئینہ مین اپنا مونہہ
آئینہ کا بہی پہر نہ دیکھا مونہہ

وصف کیا اُس دہان تنگ کے ہون
ہے بڑی بات اور چہوٹا مونہہ

لے لیا نام اُس شکرلب کا
دفعتاً ہو گیا جو میٹھا مونہہ

آپ کا مجھ سے کیا بگاڑ ہوا
دیکھکر مجھکو کیون بنایا مونہہ

نام سن سنکے مرگئے لاکہون
پر نہ دیکھا کسینے اُسکا مونہہ

چھپ گیا مہر پردۂ شب مین
اُسنے غرفہ سے جب نکالا مونہہ

تختۂ گل بنا مرا دامن
اُس گل اندام نے جو پونچھا مونہہ

۲۹۷
خواہش بوسہ اُس سے ای رونق
وہ لب نازک اور تیرا مونہہ

خالِ عارض وہ ترا مثلِ شبِ تار سیاہ
دیکھنا تھا کہ ہوا روز دل زار سیاہ

کفر و ایمان نہین کچھ یہ تگ پہ ہرگز موقوف
ہو نہ کچھ سبحہ سفید اور نہ زنار سیاہ

باغ مین آتش رنگ گل تر سے جلکر ہو گئی بلبل بیتاب کی منقار سیاہ

پھل گیا رنگ صنم قتل سیہ بختی کا خون سے میری ہوئی جلاد کی تلوار سیاہ

ہوتے ہین ہاتھ سیہ لینے سے زر کی اکثر کیا عجب ہی کہ یونہین ہو دل زردار سیاہ

یہہ سیہ بخت جو اُس زلف کے سو مین چلے خامہ سان نقش قدم ہون دم رفتار سیاہ

معتکف یاد مین اک گیسوی شبرنگ کے ہون میری آنکھون مین ہین رونق در و دیوار سیاہ

وہ ربط رکھے اُس بت کافر سے زیادہ ہو جسکو عداوت دل مضطر سے زیادہ

وہان ربط نہین دشمن خود سر سے زیادہ یہان رشک سے دم سینہ مین خنجر سے زیادہ

ہونا ہی لکھا ہی جو مجھے قتل کا پیغام خط یار کا ہے خط مقدر سے زیادہ

اک موج روان بحر پر جوش ہی ہستی کوئی بھی ٹھہرتا نہین دم بھر سے زیادہ

ای اہل ہوس کسلئے ہے اتنی مشقت ملتا ہی نہ کم اور نہ مقدر سے زیادہ

جاتی ہی تو ملتی نہین پھر گرد بھی اُسکی یہہ عمر روان تیز ہی صرصر سے زیادہ

بگڑی ہی نہ کہین دیکھہ دماغ ای دل نادان مانوس نہو زلف معنبر سے زیادہ

آئی بھی تو اک شعلہ و سیماب کیصورت بیٹھے نہ مری پاس وہ دم بھر سے زیادہ

کیون رشک کری رتبہ شہ پر کہ گدا بھی اکثر سے اگر کم ہی تو اکثر سے زیادہ

نازک ہین مگر اُنکی اداؤن کے معانی ہین شیشۂ دل کے لئی پتھر سے زیادہ

آئینہ بنا یا کہ حسین ہو گئی خودبین نادان کوئی ہوگا نہ سکندر سے زیادہ

یہہ خشک نہون ہاتھ سے وہ ہیان سے نیلے نازک ہین لب یار گل تر سے زیادہ

سو حشر اُٹھاتے ہین وہ رفتار سے ہر روز اب خوف نہین شورش محشر سے زیادہ

سب اہلِ نظر خاکِ رہِ یار کو رونق
قیمت مین گران جانتے ہین زر سے زیادہ

نہین اب کچھہ محبت کی نظر وہ
مروت سے ہے تھین رکھنی مگر وہ

نہین آپ سے کچھہ واقف مگر وہ
کہ ہین عاشق سے اپنی بے خبر وہ

یہان ہین مجھہ سے مجھہ مین کسقدر وہ
کہ دلمین ہین نہین آتے نظر وہ

ہمارا مطلبِ جان ہین مگر وہ
کہ ہین بہی اور نہین آتے نظر وہ

جسے صبح قیامت کہہ رہے ہو
مگر ہے روز رخصت کی سحر وہ

سنا ہے ماجرائے جوشِ طوفان
دکہاتی ہے تماشا چشم تر وہ

مجہی سے غیر بہی گرم فغان ہین
کہان سے لائینگی لیکن اثر وہ

حقیقت مین اگر کچھہ ہو تو پہلے
ہمارے قتل پر باندہین کمر وہ

یہان تاب فغان دلمین نہین ہے
رہین آسودہ بیخوف و خطر وہ

سنین اور سنکے وہ بیتاب ہو جاین
مری نالون مین یارب ہو اثر وہ

یہان ہین اپنے دل یہہ اور جگر یہہ
وہان انکی مژہ وہ اور نظر وہ

کسیکا درد کیون پوچہین کسی سے
طریق عشق سے ہین بے خبر وہ

جنہین در تک رسائی بہی نہین تہی
ہوئے ہین آپ کے مدِّ نظر وہ

گئے وہ دن کہ دل مین ولولے تہے
ستمگر اب نہ سودا وہ نہ سر وہ

ہماری سرگذشتِ غم سنین کیون
نہین اب اپنے نالون مین اثر وہ

دمِ نظارہ یہان حیرت وہان شرم
ہوئے بیخود ادہر ہم اور ادہر وہ

نہین جو باخبر وہ ہین خبردار
خبر رکھتے ہین جو ہین بے خبر وہ

ہوئے تہے ہم سے جو کچھہ عہد و پیمان
تجھے کچھہ یاد ہین ای بے خبر وہ

محبت غیر سے ہو جائے دونی
ہمارا زخم دل دیکھے اگر وہ

کبھی تاثیر تہی دل کی کشش مین
رہا کرتے تہے یہان دو دو پہر وہ

چھپے ہین کیا کہ حال شب عیان ہے
مجھے تو مونہہ دکھائین ہین کدہر وہ

نہین رلتین قیامت زا نگاہین
محبت رکھتے ہین دل مین مگر وہ

بڑہائے جاتے ہین رنگ تمنا
ہمین مشتاق اپنا جانکر وہ

مرادین اب مرے دل کی برآئین
ارادہ شرط ہے چاہین اگر وہ

بس اتنے آسرے پر زندگی ہے
کہ ہنس دیتے ہین مجھکو دیکھکر وہ

رہی جو زخمی الفت وہ دل ہے
پریشان جو رہے رونق ہی سر وہ

حنا سے ہین تری یہہ سیمتن ہاتہہ
کہ رشک ماہ تو رشک چمن ہاتہہ

اگر دیکھین تری ای گلبدن ہاتہہ
ملین حسرت سے گلہائی چمن ہاتہہ

مری مٹھی مین ہے گلزار فردوس
دیا ہی تونے ای رشک چمن ہاتہہ

بہت ڈہونڈا کئے ہم مثل عنقا
نہ آیا ایک مضمون دہن ہاتہہ

مری جان پر ستم کس طرح توڑی
یونہین ٹوٹین تری چرخ کہن ہاتہہ

نہ ایسے ہین کسیکے پاؤن نازک
نہ ایسے ہین کسیکے سیمتن ہاتہہ

کبھی کیا رخ پہ ہمنے گل کی پہبتی
ادہر لانا ذرا رشک چمن ہاتہہ

لحد مین سوز غم سے کچھہ نہین ہے
ملے بہر کفن دزد کفن ہاتہہ

تم اُٹھے مبتلا ہو جاؤ مجھہ پر
کوئی ایسا مرے آجائی فن ہاتہہ

بمشکل آکے پہنچا ہون لب بام
ذرا دینا مجھے رشکِ چمن ہاتہہ

پہنچنے کے لئے اُن کے قدم تک
بنے ہین شوق مین ہم جملہ تن ہاتہہ

کسیکے عشق مین گل کہاتی اتنے
کہ ہین اب شاخ گل پر طعنہ زن ہاتہہ

ملے کیا بوالہوس کو دولتِ عشق
کہین آتی ہے بے رنج و محن ہاتہہ

غزل لکہہ اس زمین مین ایسی رونق
کہ تیرے چوم لین اہلِ سخن ہاتہہ

ملے ہین تجہہ سے کیا ای جانمن ہاتہہ
سراپا بنگئے ہین جان و تن ہاتھہ

تری جز و بدن ہین سیمتن ہاتہہ
سمن بر تو ہے اور برگ سمن ہاتھہ

بڑہائے عمر بہر دستِ تمنا
ترے پا تک نہ پہنچے گلبدن ہاتہہ

مجہے دے پہیرون مین آپ خنجر
کہ نازک ہین تری نازک بدن ہاتہہ

کبہی دل پر کبہی داغ جگر پر
بنے ہین میرے بہرِ سوختن ہاتہہ

تاسف کے عوض ہر رشک اُٹہا
کہ مجہہ پر مل رہے ہین مرد و زن ہاتہہ

تری ہاتہون کے قربان دو ہی کرنا
لگانا اسطرح کا تیغ زن ہاتہہ

غضب سوی گریبان دوڑتی ہین
ہمارے پاؤن کا سیکہے چلن ہاتہہ

مری وحشت مین وہ دیوانگی ہے
ملاتے تک نہین اہل وطن ہاتہہ

مری سینہ پہ رکہہ و بعدِ مردن
کہ تسکین دل کو دین زیرِ کفن ہاتہہ

بہلا ایسے سے کیا چشم درستی
زبان ہے دل شکن پیمان شکن ہاتہہ

اُٹہے کیا قتل پر وہ دستِ نازک
کہ ہو رنگ حنا سے خستہ تن ہاتہہ

تری پائے نگارین تک وہ پہنچے
عدو کے چوم لون ای گلبدن ہاتہہ

رہیگا خون حسرت بار گردن
پسِ مردن ہے ماتم حسرتون کا
جنازہ تیرے کشتے کا اُٹھا ہے

نہ ہو رنگ حنا کو دل شکن ہاتھ
نہین رُکتے مرے زیرِ کفن ہاتھ
لگا تو بھی تو اے رشکِ چمن ہاتھ

قرار وصل پر بھی مجھہ سے رونق
ملاتا کب ہے وہ پیمان شکن ہاتھ

۳۰۲ ردیف یای مثناہ تحتانی تحتانی

ترے گیسو ہین ایسے عنبر افشان پُرشکن کالے
نہین تنگ سے سے لب ترے شیرین دہن کالے
ترا وہ حسن دلکش ہے کہ عالم مین ترے رخ پر
چمکتے ہین زمین پر رشک سے جل جلکے ہن کالے
یہہ دودِ آتش گل ہے ہین برگ یاسمن کالے
بہت گورے ہین قربان اور بہت نازک بدن کالے
مجھے ڈر ہے کہ میرے خون کی گرمی سے کہین جلکر
نہ جوہر ہون تری تلوار کے اے تیغزن کالے
خدا سمجھے کہین تجھہ سے کہ گھر کتنے ہوئے دم مین
تری برقِ ستم سے جلکے اے چرخ کہن کالے
سیہ کاری ہماری اہل مقتل پر نہ چھا جائے
نہ ہو جائین پسِ مردن شہیدون کے کفن کالے
مری آنکھون مین تجھہ بن اے سمن بر ہے جہان تیرہ
نظر آتے ہین سب گلہائے نسرین و سمن کالے
سیہ کاری کرنے کیلئے عہد جوانی ہے
نہین پیری مین رہتے دیکھہ لو موے بدن کالے
کسیکے عارضِ شفاف سے کیا اُسکو نسبت ہے
کہ رخ پر ماہ کے ہین داغ اے چرخ کہن کالے

۳۰۳ جو کوئی دیکھہ لے اُس کاکلِ مشکین کو اے رونق
زبان سے پھر نہ ہرگز نام وہ مشک ختن کالے

ہے جان مین طاقت نہ تنِ زار مین دم ہے
یجان الجھی ہوئی عشق مین ہی یار مین دم ہے

لب صدمۂ غم سے تیرے بیمار مین دم ہی
الجہا فقط اک حسرتِ دیدار مین دم ہے

دم بہر مین کئی مرتبہ جاتی ہے فلک پر
اتنا تو مری آہ شرربار مین دم ہے

دم لیگی نہ عاشق کے گلے ملنے سے ہرگز
جب تک کہ ستمگر تری تلوار مین دم ہے

سینہ مین کسیکے ہی لبون پر ہی کسیکے
پوچہے کوئی مجہہ سے تو مرا یار مین دم ہے

کیا دیجئے جان اُسکی نگہ ہائی غلط پر
اُس شوخ فسون کار کی پرکار مین دم ہے

ارّہ کیطرح کاٹ رہا ہے سحرِ عمر
مصروف شب و روز اسی کار مین دم ہے

یہہ حال ہے عشاق کا اُس بزم مین رونق
دو چار جو بے دم ہین تو دو چار مین دم ہی

مری بہی دل کی ہوس نکلین صنم کہین ہیلی
ذرا تو ہو گرہ زلفِ عنبرین ڈہیلی

وہ آئے تیغ کشیدہ تو فرط ہیبت سے
عدو کے تن پہ قبا ہو گئی وہین ڈہیلی

ذرا نہ دیر ہو تا قتل پر اُلٹنے مین
رکہی ہے اسلئے قاتل نے آستین ڈہیلی

رقیب ایک ہے حیوان عجیب لا یعقل
رسن نچہوڑیو تو اسکی سہ جبین ڈہیلی

یہہ سب سہی کہ نہین چین ہجر مین لیکن
عنانِ ضبط نچہوڑا ای دلِ حزین ڈہیلی

نزاکت اُسکی جو دیکہے تو ہر مین شک سے ہو
قبائے غنچۂ نسرین و یاسمن ڈہیلی

بدن سے شوقِ ہم آغوش مین ہو چسپیدہ
پہن بہی لے جو قبا کوئی نازنین ڈہیلی

نفس نفس مین اُلٹ دے جہان کو نفس شریر
طنابِ عمر ہوا اسکی جو ہمنشین ڈہیلی

بندہی ہین اسمین پریشانیان بہی دل کی طرح
نہ کیجو بندشِ جعد بلا قرین ڈہیلی

کشش نہ چہوڑیو ای دستِ جذبِ قیس فدا
مہارِ ناقۂ لیلی نہو کہین ڈہیلی

کچہہ اسکو بندشِ الفاظ سے کیا ہی حسیت

دگر نہ اصل مین رونق ہی یہہ زمین ڈھیلی

کا نہین بجلی ہے وہان بندی کے گوہر کے تلے
یا یہہ ماہ نو نظر آتا ہے اختر کے تلے

یاد مژگان مین کسیکی نیند کیا آئے مجھے
سینکڑون نشتر بچھا رکھے ہین بستر کے تلے

بعد مردن اب یونہین عاشق کو رکھدی زیر خاک
عمر گذری تیری در پر ایک چھپر کے تلے

صورت دولاب پھرتے ہین زمین و آسمان
گاہ اوپر ہین تلے کے گاہ اوپر کے تلے

شور محشر کے بھی ہنگامون سی جاگ اٹھتا نہین
خواب مین ہی بسکہ وہ زانو مری سر کے تلے

اضطراب شوق مین پاس ادب بھی شرط ہے
مرغ دل اپنا نہ تڑپا اسکے خنجر کے تلے

دیکھیو رونق وہ ابروئی ہلالی زیر خال
صاف ماہ نو نظر آتا ہے اختر کے تلے

غیر سے مجھکو الجھتا دیکھکر چلتے ہوئے
دیکھتے تلوار تو باہمد گر چلتے ہوئے

وہ گیا اٹھکر کہ تم جلدی سی گھر چلتے ہوئے
کان مین کچھہ کہہ گیا دشمن مگر چلتے ہوئے

جان لب پر آہی اور آئے خبر لینے کو تم
جذبۂ دل نے دکھایا کچھہ اثر چلتے ہوئے

غنچۂ دل کی مری ہے وہ ہی غم سی بستگی
گرچہ اک مدت ہوئی باد سحر چلتے ہوئے

جائی حیرت ہے کہ منزل پر نہ پہنچا آجتک
چرخ کو مدت ہوئی شام و سحر چلتے ہوئے

حال انس اقربا کا بعد مرنے کے کھلا
چھوڑ کر مرقد مین اپنے اپنے گھر چلتے ہوئے

غیر سے لڑتے تھے ہم وہ سامنے جب آگیا
ایک جانب پھینک کر تیغ و سپر چلتے ہوئے

وادیٔ الفت مین رونق سوچکر رکھنا قدم
ہر قدم پر یہان رہے ہین راہبر چلتے ہوئے

گوش کا گوہر رخ نازک بدن پر بار ہے
قطرۂ شبنم بھی برگ یاسمن پر بار ہے

جب سے دیکھی ہین چشم مست و زلف عنبرین
زندگی اُسدن سے آہوئے ختن پر بار ہے

گر نجا ہی اب ستونِ آہ اُسکو چاہیے
میرے نالون کا تڑا چرخ کہن پر بار ہے

ضعف میرا حد سے گذرا ہی تمہارے ہجر مین
اب قبا ہی زندگی اپنے بدن پر بار ہے

کہل گیا رونق کہ یہہ صدمہ سے اُسکے سخ ہین
پان کا رنگ اُس ستمگر کے ذہن پر بار ہے

دیکھہ لے تمکو جو الفت کی نظر سے آدمی
دور بہاگے سایۂ شمس و قمر سے آدمی

غیر کو کہنا کہ یہہ آیا ہی گہر سے آدمی
چہپ کے جاتا ہی کہان میری نظر سے آدمی

آدمی تجہہ سا نہ دیکہا آجتک اے رشک حور
سینکڑون گذرے ہین اپنی ہی نظر سے آدمی

کچہہ نہ استغنا سے پوچہا گرچہ در پر آپکے
شام تک حاضر رہا میرا سحر سے آدمی

گہر مین وہ گرم سخن ہین حشر ہی باہر بپا
سر پٹکتے ہین کہڑے دیوار و در سے آدمی

عشق کا جوہر ہی مجہہ سے عشق سے میری نمود
آدمی سے ہی ہنر اور ہی ہنر سے آدمی

آدمی کیا کبک و بلبل پر رقابت آرہی
اور رہون گر ایک دو اُس فتنہ گر سے آدمی

جانتی ہین عہد جوشش جانتی ہین عہد نوح
کانپتے ہین مثلِ بید اس چشم تر سے آدمی

اسمانکو پاس سے حیرت سے ہین تکنے لگا
دور جب اُنکا ہوا میری نظر سے آدمی

لامکان تک باندہتا ہی اور تو مضمون سب
ہان مگر ناچار ہے اُسکی کمر سے آدمی

وہ بنے ہین اسطے اسکے یہہ اُنکے لئے
اسلئے ممتاز ہین شمس و قمر سے آدمی

ہو تجہے منظور یارب تو بشر سے ہو ملک
تو اگر چاہے تو ہو پیدا شجر سے آدمی

بوئے زلف اُسکی سونگہا دو جان تازہ پائیگا
کوئی مرتا ہی اگر ہو درد سر سے آدمی

کسکو دنیا مین ہی رونق کچہہ ٹہرنیکی امید

خاک کتنے ہوگئے والا گہر سے آدمی

جہوٹی قسم پہ وصل کا دم دیگیا مجہے
بدلے دوا کے ہای وہ سم دیگیا مجہے

دین سبکو اور کچہہ مرخصت نشانیان
درد فراق و رنج الم دیگیا مجہے

دعویٰ ہے عشق کا تو رضاجوئی یار ہو
وہ لکہہ کے اک یہہ طرفہ رقم دیگیا مجہے

بی آسکی ایکدم بہی نہین لطف زندگی
پر کیا کرون کہ اپنی قسم دیگیا مجہے

رونق وہ زخم دلپہ نہین داغ دیگیا
گویا ہزار باغ ارم دیگیا مجہے

کچہہ اس قدر سے وہ ناوک دل وجگر مین چبہے
کہ خار بنکے گل تر مری نظر مین چبہے

خمیدہ بار الم سے ہوئے ہین کچہہ اتنے
کہ سوئی دشت چلے ہم تو خار سر مین پہ چبہے

پڑا ہی شیشۂ دل چور ہوکے اُس رہ مین
یہہ خوف ہے نہ کہین پای نامہ بر مین پہ چبہے

وہ سوئی بستر گل پر تو مجہکو خوف رہا
کہ مثل خار رگ گل نہ وہان کمر مین پہ چبہے

اگرچہ ضعف سے مین سوکہہ کر ہوا کانٹا
مگر وہ خار ہون دشمن کے جو جگر مین چبہے

وہ زار ہین کہ جو دوزخین ہمسکو ڈالدیا
تو نیشتر کی طرح پہلوئے سقر مین پہ چبہے

فروغ اسکو نہین اُسکے روبرو رونق
وہ رشک ماہ نہ کیون دیدۂ قمر مین پہ چبہے

۳۱۱

کچہہ یار سی کی مینے نہ تقریر ادب سے
وہان لب ہین مری غنچہ تصویر ادب سے

اُس بزم مین کیا کیجئے تقدیر ادب سے
برہم ہوئی وہ ہائی ری تقدیر ادب سے

بسمل بہی تری کتنے ادا سنج ادب ہین
دم تک بہی نہ کہینچا تہ شمشیر ادب سے

مدح خط عارض مین پہ گستاخ ہوا دل
پڑہہ سورۂ اخلاص کی تفسیر ادب سے

الله کا گهر جان کے کیا اوبت کافر
بیٹھا ہے مری دلمین ترا تیر ادب سے

توڑو نہ دل خستہ کہ خود کی ہی قضا نے
اس منزل انوار کی تعمیر ادب سے

ہاتھون کا جہان کام ہو آنکھون سے نکالین
دل سے نہ نکالینگے ترا تیر ادب سے

گر دست رسا پائین منہ خور صنعت چشم
آنکھون پہ رکھین آپ کی تصویر ادب سے

شمشاد اقامت سے ہے گلشن مین سرافراز
رونق یونہین انسان کی ہے توقیر ادب سے

آنکھون مین سرمہ آپ مقرر لگائیے
ہے عزم قتل سان پہ خنجر لگائیے

دل تک ہو چاک تیغ جو سر پر لگائیے
عاشق ہون ہاتھ سوچ سمجھکر لگائیے

اڑجاتی جس سے تیر وہ دلبر لگائیے
صید شکستہ بال کے یون پر لگائیے

یہہ ہے علاج آپکے مجروح کا کہ اور
پہلو مین زخم تیر پہ خنجر لگائیے

چہرے پہ نازکی سے نہ آتی کہین گزند
رخسار سے نہ آپ گل تر لگائیے

افتادہ زیر قصر ہین کچہہ اجنبی سے لوگ
دو چار تاک تاک کے پتھر لگائیے

ساقی کے لطف خاص کی تعظیم ہے ضرور
آنکھون سے جام بادۂ احمر لگائیے

گیرائی عام کیجیے نہ پر تو جمال کے
سودائیون کی بھیڑ نہ در پر لگائیے

اس سنگ در پہ ناصیہ سائی بھی شغل ہے
ہی جبین ایک زور سے ٹکر لگائیے

ہے جبین بہر نور نگہ اسکی خاک پا
سرمہ کی جا اگر ہو میسر لگائیے

۳۱۴

یہہ دلمین ہے کہ چھوڑ کے رونق جہان کو
کوچہ مین اس نگار کے بستر لگائیے

اسکی فرقت مین شب جو رو بیٹھے
ایک عالم کو ہم ڈبو بیٹھے

تم حیا شوخیون سے کہو بیٹھے / اب تو نچلے ذرا رہو بیٹھے

وہ جو ایک چیز تہا بساط مین دل / سو کسیکی طلب مین کہو بیٹھے

اُسکے کوچہ مین جب قدم رکہا / عزت و آبرو کو رو بیٹھے

غم کی آلودگی سے پاک ہین وہ / ہاتہہ جو زندگی سے دہو بیٹھے

وہ مری جان کے ہوئے دشمن / اُسکے پہلو مین دوست جو بیٹھے

کیون کشاکش قبول درد اُٹہائے / غم ترا میرے دل مین ہو بیٹھے

اُسکے در پر بٹہاکے دل نے کہا / بس یہین عمر بہر رہو بیٹھے

کچہہ تو ان بن ہے ورنہ شکوۂ غیر / ہم کہین اور تم سنو بیٹھے

قصر دل ہی مین دیکہہ لو سب کچہہ / اک ذرا صبر سے رہو بیٹھے

اپنی شوخی سے دور دور ہین وہ / میرے پہلو مین ہین وہ گو بیٹھے

کسلئے چپ ہو حضرت رونق / شعر ہی اپنے کچہہ پڑہو بیٹھے

۳۱۴

وہین عمر اپنی بسر ہوگئی / تری جلوہ گہہ مجہکو گہر ہوگئی

مری جان کی طرح وہ ہیچ تہی / کمر باندہنے سے کمر ہوگئی

ڈبویا مرے ساتہہ نام وفا / غضب ہے اگر چشم تر ہوگئی

گلے کچہہ کے کچہہ تہے مگر خیر خیر / جو ہونی تہی ای بے خبر ہوگئی

یونہین زلف و عارض پہ مرتا رہا / یونہین عمر اپنی بسر ہوگئی

مرا نالۂ دل ہے اک زلزلہ / زمین جس سے زیر و زبر ہوگئی

مرا دل کہ تہا دانۂ بارود کا / نگہہ اُسکی اُس پر شرر ہوگئی

ق

برا ہو ترا اے تمنائے وصل
نہ باتیں ہوئیں کچھ نہ راز و نیاز

وہ آئی تو شکل دگر ہو گئی
لپٹ کر جو سوئے سحر ہو گئی

ہوئی ہو گئی شب رنگ اپنے سفید
اُٹھا تو رونق سحر ہو گئی

رخ پہ چھوڑی زلف کیا اس ماہ رشک حور نے
روزِ عاشق پر کیا سایہ شبِ دیجور نے

دی مئے گلگون جو بھر کر ساقیِ مخمور نے
رشک سے تاکا مرے ساغر کو چشم حور نے

جلوۂ خورشید پایا ہے رخِ پر نور نے
سامنے تیری نہ کیں آنکھیں پری حور نے

جان دی عشاق نے فرطِ نیاز عشق میں
بات تک لیکن نہ پوچھی اُس بت مغرور نے

کاوشِ مژگان نے اُسکی رفتہ رفتہ گھر کیا
ہاتھ ڈالا میرے دل کے زخم پر ناسور نے

پیگئے اصرار ساقی سے جو اک دو جرعہ ہم
آبلے ڈالے زبان پر بادۂ انگور نے

خالِ رخ نے گل چراغ انجم گردون کیا
مشعل مہ کو کیا ٹھنڈا رخ پر نور نے

کچھ بنائی ہے قیامت نے مری طرز طپش
کچھ اُڑائی ہے ادا نالہ کی بانگ صور نے

حالِ دل لب تک نہیں آیا کہ کچھ کچھ ہو چکا
قہر کی آنکھوں سے دیکھا مجھکو اُس مغرور نے

وقت رخصت تھا شرر افشان سپیدہ صبح کا
دلپہ میرے کام آتش کا کیا کافور نے

گر یہی ہے شوقِ آرایش تو پھر عاشق کہان
کب اُٹھایا رشک آئینہ کا اُس مہجور نے

جز دلِ عاشق تحمل کسکو سوزِ عشق کا
جل گیا دیکھا جو اُس آتش کا شعلہ طور نے

پڑ رہی ہیں دمبدم کیا کیا نگاہیں تیز تیز
دل کو چھلنی کر دیا رونق کسی مغرور نے

۳۰۱۶

اُنہین جو پاس مرے ایکدو نفس گذری
تو جانتے ہین کہ زندانین سو برس گذری

بس ابتو دیجئے تکلیف دست و بازو کو
امید قتل مین ہمکو کئی برس گذرے

فراق یار مین ونزات سینہ کوبی ہے
یہی ہے زیست تو ہم اس سے ہمنفس گذرے

مثالِ کوچۂ جانان ہے رہگذار جہان
کہ پانچ آئے ادہر سے اُدہر سے دس گذرے

نہ بر ملا مئی گلرنگ یون پیو رونق
یہہ خوف ہی کہ نہ اس راہ سے عسس گذری

جو گرا اس رہ مین مضطر پاؤن اوپر سر تلے
ہی یہان بہتر سے بہتر پاؤن اوپر سر تلے

حسن وہ شی ہے کہ ہاروت اُسکے چاہِ عشق مین
گر پڑا یون ہوش کہو کر پاؤن اوپر سر تلے

ہو سکا جسطرح طے کی عاشقون نے راہ عشق
گرچہ تہا ایک اک قدم پر پاؤن اوپر سر تلے

بیستون پر کوہکن تہا گرم قطع راہِ عشق
ہو گیا کہاتے ہی ٹہوکر پاؤن اوپر سر تلے

جسنے دیکہا اک نظر گرمِ خرامِ ناز اُسے
یون گرا وہ کہا کے چکر پاؤن اوپر سر تلے

دوڑ چلنا کیا کوئی راہِ وفا مین سہل ہے
ہو گئے اعدا کے اکثر پاؤن اوپر سر تلے

روسیاہ و کور باطن کے ہین یون اُلٹی ہی کام
جسطرح رکہتی ہی شب پر پاؤن اوپر سر تلے

سر سے طے کر جادۂ حل مہم مستمند
دیکہہ کیا رکہتا ہے نشتر پاؤن اوپر سر تلے

جو زمین پر ناز سے رکہتے نہ تہے رونق قدم
چلدئے آخر وہ ہوکر پاؤن اوپر سر تلے

۳/۸

رنج والم کا عشق جولاتا کشورِ دل پر لشکر ہی
یہان بہی نالہ و آہ کا اپنی اُسکے برابر لشکر ہی

ناز و ادا و غمزہ کا تری ساتہہ ستمگر لشکر ہی
کعبۂ دل کو جسنے مٹایا یہہ وہ کافر لشکر ہی

رنج والم نے آگہیرا ہی دیکہین کیا کچہ ہوتا ہے
نرغہ کرکے کیا کیا آتا قلعۂ دل پر لشکر ہی

عشق کے فیض و لطف سے ہم بھی لشکر شاہی رکھتے ہین
دستہ دستہ یاس و الم ہے حسرت لشکر لشکر ہے

ایسا کچھ آیا ہے زمانہ جسکو دیکھو ہے وہ حزین
کوچہ بکوچہ رنج کی فوجین غم کا گھر گھر لشکر ہے

رنج و غم و اندوہ سے رونق سر بر ہونا سہل نہین
دیکھ سنبھل کر سامنے آنا یہ کام اور لشکر ہے

جو ایک دم رہے آغوش اس سے یہان خالی
نظر پڑا مجھے ایک ایک سے جہان خالی

اسے جہان کی تمنا اسے جنان کی ہوس
بشر کوئی بھی نہین زیر آسمان خالی

یہ فکر دین سے وہ سرشار حسن دنیا سے
کب این و آن کی ہوس سے ہے این و آن خالی

جو آہ کیجے تو آنسو بھی متصل ہون روان
بغیر فوج کے چلتا نہین نشان خالی

یہ کیونکہ ہو کہ نہو جان نذر ناوک یار
یہ کیونکہ ہو کہ یونہین جائے یہان خالی

لبون پہ آہ علامت ہے سوز الفت کی
بغیر آگ کے اُٹھتا نہین دھوان خالی

حسین جہان کے تری بزم مین ہین پروانہ
پڑا ہے باغ مین بلبل کا آشیان خالی

ق

کبھی وہ دن تھے کہ تھا چشم سے روان دریا
اور اب کہ ضعف سے لیتے ہین ہچکیان خالی

کہان سے روز کے رونیکو رونق آئین سرشک
مثل ہے راست کہ ہو صرف سے کنوان خالی

اُس سے یون وصل کی تدبیر بنی اور بگڑی
ہائے تقدیر کہ تقدیر بنے اور بگڑے

جیسے اطفال کی تحریر بنے اور بگڑے
ہم ترے تودۂ صد تیر بنے اور بگڑے

نہین قسمت مین مگر ذوق اسیری کے مزے
ورنہ حداد سے زنجیر بنے اور بگڑے

فکر مین آنہ سکی خوبیٔ ترکیب اُسکی
ورنہ مانی سے وہ تصویر بنے اور بگڑے

قتل عشاق اُنہین جبکہ تماشا ٹہیرے
دمبدم کیون نہ وہ شمشیر بنی اور بگڑے

وصل کی شکل بگاڑی ہے بناکر یارب
حشر تک یہہ فلک پیر بنے اور بگڑے

اُسکی محفل مین کسے بار سخن ہے **رونق**
جبکہ اک بات مین توقیر بنے اور بگڑے

غیرون کو گزک ہمکو عوض چاٹ کے مٹی
کچھہ سانپ نہین ہم کہ جئین چاٹ کے مٹی

اک طفل مرے سامنے ہین کوہکن و قیس
کہتا ہون مین یہہ بات مگر چاٹ کے مٹی

بے یار کے سب خاک ہے بزم می عشرت
شیشہ کے بہرو مونہہ مین عوض ڈاٹ کے مٹی

بیتابی دل سے نہ اُڑی کنج لحد سے
بہرنا مرے پہلو مین ذرا اُواٹ کے مٹی

ق

اک داغ بہی ہے دامن اشراف مین عیب
پوشاک مین رہتی ہہی لگی جاٹ کے مٹی

ہوتی ہے ذرا داغ سے کم قیمت اطلس
کیا غم ہے لگی بہی جو رہی ٹاٹ کے مٹی

گل پہول لگائی عجب اس طرح مین رونق
کیا خوب بنایا ہے چمن کاٹ کے مٹی

ہوا ہی عجز سے کب آسمان زمین کے تلے
کہ ڈھا رہا ہے غضب آسمان زمین کے تلے

رہیگا چین سے کب آسمان زمین کے تلے
بنی گی ہجر کی شب آسمان زمین کے تلے

عروج رتبہ کو افتادگی بہی لازم ہے
نہین بغیر سبب آسمان زمین کے تلے

بہت اُٹھائی الم اب اُٹھا نہین سکتے
دبا دے ہمکو بہی اب آسمان زمین کے تلے

ستمکشان محبت کو کیا دبائے گا
گیا ہے آپ ہی دب آسمان زمین کے تلے

گئے ہین سینکڑون عشاق ہاتہہ سی تیرے
اُٹھا کے رنج و تعب آسمان زمین کے تلے

دن اور کے بہی تو پہرنے دی کاش ہستی مین
عدو کو کر کے طلب آسمان زمین کے تلے

دعائین موت کی کیا مانگتے ہوا ہی رونق
رکہیگا چین سے کب آسمان زمین کے تلے

تری تکرار بیجا سے ہمارا دل الجہتا ہی
تو اپنا وار کر کسواسطے قاتل الجہتا ہے

غضب ہے کثرتِ انظار مجنون راہ لیلی ہین
کہ ان خارون مین اکثر پردۂ محمل الجہتا ہے

بتاؤ خالِ عارض کو کہین کیا ہم کہ وہ بدخو
کہین اختر تو لڑتا ہے جو کہئے تِل الجہتا ہے

صفا مشرب ہین لیکن کچہہ شعار ایسا ہے رندونکا
کہ انکے ہر سخن پر ناصح جاہل الجہتا ہے

شکن گیسو کی بگڑی سی ہین ژولیدہ ہی پیراہن
تری وارستہ وضعی پر دلِ عاقل الجہتا ہے

نگر سر سے گذر کر سہل طے کیجے رہ الفت
کہ یہان اک اک قدم پر رہبر کامل الجہتا ہے

پڑا ہی سایہ شاید ساربان پر زلف لیلی کا
کہ ناحق قیس سے ظالم سر منزل الجہتا ہے

سبب کیا پوچہتا ہی مجہہ سی پیچ و تاب کا ہمدم
بُری الجہاؤ پڑتے ہین کہین جب دل الجہتا ہے

مری ناکامیون نے مجہکو اُس گیسو مین الجہایا
عدو کیون مثل ناصح مجہہ سی بیجا اصل الجہتا ہے

تجہے جنت سے ہی کام اور کوئی یار سے مجہکو
عبث کیون مجہہ سی واعظ تو سرِ محفل الجہتا ہے

علاقہ کچہہ تعلق سے نہین صافی نہادون کو
کہین کانٹون مین رونق دامنِ ساحل الجہتا ہے

فصل گل و سنبل ہے مزا اور ہی کچہہ ہے
پینے دو مئی ناب ہوا اور ہی کچہہ ہے

نسخہ مین طبیبون نے لکہا اور ہی کچہہ ہے
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچہہ ہے

اغیار سے تہین میری ستانیکی صلاحین
اور مینے جو پوچہا تو کہا اور ہی کچہہ ہے

ذوقِ ہوس وصل پہ مرتے ہین عدو کیا
دردِ غمِ ہجران کا مزا اور ہی کچہہ ہے

کہتے ہین وہ گھبرا کے مجھے دیکھکے غش ہین
مرجائینگے یہہ اُنکو ہوا اور ہی کچھہ ہے

مانگے کوئی دولت کوئی عزت کوئی جنت
اور عاشقِ بیدل کی دعا اور ہی کچھہ ہے

اعدا کی ملاقات سے انکار مسلّم
کیا کہیے گر ہمنے سنا اور ہی کچھہ ہے

ہر چند حسین اور بھی دنیا مین ہین لیکن
ہم جسپہ مٹے ہین وہ ادا اور ہی کچھہ ہے

راضی ہو نہین اسمین کہ عدو سے ہو تغافل
ہر چند تلافیٔ جفا اور ہی کچھہ ہے

ہر چند قیامت ہے تری چشم کی شوخی
شوخی مین مگر رنگ حیا اور ہی کچھہ ہے

تقریر سے قاصد کی گمان ہین مجھے کیا کیا
کہتا ہے یہہ کچھہ اُسنے لکھا اور ہی کچھہ ہے

آئی ہے کسی کاکلِ مشکین سے لپٹ کر
بو تجھہ مین کچھہ اے بادِ صبا اور ہی کچھہ ہے

اب فصل گل آخر ہوئی آمد ہے خزان کی
جلد کیجیے گلشن کی ہوا اور ہی کچھہ ہے

ہان زمزمۂ بلبل و قمری پہ نہ جانا
رونقؔ دلِ نادان کی صدا اور ہی کچھہ ہے

۵ ۳ ۲۱

حشر تک بازارِ عاشق تیز ہے
گر یہی رفتار حشر انگیز ہے

آسمان پر آہ جاتی ہے مری
برق گرنے مین زمین پر تیز ہے

حال کیا ہو تارِ رگِ جان کا وہان
جو نگہ ہے نشترِ سر تیز ہے

ذبح کی لذت مجھے کیا آئیگی
خنجرِ قاتل نہایت تیز ہے

جا بجا ہے رنگ میری چشم کا
کیا غضب وہ غمزۂ خونریز ہے

خاک چھانی مین کیون نہ اک اک راہ کی
کسکی بوئے زلف عنبر بیز ہے

یاد ساقی مین جگر ہی چاک چاک
یہہ نشہ اب تند زہر آمیز ہے

جام مے دیتا ہے گر ساقی تو دے
عمر کا پیمانہ یہان لبریز ہے

زندگی کا لطف کیا بے دردِ دل
مجھکو درمان سے بہت پرہیز ہے

زیست اپنی موت ہی اور موت زیست
زہر دارو سے مجھے پرہیز ہے

حلق پر خنجر ہے ذوقِ قتل مین
رونق اپنا آج لوہا تیز ہے

اُس رشکِ مہ کے ہاتھہ مین جامِ شراب ہے
حیرت یہہ ہے کہ ماہ بکف آفتاب ہے

دونی چمک ہی رخ پہ جو شغلِ شراب ہے
کیا کیا قمر مین روشنئ آفتاب ہے

بے یادِ یار دیکھیئے گذرے ہین کتنے دم
روزِ حساب مجھکو بھی لینا حساب ہے

پہلے قدم پہ راہِ محبت مین خاک ہون
ہان عشق کے سفر کا یہی پا تراب ہے

مینائے می بغل مین ہے پہلو مین اک نگار
واعظ معاف رکھہ کہ یہہ عہدِ شباب ہے

چھپتے ہین مجھہ سے پردۂ انبوہ بزم مین
ہین کتنے بے حجاب کہ اتنا حجاب ہے

بے پردہ ہین حجاب خدا داد دیکھکر
حسنِ نظارہ سوز سے مونہہ پر نقاب ہے

اللہ ری شوقِ الفتِ پنہان کی گرمیان
سینہ مین دل سے لیکے جگر ایک کباب ہے

کیا وصل و ہجر مین غم و شادی کہے یقین
دنیا تمام کارگہہ انقلاب مین

اُڑتی ہے خاک رونقِ مضطر کی جا بجا
کتنی خراب وضعِ جہان خراب ہے

آہ یون بے اثر نہین ہوتی
اُسکو میری خبر نہین ہوتی

باندھتے کیا مرے ستانے پر
اگر اُن کے کمر نہین ہوتی

قاصد آتا نہ یہان جواب تو کیا
کچھہ بھی وہان سے اگر نہین ہوتی

غمکدہ بھی مرا ہے وہ ظلمات
کہ کبھی وہان سحر نہین ہوتی

حشر ہے اک مرے جنازہ پہ
مگر اُسکو خبر نہین ہوتی

خوش ہے گردون جفاکشی سے مری
قدر کچھہ بے ہنر نہین ہوتی

نہین تسکین اگرچہ کیا تدبیر
بہر دردِ جگر نہین ہوتی

رات ہی رات مین ہوا کیا ظلم
اسطرف کیون نظر نہین ہوتی

کوئی آفت جہان مین اے رونق
عشق سے سخت تر نہین ہوتی

خرام ناز کو ایجاد فن لگے کرنے
وہ رہگذار کو اپنی چمن لگے کرنے

ہم اس دلیل سے ثابت دہن لگے کرنے
کہ ایک ایک سے وہ اب سخن لگے کرنے

سمجھہ کے مجھکو کسی چشم شوخ کا وحشی
ہزار جی سے محبت ہرن لگے کرنے

وہ آئینگے تو مرونگا رفیق میرے کیون
ابھی سے فکر مزار و کفن لگے کرنے

اب اُس مقام پہ ہین بیخودان جلوۂ دوست
کہ آزمایش دار و رسن لگے کرنے

نشاط پرسش احوال مین چھلک اُٹھے
ہم اُن سے شکوۂ رنج و محن لگے کرنے

جو ربط خسرو شیرین کا ذکر مینے کیا
وہ شرح جانکنی کوہکن لگے کرنے

یہہ ہوش رشک نے کھوئی کہ آہ سرو سے ہم
علاج شورش داغ کہن لگے کرنے

کچھہ ایسے رنگ مین حسن آگیا کہ اہل ہوس
ہوس فروشئی دار و رسن لگے کرنے

بنا کرنے کا حیلہ نہ کچھہ وہان شب وصل
وہ تازہ رنجش عہد کہن لگے کرنے

کہا جو مینے کہ ہون زندگی سے اپنی تنگ
تو ہنسکے سامنے چاہ ذقن لگے کرنے

وہ ماہ وش مرے ظلمتکدہ مین جو آیا
تو لوگ چاند پہ ثابت گہن لگے کرنے

کہا جو مینے کہ رونق سے رم ہی کیون تو کہا

یہہ خوف ہے کہ نہ دیوانہ پن لگے کرنے

سچ تو ہی ہو سب سے کچہہ تو جان گسل تر چاندنی
کیا شبِ فرقتمین نکلی ہے چمک کر چاندنی

وہ نہ آسکتا ہی گہر میری نہ جا سکتا ہون مین
میری حق مین ہوگئی سدِ سکندر چاندنی

حسرتون کا کیا شبِ مہتاب فرقتمین حساب
بنگئی ہے آفتابِ روزِ محشر چاندنی

کچہہ اُبہاریگا انہین بیشک مزاج فتنہ جو
رنگ کچہہ اپنا دکہائیگی مقرر چاندنی

وصل کی شب حسن گیرا کے کرشمی سب کہلے
صبح تک گہر سے مری نکلی نہ باہر چاندنی

وصل کی شب مین یہہ سامان کسقدر مرغوب ہے
دلمین ہے آنکہومین آجاتی سمٹ کر چاندنی

ہوگیا ٹہنڈا شبِ مہتاب مین مجروح ہجر
کام اپنا کرگئی زخم جگر پر چاندنی

ہوگیا سیماب نورِ ماہ انکو دیکہکر
رہگئی آئینہ سان حیران و ششدر چاندنی

شوخیون کی حد بہی کچہہ اک ادا اک شوخ چہیڑ
لوٹتی ہے پاؤن پر مثلِ کبوتر چاندنی

یا ہم پہلو و ساقی مہربان یاور فلک
ہان جو دیکہے تو رقیب تیرہ اختر چاندنی

سونہہ دکہانا غیر کو ہے اور جلاتا ہی مجہے
آج تو نکلی ہے بیڈہب ہی چمک کر چاندنی

ہون شبِ مہ مین قلق سی مین تماشائی جہان
لے ہی آئیگی تمہین مجہہ تک مقرر چاندنی

چاندنی مین کس خرام جانفزا سے ہے خرام
اب کوئیدم مین لپٹ جاتی ہے اُڑکر چاندنی

چلتے ہو بی سدہ سے اور خوبی جہانکی ساتہہ ہے
سدرہ ہی پاؤنمین اُنکے الجہکر چاندنی

مین تمہین دیکہون اسے تم اک رقابت آپڑی
مین مکدر اُس سے اور مجہہ سے مکدر چاندنی

گہر سے باہر جب نکل آتا ہے وہ خورشید رو
صاف اُڑجاتی ہے رونق مثلِ شب پر چاندنی

رشک کہتا ہی مگر عاشق سے ہے تم پر چاندنی
وصل کی شب صبح تک قائم ہے کیونکر چاندنی

تم سے با تمکین جو نازک تن کو لائے بام پر
ہے حقیقت مین قیامت کی فسونگر چاندنی

کامیابی شب مہ سے کسیکو کیا خبر
پڑ رہی ہے صاعقہ بن بن کے کس پر چاندنی

تیرہ تیرہ کچھہ نظر آتی شب مہتاب ہجر
مین مکدر ہون کہ ہی مجھہ سے مکدر چاندنی

ہین گل افشان کیا ہی رخ کی جلوہ ہائے رنگ رنگ
بنگئی ہے سر بسر پھولون کا بستر چاندنی

جلوۂ صیقل کا رہے دیوار و در ہے آئینہ
وہ قمر ہے گھر کے اندر در کے باہر چاندنی

مجھہ سے تجھہ سے حشر جو اٹھے تو میرا کیا گناہ
ہے تری شوخی مری شورش کی مصدر چاندنی

عاشقانہ جستجو پر رشک آتا ہے مجھے
ڈھونڈتی پھرتی ہے آخر کسکو گھر گھر چاندنی

تیری در پر ہے یہہ افتادہ وہ گھر کے صحن مین
اتو چل نکلی ہے کچھہ عاشق سے بڑھکر چاندنی

وہ مہ بیمہر ہے قسمت سی مہمان صبح تک
آج کیا جائیگی میری گھر سے باہر چاندنی

چاندنی کو دیکھکر کیا کیا ہوس ہی جی اُنہین
واقعی ہے سب بد افعالی کی مصدر چاندنی

خاک پر لوٹے رہی اور وہ نہ دیکھے صبح تک
لیکے آتی ہے مگر میرا مقدر چاندنی

کیا شب تیرہ مین چھپکر آپ جاتے ہین کہین
کھل رہی ہے روئی روشن ہی سراسر چاندنی

صبر اپنی حسرتون کا پھر کسی گھر تو پڑے
مضطرونکی بیقراری سے ہی مضطر چاندنی

ہی فلک پر تو رہائی یار فرط ذوق سے
یہان زمین پر ماہ ہی اور وان فلک پر چاندنی

چشمہائے شوق کچھہ نکلینگے کچھہ اہائے زار
دیکھیے تو فرش کی اپنے الٹ کر چاندنی

دیکھتے ہو کسقدر خوش خوش اُمنگ اُٹھتی ہی کچھہ
روئی دشمن پر ہوئی ہی کیا مصور چاندنی

ناز پامالی اسے ہی شوق مایوسی اُسے
ماہ پا ہین اُن کے زمین پر ہی فلک پر چاندنی

خوف سے غنچۂ رونق مین آنا تو کجا
جھانکتی ہے روزن در ہی سی اکثر چاندنی

آج دیکھے گا اگر وہ مہرِ انور چاندنی
کچھہ ہوئی جاتی ہے جامہ ہی سے باہر چاندنی

مجھکو دلواتی ہے یادِ وصل اکثر چاندنی
ہے شبِ غم جانگزا اور اُس سے بڑھکر چاندنی

لیگئی آنکھو اڑا اگر غیر کے گھر چاندنی
جانتا ہون مجھہ سے کیا جائیگی باہر چاندنی

آئی ظلمت خانۂ عاشق مین کیونکر چاندنی
یون ہی سر پھوڑا کری باہر ہی باہر چاندنی

چاندنی ہے فرقتِ جانان مین کیونکر چاندنی
برق ہی آتش ہے کیا ہی خاک پتھر چاندنی

ہی وہی مقصود عالم ہی وہی امن سیع
میری حیرت سے ہوئی شاید مصور چاندنی

پاؤن سی اُسکے یہہ کسب نور کرتی ہی سدا
اُنکے گھر کی چاندنی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

اُسکی وضع حیرتی پر کیون کوئی حیران ہو
مونہہ کو تکے دیکھتی رہتی ہے اکثر چاندنی

دیکھکر آئینہ عشق اپنا ہوا حیرت بڑھی
رنگ اڑا اُڑ کر ہوئی آخر مصور چاندنی

خیر یہہ بھی عکس اک جرمِ فروزانکا سہی
ہی تو کیا ہے اُنکے پرتو کے برابر چاندنی

سر پٹکتی ہے نگہہ اپنی تہ دیوار یار
حیرت آتی ہے کہ چڑہ جاتی ہی کیونکر چاندنی

وان توجہہ کچھہ نہین یہہ رنگ ہی خالی ہی کیا
دیکھیے کس رنگ پر ہو اب مصور چاندنی

یار ہو پہلو مین رونق اور یہہ سب کچھہ نہو
نغمۂ خوش گلستان صہبائی احمر چاندنی

کہین کے عشق مین جو ہون نہ ہم کہین کے ہوئے
ہوئی خراب نہ دنیا ہی کے نہ دین کے ہوئے

جہانکی خاک تہے عاشق یکین وہین کے ہوئے
غبار رہگذر یار مہ جبین کے ہوئے

زمین کی خاک اڑا ہی رکہا فلک سے غبار
نہ آسمان کے ہوئی اور نہ ہم زمین کے ہوئے

ملے تہے وقت کچھہ آسودگی کے بلبل کو
وہ صرف چند نوا ہائی آتشین کے ہوئے

اسیرِ خلاص تو کیسا اسی مین اُلجھے ہین
کہ ہم اسیر کسی زلف عنبرین کے ہوئے

صدا بھی کوئی خموشان کے ساکنونکی نہین
یہہ سب قتیل کسی چشم سرمگین کے ہوئے

بجز سکوت کچھہ اب ناصحون کو بات نہین
پسی ہوئے کوئی اُس چشم سرمگین کے ہوئے

سمجھہ سکا نہ کوئی نکتہ نا کسی سے رقیب
بہت کرشمی تلف چشم سرمگین کے ہوئے

نگھہ ادہر سے ادہر کی کہ اتنی فرصت ہین
کسی سے لاکہہ سخن چشم سرمگین کے ہوئے

مقدمہ مین مرے کوئی بھی مرا نہوا
مرے رفیق دمِ فیصلہ اُنہین کے ہوئے

مقام پر وہ پہنچنے سے پیشتر پہنچے
کہ گام سنج رہ وادیٔ یقین کے ہوئے

جواب آپ کے انکار کا کوئی نہ بنا
خیال سب مرے صرف ایک ہی نہین کے ہوئے

گئے نہ دیر و حرم مین رہے اسی در پر
تمہین بتاؤ کہ ہم بھی بھلا کہین کے ہوئے

وہ ہمنفس کہ جنھین اپنی جان مین کہدون
کہ اپنے عشق مین سب سانپ آستین کے ہوئے

۳۲۳

ہزار خاک رہِ دیر مین ہوئے رونق
غبار تو وہی الفت کی سرزمین کے ہوئے

مجھہ پہ کھینچ کھینچکر تری شمشیر آدھی رہگئی
شاید اپنے شوق مین تاثیر آدھی رہگئی

سرگذشتِ ہجر کی تقریر آدھی رہ گئی
وصل کی شب ہائے ری تقدیر آدھی رہگئی

نیم جانونکا وہ دردِ دل سنین اور چپ رہین
کیا کرین نالہ ہی مین تاثیر آدھی رہگئی

عاشقون کے دل سے دو دو آہ اُٹھکر چھا گیا
مہرِ عالمتاب کی تنویر آدھی رہ گئی

خواب مین شبکو ملے وہ آکے یہان ڈنکو گئی
ہو گئے میری خواب کی تعبیر آدھی رہگئی

قیس کے پیکر سے بھی پیکر مین ہم کچھہ گھٹ رہے
غم سے ہم آدھے رہی تصویر آدھی رہگئی

اور کچھہ اغیار ناقص گو سبھی رہے ہمکلام
دیکھئے تو شوخیٔ تقدیر آدھی رہگئی

مضطرب سے اُٹھکے در تک آئی اور پھر رہگئی
جذبۂ دل کی مرے تاثیر آدھی رہگئی

نیم کشتہ مصلحت سے تم نے چھوڑا صید کو
لوگ سمجھے برش شمشیر آدھی رہ گئی

جوش آیا حسرت صحرا نوردی کا تو کب
جب کہ کٹنی پاؤنکی زنجیر آدھی رہ گئی

ماہ روشن اپنی جا پر ہے پیش آفتاب
تمنے دیکھا شمع کی تنویر آدھی رہ گئی

نیم قد محفل مین وہ اُٹھے پی تعظیم غیر
سبکی آنکھون مین مری توقیر آدھی رہ گئی

نصف چادر کیا دمن کی لیگیا دل وقت خواب
واقعی عشاق کی توقیر آدھی رہ گئی

رکھہ لیا خورشید رونق نام اُسکا خلق نے
کھنچتے کھنچتے اُسکی جو تصویر آدھی رہ گئی

کیا کرون کیا ہی پڑی ہی مجھے مشکل بھاری
توشہ و بدرقہ مفقود ہی منزل بھاری

ہون گرانبار محبت نہ اُٹھا تو مجھکو
میری ہونے سے ہوئی ہی تری محفل بھاری

اس نزاکت پہ وہ کسطرح سے پہنے زیور
رنج جس شوخ کے سرمہ کا ہی ہوتل بھاری

اضطراب دل مضطر سے خطر ہی پس مرگ
چاہیئے قبر پہ رکھنے کے لئے سل بھاری

مجھکو ڈر ہے کہین بازو کو نہ صدمہ پہنچے
اسقدر تیغ نہ رکھہ ہاتھہ مین قاتل بھاری

کیا ہی کشتونکی تڑپ حشر بپا کرتی ہے
اس نزاکت پہ ترا ہاتھہ ہی قاتل بھاری

حسرتین دل مین ہین بر ہین جسم مین کاہش غم سے
کوئی تولے ہی تو ہی مجھہ سی مرا دل بھاری

تھک گیا سعی سے جی ٹوٹ گیا الفت سے
چلتے چلتے ہوئی آخر مجھے منزل بھاری

حیلۂ غم سے بہت روہی نہ لین فرصت سے
بار حسرت سے رکھین کیلئے ہم دل بھاری

ساربان عشق ہوا تمکنت حسن ٹرہی
ہوگیا ناقہ سبک تازہ تو محمل بھاری

دست و پا کھل گئے ہین وہ پہ وحشت آئی
پاؤن مین ڈال دو تم اوسد سلاسل بھاری

شوق مجنونکی ہوا مین جو اُڑا جاتا تھا
کون کہتا ہے کہ تھا ناقہ پہ محمل بھاری

اہل زندان کی محبت سے قدم کیا اُٹھے
ہوگئی پانو مین کچھہ اور سلاسل بھاری

طعن تشنیع رقیبون کی اُٹھائین کیونکر
ہے اُنہین آنکھہ اُٹھانی سر محفل بھاری

بار خون رونق بیدل کا اُٹھا کب اُس سے
جسکی گردن مین ہو پھولونکی حمایل بھاری

پل مین تولا ہے پل مین ماشا ہے
یار کیا ہے کوئی تماشا ہے

ہے وہ نازک نگاہ ناز اُسکی
طایر دل کے حق مین باشا ہے

قتل کر ڈالنا جلا دینا
اُسکے نزدیک اک تماشا ہے

تیغ ابرو نے دل نہین کاٹا
شیشہ تلوار نے تراشا ہے

صید کو دیکھتے ہی وہ صیاد
دوڑتا کیا ہی بے تحاشا ہے

کیا تماشا ہی چشم سحر طراز
تم نے دیکھا جسے تماشا ہے

ٹھوکرین کیونکہ ہر قدم پہ نہ کھاے
عشق چلتا ہی بے تحاشا ہے

دل کے ماتم مین گرم ہی عاشق
ہاتھہ ہے چوب سینہ تاشا ہے

مین مرون اُسپہ اور وہ غیرونپر
یہہ بہی رونق کوئی تماشا ہے

گر پتنگونکی وہ گلفام اُڑاتا جوڑی
چرخ نسرین کی خجالت سے چھپاتا جوڑی

محض گریہ سے نہ جو عشق کی گاڑی چلتی
نالہ و آہ کی مین اُسمین لگاتا جوڑی

بیشہ عشق کا تنکا بہی نہ اُٹھتا اُس سے
مگدرون کی کوئی گر لاکھہ ہلاتا جوڑی

تم ور اشک جو لیتے پئے آویزہ گوش
موتیونکی کوئی ہر روز بناتا جوڑی

اُنکے خوش ہونے کو محفل مین لیا نہ لاتا
گر کبھی زہرہ و ناہید کی پاتا جوڑی

غمزه وه چوک گیا ورنه پی شورش غم
بزم مین نوحه سرایون کی بلا تا جوڑی

اُس فرشتۂ عشاق کا گر خط لاتا
نامه بر مجهه سے کروڑون کی ابهی پاتا جوڑی

هاتهه جوڑے هوئی موجود هین یونهین عاشق
کیا غرض اُسکو منگائی جو وه هاتا جوڑی

کاش ملتا دلِ آزاد مجهے بهی رونق
نفس اور حرص کو کتون کی بناتا جوڑی

گرا هون سبکی آنکهون سے نکچهه توقیر هی میری
یهه صورت آپکی الفت مین بی تقصیر هی میری

کری جو سنگ کو بهی موم وه تقریر هی میری
کری جو موم کو بهی سنگ وه تقدیر هی میری

لگایا تم سے دل سینے بڑی تقصیر هی میری
جفا و جور هو مجهه پر یهی تعذیر هے میری

سنا هی یهه که بهر قتل کو آتا هی وه کافر
جو یهه واقع مین سچ هی تو بڑی تقدیر هی میری

کسی صورت سی وه اکبار میری دلمین آجاے
تو پهر شب بهر هو نین اور وه هی اور تقریر هی میری

اثر کر جائی کچهه تو اُسکے دلمین دردِ دل اپنا
مگر شوخی سے وه سنتا هی کب تقریر هی میری

کسیکی زلف پیچا نکی محبت مین جو الجها هون
کوئی میرا نهین اک پاؤنکی زنجیر هے میری

دماغ اتنا تو عالی هو نظر اتنی تو هو سچ هے
وه کهتے هین که مهر و ماه مین تنویر هے میری

تمهین کاوش هی مجهه سی روز و شب مجهکو ستاتے هو
بتاؤ تو که ایسی کونسی تقصیر هے میری

هر نگ تیر کی پیکان اثر دلمین نهین کرتے
غضب هی پی اثر کچهه آه بی تاثیر هے میری

اُدهر وه آئینه رو سامنے هی جلوه گر رونق
اِدهر حیرت سے حالت صورتِ تصویر هی میری

سوال کب سے هی ساقی لبِ شراب ملے
شراب بهی نه ملے تو همین جواب ملے

قرار کب هے نه جب تک وه بیحجاب ملے
الهی خاک مین میرا دلِ خراب ملے

ستم رسیدہ و غم دیدہ و حزین و ملول
جناب عشق سے کیا کیا ہمین خطاب ملے

گلہ ہے یار سے کیا اپنی اپنی قسمت ہے
تغافل اُسکو ملے ہمکو اضطراب ملے

جو بار سر میرے تن سے اُتار دی قاتل
خدا کے گھر سے تجھے اجر بیحساب ملے

ذرا سی بات پہ دل آپ پر کیا قربان
صلہ مین اسکے مرا مدعا شتاب ملے

حجاب مین ہے اور اک خلق ہی فدا اُسپر
قیامت آئی جو وہ ہوکے بی حجاب ملے

لگا ئین چشم مین سرمہ کی جا اُسے رونق
جو ہمکو خاک کف پائے بوتراب ملے

کیون کوئی غمزدہ کچھہ ملنے کی تدبیر مین ہے
آپ ملجائیگا مرقوم جو تقدیر مین ہے

قتل ہوتا ہے اگر کوئی تو جی جاتا ہے
کیا اثر آب بقا کا تری شمشیر مین ہے

بن بلائے وہ چلے آئے ہماری گھر مین
جذب سا جذب کوئی آہ کی تاثیر مین ہے

حسن صورت مین کوئی اور بھی ایسا ہی سہی
بحث یارون سے تو اک خوبی تقدیر مین ہے

زخم کہاتے ہین پی جاتے ہین عاشق تکلیف
کچھہ تو لذت تری آب دم شمشیر مین ہے

مردے جی اُٹھتے ہین اور زندہ مرے جاتے ہین
کیا اثر اُس لب جان بخش کی تقریر مین ہے

تمنے گر صید کیا باندہ بھی فتراک سے لو
ایک یہہ اور تمنا دل نخچیر مین ہے

ایکدن خاک مین ملنا ہی تجھے ای رونق
سعی بیجا طلب عزت و توقیر مین ہے

موسم گل ہے ہوئی بات بڑی پانی کی
میرے اشکون نے لگا دی ہی جھڑی پانی کی

ہمسری باغمین کرنے لگے جو گل اُس سے
ابر نے زور سے اک دھول جڑی پانی کی

اپنے کاکل کو نچوڑا جو اُٹھا کر اُس نے
خود بخود بنگئی موتی کی لڑی پانی کی

فرقتِ یار مین ہم اخگرِ آتش سمجھے
بوند جو ابرِ بہاری سے پڑی پانی کی

کھیلتے بہی ہین وہ پانی سے نہائین سدا
رشک آتا ہے کہ قسمت ہی بڑی پانی کی

گل رخِ یار کی خجلت سے ہے پانی پانی
ہنگئی ہاتہہ مین پہولون کی چہڑی پانیکی

تو بہی اب گریہ سے دریا ہی بہادے رونق
سیر کرتے ہین وہ دو چار گہڑی پانی کی

تم برے ہو نہ کچہہ رقیب برے
ہین ہماری ہی کچہہ نصیب برے

واقفِ رازِ دردِ عشق نہین
سب زمانے کے ہین طبیب برے

سبکو اچہے ہین لیکن اپنے کو
ہین سخنہائے عندلیب برے

سب تہے اپنے مقام پر اچہے
آکے گہر سے ہوئے غریب برے

دور کہنچین گے آپ کو اغیار
ہین یہہ بیٹہے ہوئے قریب برے

نالہ و آہ سے ہے شوکتِ عشق
کام کے ہین یہہ دو نقیب برے

ذکر تک بہی نہین محبت کا
خطبے پڑہتا ہے کیا خطیب برے

سب سے اچہے ہین انکے حق مین ہین
عاشقانِ بلا نصیب برے

اُن سے ملتے ہی ہوگئے مجہہ سے
سب عزیز اور سب قریب برے

فائدہ کیا علاج عاشق سے
ہین سب آثار ای طبیب برے

دیکہکر رنگ اُسکے عارض کا
گل ہوئے پیشِ عندلیب برے

ہے برائی مجہے مین ای رونق
ورنہ کب ہین مرے حبیب برے

۲۴۴

پڑی ہین بلبل پہ عشقِ گل مین جو آفتین رنج اور محن کی

گلے ہین جو مرغِ گل وسمن کے شکایتین ہین چمن چمن کی
صباحتِ روئی دلربا سے نزاکتین مٹ گئین سمن کی
شمیم گیسوئی جانفزا سے اڑی ہے بو نافۂ ختن کی
نہ باز آتا کبھی کجی سے اگرچہ دشمن بہی جاتی جی سے
نظر جو سیدہی ہوئی کسی سے تو مٹ گئی بات بانکپن کی
خیال گیسو ہو دل پہ طاری اہی سے ہو زندگی ہماری
برنگِ خون ہے رگون مین ساری ہوائی الفت شکن شکن کی
غضب قیامت اٹھا رہی ہی عجب تماشا دکھا رہی ہے
ادا ادا کو بنا رہی ہے نگہ نگہ چشمِ سحر فن کی
رقیب سے کچھہ رُکے ہوئے ہو یہہ کون سمجھے یقین کسی ہو
سخن سخن پر الجھہ رہے ہو یہہ بات ہے تنگئے دہن کی
کسیکی بات اور کسی سے کہنی یہہ طرزِ گفتار کیا ہے اچھی
کسیکو اک روز پھو نکدیگی یہہ گرمیان آپکے سخن کی
اگرچہ پہلے بہی تہے وہ کم گو مگر نہین بات تک بہی تجو
ملی سند خامشی کی اُن کو صفت جو کی تنگئے دہن کی
جو یہان دلِ غیب دان بہی آئی تو پھر کے سالم کبھی نجائے
نپائے رہ ٹھوکرین ہی کہائے وہ راہ ہی زلفِ پر شکن کی
کجی ہو جنکی طبیعتون مین کبھی وہ رونق پہلین نہ پھولین
ہزار مینہ ابر تر سے برسین نہ شاخ سرسبز ہو ہرن کی

غیر کا پاس کیا ای ستم آرا تو نے
نہ سنا کچھہ نہ سنا حال ہمارا تو نے

یہہ نیا ظلم کیا ای ستم آرا تو نے
تیغ دشمن سے مری سر کو اُتارا تو نے

خوف تہا تہا یہہ لگا نیسے کہین جی نہ اُٹھے
نہ دیا میری جنازہ کو سہارا تو نے

پہری مرقد ہی پہ رکہدی اسی پہولونکی عوض
رات کا ہار گلے سے جو اُتارا تو نے

یہان تو کیا روز قیامت بہی کہونگا تجھہ سے
مجھے مارا مجھے مارا مجھے مارا تو نے

ہے شب وعدہ یہہ کچھہ شوق ہین بیتاب ایدل
غم فرقت کو کیا کیونکہ گوارا تو نے

آکے سینہ مین نہ ٹہیرا کوئی دم ناوک یار
کچھہ نہ کی ایدل بیتاب مدارا تو نے

ایک جلوہ مین شادی وہ پریشان نظری
خوب بگڑی ہوئی عاشق کو سنوارا تو نے

وہم یہہ تہا کہ اُڑا لون نہ کہین ذوق نگاہ
سوئی اغیار کیا کچھہ نہ اشارا تو نے

تجھکو پروا نہ تہی اور ہمکو غنیمت یہ تہا
لیکے دل پہیر دیا کیون نہ ہمارا تو نے

عاشق غمزدہ سے بحث وفا کی کیا تہی
اور مر جانے پہ مرنے کو ابہارا تو نے

بات کرنی ہی نہ تہی آنکھہ ملانی ہی تہی
مونہہ دکہایا مجھے بیصرفہ خود آرا تو نے

مین تو حیران ہون کہ قاتل سے کوئی یہ پوچھے
کسلئے رونق دل خستہ کو مارا تو نے

دارو ئے جان بیخبر لادے
خبر یار نامہ بر لادے

ہم بہی پہچانتے ہین انسان کو
کیونکہ اُسکا پتہ بشر لادے

بد دعا بہی کرون عدو کیلئے
کوئی پہلے مجھے اثر لادے

ذرۂ خاک راہ یار زندون
گر کوئی مجھکو گنج زر لادے

تجھپہ قربان ای نسیم قبول
مجھکو پہر دعا اثر لادے

جنگ جو گر نہین تو کیون کوئی — دوش پر تیغ اور سپر لادی
اُسکے آئینہ وار ہم بنجائین — گر کوئی شمس اور قمر لادی
پیکی می ہی خطاب عاشق سے — تو کباب دل و جگر لادی
لب زخم جگر سے بوسہ لون — یار کی تیغ کوئی گر لادی

ہی اتنا نہین کوئی رونق
کہ وہان کی مجھے خبر لادے

ہین نہ اچھا ہون نہ میرا کوئی کام اچھا ہے — لب پہ میرے فقط اسد کا نام اچھا ہے
شکل بیمثل ہے انداز خرام اچھا ہے — سر سے پا تک وہ گل اندام تمام اچھا ہے
دار پر حضرتِ منصور جو پہنچے تو کہا — واسطے سیر دو عالم کے یہہ بام اچھا ہے
تو بہ توڑی ہے بنے گی ہمین آخر آخر — فصل مرغوب ہی می خوب ہی جام اچھا ہے
اک سلیقہ ہو تجھے کام پہ موقوف نہین — گر یہی ڈہنگ سے ہو تو یہی کام اچھا ہے
کبک و طاؤس اور اُنسے ہون مقابل کیا خوب — یہہ تو مانا کہ یہہ اک رنگ خرام اچھا ہے
آپڑی در پہ جو عاشق تو اٹھاؤ اُسی کیون — مفت ملجائی تو اک تازہ غلام اچھا ہے
جانتا ہون تری پیچیدہ کلامی واعظ — بہر صیدِ دلِ نافہم یہہ دام اچھا ہے
قاصد آیا ہے جو اسطرح سی بشاش مگر — کوئی لایا ہے پیام اور پیام اچھا ہے

منحصر کچھ نہین نامی شعرا پہ رونق
جس زبان سی ہو دلاویز کلام اچھا ہے

۳۴۶

آتش غم سے نہ کیونکر دلِ مضطر جلجاے — یہہ وہ آتش ہی کہ خود ہمین سمندر جلجاے
کیا ہی وہ آہ کہ جس سی کوئی اختر جلجاے — آہ وہ ہی کہ عدو اُس سی برابر جلجاے

حالِ سوزِ دلِ محرور کو اپنی لکھکر
باندہ دون جسکے گلےمین وہ کبوتر جلجائے

جل گیا عشق مین دل اب رہی کچھ توقیر
آب اُسکی رہے کیا خاک جو گوہر جل جائے

ذبح کرتا ہی وہ اور گرمیٔ خونسی اپنی
مجھکو ڈر ہے کہ نہ آب دمِ خنجر جل جائے

آتشِ گرمیٔ رخ سے تری جی ڈرتا ہی
کہ مری دلکی طرح سے نہ کوئی گھر جلجائے

ہین کرشمے ہی نئے رنگ کے اے عشق ترے
عیش بلبل کو ہو پروانہ تڑپ کر جل جائے

گرمیٔ عشق سے گھل گھل کے جلا ہے یون دل
شمع جس طور سے شعلہ سے پگہل کر جل جائے

کفِ رنگین کے جو تیز رنگ وہ کہائے ساقی
آتشِ رنگ حنا سے ابھی ساغر جل جائے

ہی انہین گرمیٔ ہنگامہ سے اپنے مطلب
رونق اچھا ہی اگر کوئی بد اختر جل جائے

ٹوٹے ہین استخوان سر گردن کے بوجھہ سے
ہان بارِ عشق بڑھ گئی ہی سو من کے بوجھہ سے

لچکی کلائی یار کی سُمرن کے بوجھہ سے
سمرن زیادہ ہو گئی سو من کے بوجھہ سے

گر یہہ ہی نازکی ہے تو اسد یار سے
بازو مین اُنکے درد ہی جوشن کے بوجھہ سے

حیران ہی عقل اُنکی نزاکت کو دیکھکر
سو بل کمر مین پڑتے ہین دامن کے بوجھہ سے

بیڑی نہین تو طوق سہی ہتکڑی سہی
وحشی کو تیری ذوق ہی آہن کے بوجھہ سے

قاتل نے آج مجھکو سبکدوش کر دیا
مین زیرِ بار تہا سرو گردن کے بوجھہ سے

سیتا ہے چاکِ سینۂ شمع جو ناز مین
جنبش مین دستِ ناز ہی سوزن کے بوجھہ سے

رونق یہی ہے خوب قبائے برہنگی
مجھکو معاف کیجیے چپکن کے بوجھہ سے

کیا کسینے اُسکے جی مین ڈال دی
بات میری کیون ہنسی مین ڈال دی

مجھکو بھی دیکھا عدو کو دیکھکر
کچھہ خوشی بھی ناخوشی مین ڈالدی

مٹ گئے ہم رہگذار یار مین
خاک چشم خودسری مین ڈالدی

مونہہ جو دیکھا تو نے ای آئینہ رو
جان گویا آرسی مین ڈالدی

کہہ یا فردا پیام وصل پر
کشمکش رنج وخوشی مین ڈالدی

لائے تھے اک خاطر آشفتہ ہم
سو کہین وہ دل لگی مین ڈالدی

مین نے جو جو کچھہ کہا وہ سن لیا
کچھہ خدا نے اُسکے جی مین ڈالدی

ہے تحمل عشق کا کچھہ آس پر
اک حلاوت جانکنی مین ڈالدی

صبر عاشق تیری دم پر ای نسیم
زلف کسکی برہمی مین ڈالدی

ترک دنیا کیا ہے اک تھوڑی خاک
دامن آسودگی مین ڈالدی

مجھکو مارا اور پئے تہدید غیر
لاش کہچواکر گلی مین ڈالدی

پی رہے تھے می وہ مجھکو دیکھکر
جان اپنی بیخودی مین ڈالدی

آنکھہ اُٹھائین بزم مین کیا دخل ہے
اک متانت نازکی مین ڈالدی

۳۴۹

تو نے رونق کہہ کے راز دل کی بات
کیون دہان مدعی مین ڈالدی

قاتل خلق تری ہر شکن دامن ہے
گل بھی اک کشتۂ گلگون کفن دامن ہے

سر پہ اک آفت رنج ومحن دامن ہے
خار جو دشت مین ہے راہزن دامن ہے

شعلہ رویون سے لپٹنا بھی بہت خوب نہین
شمع روشن مین ورم سوختن دامن ہے

آب و رنگ گہر عشق ہی اس سے کیا گیا
داغ خون ایک سہیل یمن دامن ہے

داغ غم دامن دل سے نہ مٹی گا ہرگز
کوئی چھٹتا بھی یہہ داغ کہن دامن ہے

ہر چمن کے لئے دنیا مین خزان ہی لازم
بیخزان ایک ہمارا چمن دامن ہے

دیکھ لیتے ہو اودہر تم بھی تماشے کیطرح
اشکِ گلگون سی یہہ رنگین چمنِ دامن ہے

عام ہی فیض مری جامہ دریکا سر دست
وقفِ ہر خار مرا پیرہنِ دامن ہے

اشکِ گلرنگ مری مصلحتاً پونچھی ہین
چشمِ خون نابہ فشان اک چمنِ دامن ہے

دیکھکر مجھکو جو دامن سی کیا تمنے حجاب
لب پہ ایک ایک کے کیا کیا سخنِ دامن ہے

قتل عاشق کو ہی چھپتا ہی کہ حجت ہی صریح
داغِ خون وان پی اخفا سخنِ دامن ہے

پا بداماں خودی اور رہون تا فصلِ بہار
کوئی دن اور یہہ بیت الحزنِ دامن ہے

اشکِ گلگونکی بدولت کوئی دیکھی رونق
کیا تر و تازہ ہمارا چمنِ دامن ہے

وہ جو غصّے سے مرا اسکے سخن کانپ اُٹھے
خوف سی دیکھنے والے ہمہ تن کانپ اُٹھے

گل ہی کیا دیکھکے ای غنچہ دہن کانپ اُٹھے
روکشی سی تری ہر سروِ چمن کانپ اُٹھے

یاد مین اُسکی چمن مین جو دمِ سرد بھرین
بید کیطرح سی ہر نخلِ چمن کانپ اُٹھے

زلزلہ کیا ہی وہ یہہ ہی کہ سبا رکانِ زمین
تیری بیداد سی ای چرخِ کہن کانپ اُٹھے

گر جنازہ پہ بھی تو لائے عدو کو ہمراہ
غیض سے کشتہ ترا زیرِ کفن کانپ اُٹھے

شبِ فرقت مین جو کھینچون کوئی نالۂ دل سے
سنگ لرزان کیطرح چرخِ کہن کانپ اُٹھے

تم تو وعظ مجھے سمجھانے کو آئی تھی مگر
دیکھتے ہی اُسے خود مشفقِ من کانپ اُٹھے

ضعفِ پیری سی نہین جسم پہ رعشہ طاری
خوفِ عصیان سی ہین اعضائے بدن کانپ اُٹھے

ہی یہہ نازک جو گذر جائے یہان وہم و خیال
مثلِ خورشید کی وہ غنچہ دہن کانپ اُٹھے

چپ ہون کچھہ سوچکے ورنہ جو دمِ سرد بھرون
کرۂ نار بھی ای چرخِ کہن کانپ اُٹھے

مجھہ سی غربت زدہ عشق کا قصہ ہی عجیب
ذکر سنتے ہی مرا اہل وطن کانپ اٹھے

ذکر آئے جو مری سوز دروں کا رونق
صورت شمع زبان وقت سخن کانپ اٹھی

ہو بیوفا اگرچہ شکیل و حسین بنے
اچھے بنے ہی تم تو کچھہ اچھے نہین بنے

خوبی سی چشم اہل جہان کے مکین بنے
گویا مری جلانے کو تم یہہ حسین بنے

اچھے ہوئے تو ہم سی بگڑنا ہی فرض ہے
مانا کہ آپ ایک جہانمین حسین بنے

ربط عدو کو لاکھہ چھپایا نہین چھپا
فقری ہزار تمنے بنائی نہین بنے

میری جفاکشی سے بنے ہین وہ تندخو
اب اُن سے اور رقیب سے شاید نہین بنے

کیا کہئے کیونکہ طے کئے ہین عشق کے مقام
یونہین رہا کہ ہم کہین بگڑی کہین بنے

ای رشک مژدہ غیر سے ہی وہ بگڑ گئے
ایسا نہین مزاج کہ آنسے کہین بنے

بیٹھے ہم اسقدر کہ عدو جل کے اٹھہ گئے
اس بزم مین بگڑ کے بھی تو ہمین بنے

جو جو روش ہی وہ ہی دل آزار خلق ہے
گویا ستم ہی کے لئی ہین سب حسین بنے

جتنے جہان مین تنگ ستم تھی یہان وہان
آنکھو مین آپ کی نگہ شرمگین بنے

اُس جامۂ حریر کی تقدیر ہائی ہائے
تم سے تنک مزاج کی جو آستین بنے

تو جس سے خوش ہی دشمن جانی ہی وہ مرا
کب مجھہ سی تجھہ سے ایدل اندوہگین بنے

باز آئین کیون ستم سے کہ میری زبان پر
جب حرف شکوہ بھی سخن آفرین بنے

جور زمانہ شاق ہی کس درجہ کا شکی
تیرا ہی وہ بھی غمزۂ سحر آفرین بنے

رکھہ سکتے ایکدم نہین دل ہاتھہ مین مرا
تم بھی مری بگاڑنیکو نازنین بنے

وحشی کے خاک اڑانیکی شایستگی نہین
اک اور گردش فلکی سے زمین بنے

رونا بہی یاد یاسمن بر مین ہے بہا آ
جتنے گرے سرشک گل یاسمین بنے

روشن کبہی کسیکی شب تار کے نہین
کہنے کے واسطے یونہین تم مہ جبین بنے

وعدہ کی شب بہی آج ہی ضبط قلق ہی آج
ناصح بہی آج آکے مری ہمنشین بنے

گم کردہ نام خلق مین مجہہ سا ہو کوئی
گم ہو جو میری نام کا رونق نگین بنے

بت صومعہ مین بتکدہ مین بت شکن بنے
ایسے بنے کہ شورش ہر انجمن بنے

تم کچہہ سنو تو کیون نہ خموشی سخن بنے
تہی جو سخن زبانیہ مہر دہن بنے

رنج و محن کیواسطے پیدا ہوا ہون مین
میرے لئے جہان مین رنج و محن بنے

خط بہی پڑا نہ تن پہ لگائے پچاس تہے
تم تو برائے نام عبث تیغ زن بنے

خوف عدو طلسم ہوا وقت مے کشی
تہے گل ابہی تو آپ ابہی یاسمن بنے

محروم ہم رہے یونہین گلہائے وصل سے
بی فیض آپ کہنے کو رشک چمن بنے

عاشق کے گہر جو آؤ تو حیرت کے جوش سے
آئینہ خانہ کیونکہ نہ بیت الحزن بنے

اول ہی سے نمود دہن مین کلام ہے
صورت گرون سے کیونکہ تمہارا دہن بنے

خسرو ہی شاہ ناز اٹہانے سی کام ہے
فرہاد اک گدا ہے نہ کیون کوہکن بنے

وحشی کے پاؤن کہل گئی دل تو نہین کہلا
صحرا نہ کیونکہ گوشۂ بیت الحزن بنے

مارا ہی روک روک کے الفت کی راہ مین
ہم آپ اپنے دل کے لئے راہزن بنے

غمزون نے اسکے لوٹ لیا جنس ہوش کو
جو رہنما مری ہوئی وہ راہزن بنے

ملزم ہین اپنے تم سی جفاجو سی ملکے ہم
خود ہی عدوئی جان سراپا محن بنے

کیا مونہہ کہ حق شکر خدا ہو سکے ادا

رونق زبان شکر جو ہر عضو تن بنے

عبث ہے اُس مژہ کے سامنے تقریر بچھو کی
کہان توقیر اُسکی اور کہان توقیر بچھو کی

تری ابرو کے باعث سے بڑہی توقیر بچھو کی
فلک بہی سینہ پر رکہتا ہی اک تصویر بچھو کی

تصور بہی تری ابرو کے ہین نشتر شکن دلمین
ضرر کرتی نہین کچھہ ہاتھہ مین تصویر بچھو کی

مشابہ ہو کے اُسکی زلف و ابرو سے غضب توڑا
خطا کچھہ سانپ ہی کی ہے نہ کچھہ تقصیر بچھو کی

جمائی حلقہ کرکے پہلوئی عارض مین کیون گیسو
لگائی آئینہ پر تونے کیا تصویر بچھو کی

عدو کی کجروش کا سر کچلئے سنگ تمکین سے
کہ کچھہ بہی غیر سرکوبی نہین تعذیر بچھو کی

مشابہ ہین تری ابرو سے کیا کیا دل کہا ہین
نظر مین شکل لگتی ہے بسان تیر بچھو کی

کسیکی ابروئی خمدار کی الفت مین وحشت ہے
عجب کیا ہو جو شکل حلقۂ زنجیر بچھو کی

نہ کیونکر نیش زن ہو چرخ کجرفتار روز و شب
کہ قرب برج عقرب سے ہوئی تاثیر بچھو کی

خیال ابروئی جانانہ ہر دم چاہئے ایدل
بہلا کیا دوستی ای واژگون تقدیر بچھو کی

خیال ابروئی دلدار صبح و شام رہتا ہی
ہمارا ملک دل بہی ہو گیا جاگیر بچھو کی

نہ کیون آزار دی بیوجہہ دشمن کجنہاد ہے
کہ خو کی بد سے ہے ایسی ہی کچھہ تاثیر بچھو کی

خطا کیا ہے تری پیکان کی دل جو آپ آ لپٹے
کوئی گر نیش کہائی خود تو کیا تقصیر بچھو کی

گذر کرتے ہی دلمین اک سراپا آگ لگ اُٹھی
مگر رکہتا ہے کچھہ تاثیر تیرا تیر بچھو کی

تمہاری کاکل و ابرو سے نسبت اُنکو دیتی ہین
بڑی قسمت ہی افعی کی بڑی تقدیر بچھو کی

کوئی مرنیکو از خود دوڑ کر آتا ہی کب رونق
قضا لاتی ہے لیکن ہو کے دستگیر بچھو کی

۳۵۴

چھوڑ الفت مین رونا جی کی کلفت اس سے جاتی ہے
ہر اک آئینہ دل کی کدورت اس سے جاتی ہے

محبت کچھہ عجب شی ہے رعونت اس سے جاتی ہے
ہدایت اس سے آتی ہے ضلالت اس سے جاتی ہے

نہ دین ہم قرض دلکو وعدۂ نظارۂ رخ پر
بڑا ہے قرض واقع مین محبت اس سے جاتی ہے

بلا ہے قہر ہے آفت ہے یہہ بیماریٔ فرقت
اگر ہو ایکدن سو دن کی طاقت اس سے جاتی ہے

غضب ہے سحر ہے حسنِ جہان آشوب کی شوخی
ولی و شیخ و زاہد کی کرامت اس سے جاتی ہے

اٹھا لینی عدو کی بات گو آسان ہے آسان
مگر ہان آپ کی شانِ نزاکت اس سے جاتی ہے

بہت دشوار ہے ملنا تو اچھا اک نظر دیکھو
سمجھہ جاؤ کہ ہر سو انکی شکایت اس سے جاتی ہے

ہوس پیشہ دل افسردہ ہون انکی سرد مہری سے
کوئی دل گرم الفت کی حرارت اس سے جاتی ہے

تقاضی سے وہ چھپتے ہین پیام آنیکا دیجی کیا
کہہ و بیگاہ ملنے کی ہی صورت اس سے جاتی ہے

تم اور اغیار کم مایہ سے برتو رسم ہم بزمی
سر افرازانِ رعنائی کی شوکت اس سے جاتی ہے

عدو کا رشک آفت ہے قدم اٹھتا نہین اپنا
تمہاری بزم مین آنیکی طاقت اس سے جاتی ہے

۳۵۸

ہمین اصرار جتنا ہے انہین انکار ہے اتنا
بہت کچھہ اسطرف **رونق** طبیعت اس سے جاتی ہے

اب نہ کچھہ شرم اور حیا کیجے
خانۂ دل ہی مین رہا کیجے

درد اگر ہو تو دوا کیجئے
عشق کے بیمار کا کیا کیجئے

قتل ہی گر نہین ممکن وصال
ایک ہی وعدہ کو وفا کیجئے

مین کہین ہوتا ہون جدا آپ سے
سر بھی اگر تن سے جدا کیجئے

جور ہی کیجے مگر اک وضع سے
مین نہین کہتا کہ وفا کیجئے

دل ہی پہ جب اپنے نہین اختیار
کسکے تغافل کا گلا کیجئے

ہم ہین اسیر آپکے مجبور ہین
خواہ وفا خواہ جفا کیجئے

جب کہ ذرا یار کو پروا نہو
کیون نہ صفتِ شمع جلا کیجیے

ہم سے گئے تھے یہی قول و قرار
سامنے آنکھین تو ذرا کیجیے

اُسکے ہین رونق ہمین بخشیگا وہ
لاکھہ اگر اُسکی خطا کیجیے

مجھہ سا ہی گرچہ اکجہان محو ناز ہے
سمجھو گے کچھہ اگر نظرِ امتیاز ہے

اُسکی نگاہِ مست مین کیا رنگ ناز ہے
ایک ایک سینہ عرصہ گہہ ترکتاز ہے

اچھا ہے شغل ختم نہو گا تمام شب
زلفِ دراز تر کی حکایت دراز ہے

جتنے ہین نقش عشق کے برعکس ہین تمام
محمود بادشاہ غلامِ ایاز ہے

ملنے کی ہمکو اُنکو نہ ملنے کی ہی ہوس
دنیا مین ہی وہ کون کہ جو بی نیاز ہے

دل سے ہی جھلک رہی ہین گلے جور یار کے
ایک ایک مدِ آہ زبان دراز ہے

دل پہٹ گیا ستیزہ بیوجہہ سے ٹلے
اب بہی چلو تو آؤ درِ صلح باز ہے

بیچارگی سے آ کے پڑی اُسکی راہ مین
ہم بہی سمجھہ چکے ہین کہ عاجز نواز ہے

جو تم سے اس جفا پہ ہی دل کو معاملہ
اللہ ہی جانتا ہی کہ وانا ہی راز ہے

ہو کس سے اُسکے جور و ستم کا مواخذہ
کسکو سنا دیا کہ درِ توبہ باز ہے

بیمار غم نکو نہ بس ہے خونابہ جگر
اچھی وہی دوا ہی کہ جو خانہ ساز ہے

کھینچا مرض نے طول تو دی ہی نوید وصل
اپنے مریض غم کا وہی چارہ ساز ہے

دیر و حرم مین شمع فروزان کی ہی نمود
یہہ ہی تو اک نتیجہ سوز و گداز ہی

منصور چڑھہ وار پہ سوتا ہی زیر خاک
دنیا مین کیا یہہ نکتۂ شیب و فراز ہے

اک عمر مین پہنچتے ہین مرکر مقام پر
ملکِ فنا کی راہ بہی دور و دراز ہے

وان تیغ ہاتھہ مین ہی یہان سر جھکا ہوا
کس ناز کے جواب مین کیسا نیاز ہے

پڑتی ہی آنکھہ برق نگاہونکی بار بار
ہمکو بہی اُسکے رشک کی طرح دلپہ ناز ہے

انسان تو کیا ہی اُسکی کسیکو خبر نہین
جو درمیان عاشق و معشوق راز ہے

ہاتو نہین اُسکو لاؤ جو رونق تو کچھہ بہی بات
کہتے ہین تمکو سحر بیانی پہ ناز ہے

---

آپ جو گلشن مین موںہہ پر رکہکے دامن ہنس پڑے
مسکرائی غنچہ اور گلہائی گلشن ہنس پڑے

حالِ دل مینے کہا اُس سے تو دشمن ہنس پڑے
بات بڑہ جاتی ہنسی مین گر وہ پرفن ہنس پڑے

بزمِ جانان مین جو مینے آہ کی بی اختیار
رو پڑی سب دوست میری اور دشمن ہنس پڑے

نغمہ سنجی جب تری جانین کہ جب ای عندلیب
سنکے تیرا زمزمہ وہ شوخ پرفن ہنس پڑے

بخیہ گر دیکھے مرے چاک گریبان گو اگر
ہاتھہ سے مجنون کی صورت رکہکے سوزن ہنس پڑے

جان ہی تنگ آ کے ہم رونے گئے تہے در دل
دیکھتے ہی وہ بہار روئی روشن ہنس پڑے

کون آیا ہے سہی ملکر چمن مین سیر کو
خود بخود یکبار کیون گلہائی سوسن ہنس پڑے

اُف ری بیرحمی جو آئے زخم دل کو دیکھنے
دیکھکر تیرون کے میری دلمین روزن ہنس پڑے

ہمکو گریہ سے نہین فرصت ہنسائین کیا تجہے
ورنہ سایہ بہی ترا ای رشکِ گلشن ہنس پڑے

حیف میری گفتگو سنکر تو ہو چین بر جبین
اور عدو کی بات پر وہ شوخ پرفن ہنس پڑے

راز جو مین نے کہا وقتِ نزاعِ ہمدگر
سنکے میری گفتگو شیخ و برہمن ہنس پڑے

میری مرنے کی خبر پہنچی جو اُن کے کان تک
کیا تماشا ہے کہ جائی شور و شیون ہنس پڑے

آئی وہ رونق عیادت کو ہماری نزع مین
اُنکی صورت دیکھکر ہم وقت مردن ہنس پڑے

دوار کاری عشق کے باری نظر آنے لگے
چشم گریان سی جگر پاری نظر آنے لگے

اُنکے کچھہ پردہ سی رخساری نظر آنیلگے
زندگی کے کچھہ نشان باری نظر آنیلگے

چاک دود آہ سے یون چمکے انوار قبول
ابر گویا پہٹ گیا تاری نظر آنے لگے

بہر آرایش جو پیشانی یہ وان افشان چنی
آسمانِ حسن پر تاری نظر آنے لگے

بزمِ خوبانِ خود آرا مین جو بیٹھے ناز سے
چاند وہ اور سب حسین تاری نظر آنیلگے

تیرگی پہیلی یہہ کچھہ روز سیاہ ہجر کی
دن کو مثلِ شب مجھی تاری نظر آنے لگے

آہ سوزان سی ہوا ہی آسمان مثلِ تنور
سب ستاری مجھکو انگاری نظر آنے لگے

سوز غم سے باغ مین تشکلِ انار آتشین
مجھکو آتش ریز فواری نظر آنے لگے

گریۂ بیصرفہ سے نیرنگ طغیان کہل گیا
سوئی مژگان مجھکو فواری نظر آنیلگے

عام جلوی ہو گئے پردہ نگہہ کا اُٹھہ گیا
کوچہ کوچہ عشق کے ماری نظر آنے لگے

جانِ دلبر ابتو آفت کیا قیامت آگئی
آپکے انداز سب پیاری نظر آنے لگے

صدمۂ فرقت پڑا ایسا کہ آنکھین کہل گئین
رات کیا دن کو مجھے تاری نظر آنیلگے

کہو دیا اُس چشم نے میری طرح سبکا قرار
جو ثوابت تہی وہ سیاری نظر آنے لگے

اُسکا آنا تہا کہ بالین مریض ہجر پر
چارہ گر دمساز بیچاری نظر آنے لگے

شیوہ آموز رقابت ہی غرض یہہ عشق بہی
مجھکو دشمن سب دو بیچاری نظر آنے لگے

شمعِ حسنِ گرم سے اک آگ بہڑکی باغ مین
مثلِ نخلِ طور فواری نظر آنے لگے

خوابِ غفلت سے اُٹھا پردہ تو آنکھین کہل گئین
دوش پر عصیا نکی پشتاری نظر آنے لگے

| ۳۵۶ | شاید اپنی آہ دلمین یار کے گہر کر گئی<br>ابتو رونق اُسکے ہرکاری نظر آنیلگے | |
|---|---|---|

مرے دلبر جو اسکے زخم خنجر کی نشانی ہے
خط اخلاص پر الفت کی دفتر کی نشانی ہے

سر سلطان پہ دو دن تاج و افسر کی نشانی ہے
گئے جب قبر مین پھر خاک تھہر کی نشانی ہے

مٹاؤ تم نہ سنگ آستان سے داغ خون ہرگز
تمہاری عاشقِ سرباز و مضطر کی نشانی ہے

نہ مٹ جائے کہین اس خوف سے سجدہ نہین کرتے
نشانِ جبہہ سائی یار کے در کی نشانی ہے

وفورِ آہ و نالہ ہے ہجوم عشق کو لازم
نمودِ پرچم رایات لشکر کی نشانی ہے

ہماری زخم دل پر تو نہ کہہ ای چارہ گر مرہم
کہ مثلِ حرز جان یہہ اسکے خنجر کی نشانی ہے

جفا جو یونکی ہم بزمی سے قاتل عاشقونکا ہے
یہہ آئینہ کہ دنیا مین سکندر کی نشانی ہے

نہ شرماؤ اگر لاکھون تجھے ہین راہ آنکھین
تمہاری شوخی چشم فسونگر کی نشانی ہے

کسیکی کو بھی سنتا ہی نہ اپنی کوئی کہتا ہے
ترا کوچہ بھی شورش گاہ محشر کی نشانی ہے

بہت کی جان جلتی ہی بہت کی خاک اڑتی ہے
خرام باد پائی یار صرصر کی نشانی ہے

پتا کیا پوچھتے ہو خانۂ تاریک عاشق کا
شب یلدا کی تاریکی مری گھر کی نشانی ہے

ہوئی ہم اشتیاقِ دید مین یہہ محو نظارہ
کہ اپنی آنکھہ گویا روزنِ در کی نشانی ہے

پتا دیتے ہین آہ و نالہ میری شورشِ دلکا
کہ ہان اٹھنا دھانکا صاف مجمر کی نشانی ہے

حباب بحر کہیے یا سراب اس زندگانی کو
بسانِ خطِ آبی زیست دم بھر کی نشانی ہے

ہوا داغون سے روشن سینہ اپنا عشق مین اسکے
یہہ ادنی سی تری روئی منور کی نشانی ہے

گلو مین طوق بیڑی پاؤن مین الجھی ہوئی باتین
یہہ رونق عاشقِ گیسوئی دلبر کی نشانی ہے

۱۰۶۰

لیجائیگا عدم مین خیالِ دہان مجھے
عین الیقین دکھائیگا میرا گمان مجھے

کوچہ سے اپنے تو نہ اٹھا میری جان مجھے
جاؤن کہان مین اور جگہہ ہی کہان مجھے

دیکھے جو اک نگاہ وہ جان جہاں مجھے
کھل جائے سب حقیقت راز نہاں مجھے

ایسا کچھ اس لئے غم نے کیا ناتواں مجھے
صحت کے بھی خیال میں بار گراں مجھے

جو کچھ ہے کچھ نہیں ہے کہ دیکھا ہے غور سے
ایسا خیال ہے نظر آیا جہاں مجھے

مطلب کی بات بھی وہی رہی کٹ چکے ہے
دیتے ہیں مدعی کو دعا گالیاں مجھے

ہیں پھر جلوہ حسن طلب رنگ رنگ سے
آخر ملا ہی حسن تجھے اور زباں مجھے

دل کے لئے بہت طپتیں جمع کر رکھوں
دم بھر بھی دی قرار اگر آسماں مجھے

فرقت میں شکوہ صبح مقدر رہوں و روز شب
بہتر تو تھا یہی کہ نہ ملتی زباں مجھے

میں مسلک وفا میں ہوں سرخیل اہل درد
فرہاد و قیس بھیجتے ہیں ارمغاں مجھے

ہوں عندلیب گلشن تصویر عشق میں
عالم میں ایک سی ہے بہار و خزاں مجھے

بس ایسی زندگی ہے کیا آئی وہ یہاں
لیجائے پا اٹھا کے کوئی ہاں سے ہاں مجھے

گاہے خیال وصل ہے گہہ شکوہ رقیب
دن رات سوجھتی ہیں یہی شوخیاں مجھے

اس ضعف کے شمار کہ ہوں حسن ہی بزم میں
در پر رہی نہ دیکھ سکا پاسباں مجھے

آخر وہ سب کے مجھ سی شکایت کریں ہی گے
کیا کیا غصے کھائیگی میری فغاں مجھے

۳۶۱

اس ضعف کا برا ہو کہ رونق کیا نہ قتل
اس شوخ نے سمجھ کے بہت ناتواں مجھے

کیا تری چال ہے ای شوخ پری کے ٹکڑے
ہو گئے ہیں جگر کبک دری کے ٹکڑے

کاوش غمزۂ جاناں کے تماشے دیکھے
ہیں یہ مژگاں پہ عقیق جگری کے ٹکڑے

دلمیں پیکاں کے نکلنے پہ بھی ہیں سوں خلشیں
رہ گئے ہیں تہ ناوک نے سری کے ٹکڑے

کار عالی سبھی سلک محبت میں ہیں
ہیں یہاں رشتۂ والا گہری کے ٹکڑے

ہی عجب گردن تسلیم و رضا عاشق کی
ہوگئے دشنۂ بیدادگری کے ٹکڑے

غیر گستاخ کشاکش ہین پئے جذب نگاہ
ہو نہ جائین کہین تار نظری کے ٹکڑے

بن تری نغمۂ بلبل نے جگر چاک کیا
دل ہوا چلنے سے باد سحری کے ٹکڑے

کیا ہی بیوقت شب وصل مین بول اُٹھا ہے
کاش ہون گردن مرغ سحری کے ٹکڑے

تجھپہ کیا جانئے کس بات پہ دل آیا ہے
ورنہ ہین اور بہی دنیا مین پری کے ٹکڑے

کوئی جھگڑا ہی نہ اب دست جنون نے رکھا
جیب کے ساتھہ گئے بخیہ گری کے ٹکڑے

وہ مرا حال کہے خاک کہ ہو جاتے ہین
اُسکی چلمن سے نسیم سحری کے ٹکڑے

کونسی عشوہ گری ہے جو اُنہین یاد نہین
خود سراپا ہین حسین عشوہ گری کے ٹکڑے

جانگزا ہین تری مژگان کے تصور ہر دم
دلمین بیدھ سب ہی چبھی ہین یہہ سری کے ٹکڑے

من و سلوائی توکل پہ ہو قانع کیونکر
جسنے کہائی یو نہین دریوزہ گری کے ٹکڑے

دوش پر بار ہے آج اُنکے قبائی زرلفت
جو لئے پہرتے تہے کاندہی پہ دری کے ٹکڑی

۳۰۶۳

اُس اشارہ پہ تصدق ہون کہ جس سے رونق
ایکدم مین ہوئی قرص قمری کے ٹکڑے

ہان جاؤ نہ اغیار کے گہر کیون نہین جاتے
جاتی ہے جدہر رات اُدہر کیون نہین جاتے

رونق جو کیا عشق تو مر کیون نہین جاتے
اس دجلۂ پر غم سے اُتر کیون نہین جاتے

اغیار کے گہر فرض ہے کیا رات کا جانا
بیباک ہو تم وقت سحر کیون نہین جاتے

کہتے ہین مرا حال عدل زار وہ سنکر
جینے سے ہو گر تنگ تو مر کیون نہین جاتے

اسطرح اُٹھاتے ہین مجھے بزم عدو سے
لو رات زیادہ گئی گہر کیون نہین جاتے

الماس فشان گروہ تبسم نہین تو پہر
جو دل کے مری زخم ہین بہر کیون نہین جاتے

ہر دل مین اُترتے ہین نگہہ کے تری پیکان
حسرت ہی مجھے خون سے بہر کیون نہین جاتے

مرتا ہون کہا مینے تو جھنجلا کے یہہ بولے
مرنے پہ جو مرتے ہو تو مر کیون نہین جاتے

رونق سے اگر لاگ نہین ہے تو بتاؤ
جاتا ہے جدہر وہ تو ادہر کیون نہین جاتے

سرِ عاشق اگر تن سے جدا کرتا ہے
کوئی قاتل سے نہ الجھو کہ بجا کرتا ہے

اُن سے دل کیا گلہ جور و جفا کرتا ہے
خوبرو کوئی بہی دنیا مین وفا کرتا ہے

چارہ گر کام مرے لقمان سے بہی ہو کچہہ علاج
مجہہ سے بیمارِ محبت کی دوا کرتا ہے

دوست کا شکر عبث شکوہ عدو کا بیجا
سب بد و نیک مقدر ہی سے ہوا کرتا ہے

گریہ آتا نہین اور دل پہ ہجوم غم ہے
مینہ برستا نہین اور ابر رہا کرتا ہے

خسرو چرخ نگر راہ کے ذرے ہونگے
سایہ قامت کا تری کام ہما کرتا ہے

کچہہ سمجہہ جاؤ جو دوزخ کے تماشے دیکہو
آتشِ غم سے کوئی کیونکہ جلا کرتا ہے

ذبح کر شاق ہے گر تجہہ پہ اسیری میری
کیون خزان مین مجہے صیاد رہا کرتا ہے

میری وحشت مری دلسوز سے پوچھے کوئی
کہ سدا چاک گریبان کے سیا کرتا ہے

کمرِ یار کے مضمون جو بندہے تو یہہ کہلا
کہ کبھی دام مین عنقا بہی پہنسا کرتا ہے

تم نگر شام سے بے پردہ پڑے پہرتے ہو
رات ہوتی ہے تو خورشید چہپا کرتا ہے

سطحِ آب مین جسطرح سے عکسِ خورشید
چشمِ گریان مین وہ اسطرح رہا کرتا ہے

کوئی مر جائے کسی پر تو یہہ پوچہے کوئی
کہین ایسا بہی زمانہ مین ہوا کرتا ہے

قتل کرتا ہے وہ بی جرم جہان کو رونق
کوئی کہتا نہین اُس سے کہ یہہ کیا کرتا ہے

۳۶۴

دل اُس بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
غضب کا تماشا ہوا چاہتا ہے

ہدف اُس نگہہ کا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے دل کیا ہوا چاہتا ہے

الجھتا ہے ذکر محبت مین ناصح
بہت جلد رسوا ہوا چاہتا ہے

یہہ ایما ہے انکا خودی کو مٹا دے
اگر تو ہمارا ہوا چاہتا ہے

مری ضبط کا اور تمہاری ستم کا
کسی روز چرچا ہوا چاہتا ہے

یہہ طغیان سمایا ہے گریہ مین میرے
کہ ہر قطرہ دریا ہوا چاہتا ہے

مدارائی اغیار واجب ہی دلبر
جو عاشق کسیکا ہوا چاہتا ہے

ندیکھہ آئینہ مین رخ حیرت افزا
کہین تو بہی مجھہ سا ہوا چاہتا ہے

اُٹھانے کو ہین اپنی محفل سے مجھکو
جہان زیر و بالا ہوا چاہتا ہے

٣٦٥

خیال اُسکی ابرو کی رہتی ہین رونق
کہ دل طاق کسری ہوا چاہتا ہے

چوسر بہی نہ کچھہ ڈہنگ کی اے یار بچھائی
دس بار اُٹھائی اگر اک بار بچھائی

عشاق صفت چال سے ایکبار الٹ دے
کیا ظلم کی شطرنج ستمگار بچھائی

زندانمین بہی اک خوابگہ عیش بنا دی
بستر کی جگہہ خاک در یار بچھائی

گلگشت سی ہون وادی پر خار مین خوش خوش
کیا چینہ ہے بالائے سر خار بچھائی

دوران نے جو کی بزم جمال اس سے فروزان
اک مسند عزت پئی اغیار بچھائی

ہین چین سے عاشق پڑے اُس قصر کے نیچے
ہی خاک کی قالین تہ دیوار بچھائی

آتش یہ ہین کیا لوٹ رہے رشک سے فتنے
کیا آگ دم گرمی رفتار بچھائی

غیرون کے گذر کوچہ جانان مین ہوتے
کیون آگ نہ اے آہ شرربار بچھائی

ہین قدرت اللہ کے قربان ہون رونق
کیا اُسنے زمین آب پہ ہموار بچہائی

کچھہ ذرا تجھہ سے شکایت نہین صیاد مجھے
لائی ہی کنج قفس مین میری فریاد مجھے

کچھہ مری جور کشی کی تو ملے داد مجھے
کاش خود قتل کری وہ ستم ایجاد مجھے

کچھہ سمجھتے تو ہین وہ مورد بیداد مجھے
شاد باش ایدل ناشاد کیا شاد مجھے

عید تقریب ہے قربانی عاشق کیلئے
ہوگیا ہی سہ نو خنجر فولاد مجھے

حسرتِ کشتۂ اُستاد کی دعوی تو کرون
کاش ملجائی کہین تیشۂ فرہاد مجھے

اپنی ویرانی پہ آتا ہے تاسف کیا کیا
نظر آتی ہے جو بستی کوئی آباد مجھے

نقش ہین دلپہ اشارات نہانی شب کے
حشر جو تمنے اُٹھائی ہین وہ ہین یاد مجھے

وہ ہی نظارۂ اول کی خرابی سب ہے
خوب معلوم ہی اس عشق کی بنیاد مجھے

عشق کیا ہے یہی ایک ایک نظر سی گرنا
اسکی پہلے ہی سے معلوم ہی افتاد مجھے

بیخودی مین بہی ہون محویت الفت کا اسیر
آپ سمجھین نہ کسی حالمین آزاد مجھے

خود ہوا دلولۂ ذوقِ تقرب مین اسیر
دام سے بڑہ کے ہوئی الفتِ صیاد مجھے

اس محبت نے کہین کا بہی رکہا رونق
میری قسمت نے کیا خوب ہی برباد مجھے

سب بلندی اور پستی دیکہلی
خوب اس ہستی کی بستی دیکہلی

چشم نے رو رو کے اک طوفان کیا
جب گہٹا کوئی برستی دیکہلی

اک نگہہ پہ بہی ہزار انکار ہین
جنس دل کیا ایسی سستی دیکہلی

ہی تو کچھہ ہی وان بہی فیض چشم یار
مے کشونکی مے پرستی دیکہلی

تا ابد پھر سیتی اسکو نہین　　جسنے اپنی اصل ہستی دیکھلی

سوز غم سی اشکباری کی عوض　　آتش آنکھونسی برستی دیکھلی

بیہوشی پر مر رہی ہین ہوشیار　　کیا تری آنکھونکی مستی دیکھلی

مٹ گئی سب دل کے اپنی حوصلے　　ہمنے جب طالع کی پستی دیکھلی

کوہکن کا حال مزدوری کھلا　　قیس کی بھی فاقہ مستی دیکھلی

یہہ گریبان کے ہین پرزے اپجنون　　دیکھلی ہان تیزدستی دیکھلی

لب پہ توبہ دلمین طغیان ہوس　　شیخ کی بھی حق پرستی دیکھلی

کثرت غم سے بہت آباد ہے
ہمنے رونق دلکی بستی دیکھلی

اس دھب سے کوئی یار مین بادصبا چلی　　جیسے جہان مین حور خوش آئین ادا چلی

سوئی فلک جو آہ دل برق زا چلی　　شاید جہان مین آگ جہانکی لگا چلی

دشمن ہین دل شگفتہ دم سرد سی مرے　　دنیا مین ہے گمان کہ بادصبا چلی

لائی نسیم یار کے آنے کی جو خبر　　جان اپنی پیشوائی کو مثل صبا چلی

اب مرگ کسطرح سی خدا جانے پیش آئے　　یہہ زندگی تو اپنے کرشمے دکھا چلی

ہی روشنی قلب کا مانع خیال غیر　　روشن رہا چراغ نہ جبتک ہوا چلی

عشاق نامراد ہوس پیشہ کامیاب　　کیسی جہان عشق مین الٹی ہوا چلی

ہرگز نہ بار غم کے سبب سے اٹھا سکی　　ہرچند میری خاک پہ بادصبا چلی

افتادگی یہہ ہے کہ نہ میرا غبار اٹھا　　آندھی سی گرچہ کوچہین اسکے ہوا چلی

ماتم ہے عاشقون مین ہمارے وصال کا　　ہم کیا چلے کہ آج جہانسے وفا چلی

| | |
|---|---|
| سر تا قدم ہوں برگِ خزاں دیدہ ضعف سے | ہیں خاک پر گرا جو ذرا بھی ہوا چلی |
| ساقی پلا شراب مغنی بجا رباب | یوں آکے مثلِ عمر یہہ کالی گھٹا چلی |
| مارا ہے سبکو مہرۂ شطرنج کیطرح | کیا چال تو نے تھر کی ای بے لقا چلی |

رونق وہی ہی اب بھی کہ طفلی ہیں ناگ تھا
شہرِ یا فرا کہ سر ہیں سفیدی بھی آچلی

| | |
|---|---|
| تو جو اُسکا ہی تو ہی کون و مکان تیری لئے | ہی زمیں تیری لئے اور آسمان تیری لئے |
| جو جہا نہیں ہی وہ بھی جان جہان تیری لئے | تو جہان کیو اسطے ہے اور جہان تیری لئے |
| جان و دل کہوئی تو کام جان و دل حاصل ہوا | تجھکو جب پایا کہ چھوڑا اک جہان تیری لئے |
| دل بھی تیری نذر جان نیم جان تجھپر نثار | پاس جو کچھہ ہی مری ہے مہربان تیری لئے |
| نام کو چھوڑا نہیں دل ہیں خیال اغیار کا | ہمنے خالی کر رکھا ہی یہہ مکان تیری لئے |
| آپ کہتی ہیں کہ ہیں میری لئے عیش و نشاط | اور ہیں درد و الم آہ و فغان تیری لئے |
| گوشۂ دل سے سن ذرا حالِ دلِ رنجور کو | یاد کر رکھی ہے ہمنے داستان تیری لئے |
| تو کہاں سرگشتہ پھرتا ہی تلاش عشق ہیں | روز و شب گردش ہیں ہیں سب آسمان تیری لئے |
| حق نہ بھولو نگا ترا ہیں ای سگِ کوئی صنم | ہینے رکھہ چھوڑی ہیں اپنی استخوان تیری لئے |
| وہ مزا پایا ہی نوش دردِ الفت ہیں کہ ہیں | مانگتا ہوں حق سے عمرِ جاودان تیری لئے |

ایک ہیں بھی صاف تو نکلا نہ رونق سے کبھی
ای ستمگر ہمنے اکثر امتحان تیرے لئے

| | |
|---|---|
| کم نہیں تنویر ہیں کچھہ داغ دل خورشید سے | دور رہو پہا ہا اگر تو جائی پل خورشید سے |
| ہی خجل خورشید یوں روئی فروزانی تیر سے | دیدۂ خفاش جیسی منفعل خورشید سے |

دیکھتے ہی یار کے حسنِ جہان افروز کو
بات بن آئی نہ کچھہ ہو کر خجل خورشید سے

یون تصور مین رخِ تابانکی پژمردہ ہو دل
جس طرح سے ہو گلِ تر مضمحل خورشید سے

دور ہی جانا نسی ہے کچھہ پسندگی وذر کبھی
کوئی جا نبر ہو نہ ہو کر متصل خورشید سے

ایکدن آجائے گھر میری اگر وہ مہوش
میری قسمت کا ستارا جا ہی مل خورشید سے

اُس سے روشن ہے زمین اُس سے منور آسمان
کم نہین تنویر مین اُس در کی سِل خورشید سے

گر حرارت چاہیے تو مجھہ سے لیجے مستعار
زور رکھتا ہی ہمارا داغِ دل خورشید سے

چاہئے اے آسمانِ حسن عارض پر ترے
ایک تِل ہو ماہ سی اور ایک تِل خورشید سے

نور حیرت زا کو دیکھا اور وہین ہو رہے
اُسکے کوچے مین ہین اکثر پا بگِل خورشید سے

ایک ہی خورشید پر کیا آسمان کرتا ہے فخر
اُس رخِ پر نور پر ہین چار تِل خورشید سے

میرے داغِ دل کو رونق تم ابھی سمجھے نہین
ہے جدا یہہ ایک جزوِ متصل خورشید سے

مجھے چاہیے اپنی رب کی خوشی
کہ اُسکی خوشی مین ہے سبکی خوشی

مقدر سے ہین عشق مین مبتلا
ہمین کب ہے رنج و تعب کی خوشی

مزا آگیا ہے غمِ عشق کا
نہین مجھکو رنج و تعب کی خوشی

عوض مین ملا رنج دونا مجھے
شبِ وصل کی یاد جب کی خوشی

رخِ بادہ کش کیون نہ گلرنگ ہو
کہ ہے عقدِ بنت العنب کی خوشی

کسیکے رخ و زلف کے عشق مین
نہ دن کا مجھے غم نہ شب کی خوشی

دیا اُسکے بدلے ہمین رنج و غم
فلک سے ذرا جو طلب کی خوشی

تری آبِ خنجر سے تر ہو گلو
یہہ ہے ابتو اس تشنہ لب کی خوشی

مری دل مین جوش الم دیکھکر — دل غیر مین جاکے وہ کی خوشی
ندین اُسکو تکلیف اقرار وصل — اگر ہو نہ اُس غنچہ لب کی خوشی

سوئے کعبہ رونق چلو سر کے بل
جو ہی سیر ملک عرب کی خوشی

دمبدم ہین شجر عمر کو کہاتے جاتے — یہہ جو آرہ کیطرح سانس ہین آتے جاتے

دل لگانے کی سزا روز ہین پاتے جاتے — پہر بہی ہم دل ہین حسینونسی لگاتے جاتے

سر سے چلتے کسی کوچے مین جو آتیجاتے — نقش پا یار کے آنکھونسی لگاتے جاتے

حیف ہی کیون مری کوچے سے وہ گذرے خاموش — گالیان ہی مجھے دو چار سناتے جاتے

دب گیا بار غم عشق مین اتنا لیکن — پہر بہی احباب مجھی کو ہین دباتے جاتے

دیکھ لینا کہ وہین ہجر سے مرجاؤنگا — غیر کے گھر تجھی دیکھا بہی جو آتیجاتے

کوچہ یار بہی کتنا ہے مسافت کتنی — ہائی اندیشہ جہان تہک گئے آتیجاتے

یاد آئی نہ دم مرگ ہمین اپنی راہ — ورنہ یہہ ہستی موہوم جلاتیجاتے

پاس سے مجھکو اُٹھانا انہین منظور نہین — پاؤن سے ہین مری دامن کو دباتیجاتے

جا ملے غیر سے شاید وہ کہین خبر نہین — مجھہ سے تقریر مین ہین آنکھ چراتیجاتے

سو دہرا اسلئے سرگشتہ پڑے پھرتے ہین — دیکھ لین تا کبھی اُس شوخ کو آتیجاتے

دیکھتے حضرت ناصح جو کبھی شکل تری — جانب دشت بہی خاک اُڑاتیجاتے

تمکو دیکھو کہ شب و روز جلاتے ہو ہمین — ہمکو دیکھو کہ یہہ صدمہ ہین اُٹھاتیجاتے

شعر گوئی سے مری تہے جو وہ ہوتا رونق
شعر اپنے اُسے پڑہ پڑہ کے سناتیجاتے

سنہ ۳۷

دم آخر یہہ نصیحت ہی مری یارون سے
دل لگانا نہ کوئی آئینہ رخسارون سے

اسکی آنکھون سی اور ان چاند سی رخسارون سے
دل کو یارب مری محفوظ رکھیو ان چارون سے

ہین ابوبکرؓ و عمرؓ حضرت عثمانؓ علیؓ
دین قائم ہی محمدؐ کا انہین چارون سے

ہی یہہ ہستی کہ الہی کوئی غمخانہ ہے
سینہ کوبی کی صدا آتی ہی دیوارون سے

کیا شب ہجر مین ہو بستر گل پر آرام
پھول ہین گرم زیادہ مجھے انگارون سے

موت بھی انکو نہین تا کہ الم سی چھٹ جائین
موت بھی تنگ ہی کیا تیری بیمارون سے

تو الجھتا ہے جو ہر رات مین مثل شانہ
دلمین بل ہی تری کاکل کے گرفتارون سے

ہی سیہ نامہ جو عصیان سی تو کیا غم رونق
رحمت حق کو علاقہ ہی گنہگارون سے

آج سر ہمنے کئی تن سے اتاری ہوتے
غیر آ جائین تری پاس ہماری ہوتے

گر فلک سے مری قبضہ مین ستاری ہوتے
تیری سر پر سی تصدق مین اتاری ہوتے

یار ملتا جو ہمین ہی تو برا کیا ہوتا
ہم بھی محفل مین تری ایک کناری ہوتے

نہ گئے بزم مین اس شوخ کی گر خوب ہوا
ہم نہ ہوتے اگر اعدا سی اشاری ہوتے

اڑ گئی شکل خزان دیکھکے کیون ای بلبل
چار دن اور بھی گلشن مین گذاری ہوتے

ہٹتے ہرگز نہ کبھی سنگ در جانان سے
لاکھہ ٹکڑے بھی اگر سر کے ہماری ہوتے

مرگ دشمن کا غضب سے کہ لئی بیٹھے ہو
عید کا روز ہے کپڑے تو اتاری ہوتے

کچھہ نہین سادگی ایسی کہ گمان مین کچھہ ہے
بال تو زلف پریشان کے سنواری ہوتے

جمع یکجا ہون اگر آسکے حسینان جہان
ہم کبھی دیکھین کسیکو نہ تمہاری ہوتے

ہی عبث شکوہ حسینون کی جفا کا رونق

یہہ کیسی بہی ہوئے ہین جو تمہاری ہوتے

قتل کو مقتل مین عریان تیغ جب قاتل نے کی ۔ پیشوائی دس قدم بڑہکر ہماری دل نے کی
یا خطا قسمت نے کی یا کوتہی کچہہ دل نے کی ۔ قتل کرنے مین یہ تاخیر کیون قاتل نے کی
مال و جان سے دین و ایمان سے یکایک کہو دیا ۔ یہہ محبت سے عنایت مجہپہ میرے دل نے کی
مرتے دم تک بہی رہا اُسکا ادب مد نظر ۔ سر کٹا یا اور نہ کچہہ جنبش تری بسمل نے کی
سن لیا سب حال دل لیکن نہ سمجہا وہ ذرا ۔ یہہ خرابی ہائے میری قصۂ مشکل نے کی
میکشون کو میکشی سے محتسب کرتا ہے منع ۔ بات اس نادان کی باور کب کسی عاقل نے کی
ایکدن کی روکشی پر حرف کاہش زور ہے ۔ رخ سے تیرے ہمسری اچہی مہ کامل نے کی
مہرومہ کو تاب حسن یار سے نسبت ہی کیا ۔ مہروش مہرو کہا یہہ مدح کس جاہل نے کی
یہہ منور گر نہوتا تو بڑا اندہیر تہا ۔ روشنی کاشانۂ تن مین چراغ دل نے کی
شوق بڑہتا ضبط جاتا راز کہلتا عشق کا ۔ قیس کی کچہہ پردہ داری پردۂ محمل نے کی
یار کی بزم تماشا مین مری مٹی خراب ۔ چشم نے کی لب نے کی خسار نے کی تل نے کی

محفل رونق نہ تہی رونق پہ وہ جب تک نہ تہا
رونق محفل مگر اُس رونق محفل نے کی

۳۴۶

داستان سنکے اُسکے جانے کی ۔ ہمنے ٹہانی ہے زہر کہانے کی
آپ تیر افگنی سے کام رکہین ۔ ہے مرا دل جگہہ نشانے کی
مین جو رویا تو اُسنے ہنس کے کہا ۔ یہہ بہی ایک طرز ہے ہنسانے کی
دوست جو تہے وہ اب ہین دشمن جان ۔ کیا ہے بدلی ہوا زمانے کی
ابر چہایا ہے مینہ برستا ہے ۔ فکر ہے یار کے بلانے کی

ای جفا کار عشق مین تیرے
سینے باتین سنین زمانے کی

کس سے سیکھے ہین آپ سچ تو کہین
یہہ نئی وضع مسکرانے کی

دم مین جی اُٹھتے ہین ابہی مردے
دیر ہے اُن کے لب ہلانے کی

بار عصیان سے دے نجات خدا
مجہہ مین طاقت نہین اُٹہانے کی

وعدۂ وصل یاد رکہئے گا
آپ کی خو ہے بہول جانے کی

مفت مین تمنے جان دی رونق
اب سزا پائی دل لگانے کی

دیکھا تو ادہر اُسکی نگہہ آج کڑی ہے
شاید مری جانب سے کچھہ اعدا نے جڑی ہے

مضمون دہن مین مجھے مشکل یہہ پڑی ہے
چہوٹا دہن یار ہے تقریر بڑی ہے

افلاک سے یہہ آہ رسا جا کے لڑی ہے
ای نالۂ دل وقت مدد ہی کہ جہڑی ہے

جب سے تری آنکھون پہ نگاہی پڑی ہے
آنکھون نے لگائی مری شکوونکی جہڑی ہے

یہہ آہ رسا بہی مری بیباک ہے کتنی
جب دیکھو اسے بام فلک پر ہی کھڑی ہے

وہ تاڑ گئے عشق مرا ایک نظر مین
ہے عمر تو چہوٹی سی مگر آنکھہ بڑی ہے

وصفِ درِ دندان مین دہن دیج کہرے
جو شعر نکلتا ہے وہ موتی کی لڑی ہے

کیا چین سے گذری کو تیدم بزم جہانمین
ہر وقت قضا مثل فلک سر پہ کھڑی ہے

میزان بیتاب یہہ رکہا ہی چہپا کر
سمجھے نہ کوئی جیب مین کافر کے گھڑی ہے

۳۷۸

دل شوق مین کیا وصل کے بیتاب ہے رونق
ایک ایک مہینا مجھے ایک ایک گھڑی ہے

جسکو نفرت عشق کی تقریر سے
مر مٹے ہین اُسپہ ہم تقدیر سے

میری خون گرم کی تاثیر سے — شعلہ باری ہے تری شمشیر سے

زندگی فرقت مین ہے سرپر وبال — قتل کرڈالے کوئی شمشیر سے

خیر مر رہنے کا حیلہ ہی سہی — یہان وہ آجائے کسی تدبیر سے

ہون خمیدہ ضعف سی یہہ قید مین — مل گیا ہون حلقۂ زنجیر سے

عشق زلف یار مین بیکار ہون — ہو سکے کیا بستۂ زنجیر سے

مین ہوا جسوقت زندان سی رہا — شور اُٹھا خانۂ زنجیر سے

ای ستمگر اپنی قسمت کا لکہا — کہل گیا ہمکو تری تحریر سے

منت یوسف اُٹھائین کسلئے — باز آئے خواب کی تعبیر سے

آئینہ مین دیکہکر مونہہ بدر کو — دیکہتا ہے یار کس تحقیر سے

قتل عالم سے غرض قاتل کو ہی — کیا خطا سے کام کیا تقصیر سے

خون ٹپکتا تیغ قاتل سے نہین — پہول جہڑتے ہین مگر شمشیر سے

ہائی وہ خواب پریشان ہے مرا — ربط جو رکہتا نہین تعبیر سے

بنگیا آئینہ رشک آفتاب — نور عکس روئی پرتنویر سے

کوئی اُس ناوک فگن سے تیر کی — لذتین پوچہے دل نخچیر سے

تم سے کیا لیکن عدو سنتے ہی پیام — ڈر ہمارے نالۂ شبگیر سے

کچہہ نہ بن آئی یونہین حیران رہا — مل گئے تہے رات کو تقدیر سے

۳۷۹

وصل مین رونق موذن کی اذان
ہے زیادہ ذبح کی تکبیر سے

گا ہے نہ بزم یار سے اغیار کم ہوئی — آبیٹھے اور پانچ اگر چار کم ہوئے

ملنے لگے وہ ہم سے جو اغیار کم ہوئے
ارزان وہ جنس جسکے خریدار کم ہوئے

عاشق بہت سی مٹ گئی دنیا پلٹ گئی
لیکن تری ستم نہ ستمگار کم ہوئے

دل کہو لکر جنون نے نہ سر پہوڑنے دیا
وہان لیگیا جہان در و دیوار کم ہوئے

لاتا ہون ڈہونڈ کر خلش جان کیواسطہ
یہان دلمین ہین جگر کے اگر خار کم ہوئے

پاس ادب سے اب بہی قدم رکہتی کیونکہ وہان
بکہری ہین گل چمن کے اگر خار کم ہوئے

کچہہ تو جہان کو چین ملا وقتِ خوابِ ناز
کچہہ فتنہ ہائی نرگس بیمار کم ہوئے

اب کیا یقین ہو آپکے اقرار و عہد کا
کیا ہمسے پہلے آپکے اقرار کم ہوئے

یہہ راز ہین کہ موت کو آتے نہین نظر
کیا اُن کے دردِ عشق کے بیمار کم ہوئے

رحمت کو عام دیکہکے کرتی ہی خلق جرم
بخشیگا کسکو حق جو گنہگار کم ہوئے

کچہہ سخت جانیون سے بچا ورنہ دلپہ کیا
تیغ نگاہِ ناز کے کچہہ وار کم ہوئے

چلتا ہے ہمسے ہجر و نپر یہہ دام عشق
دانا تہے جو وہ اسمین گرفتار کم ہوئے

یون تو ہوئے ہین عاشق و معشوق بیشمار
لیکن جو غور کی تو وفادار کم ہوئے

بگڑی خزان سہی گو کہ چمن کے چمن مگر
گلہائے داغ دل سے نہ زنہار کم ہوئے

اتنا ہون زارِ عشق تو کسکو نہ رحم آئے
لاکہون بہی گر ہوئی تو مری یار کم ہوئے

پہیلا سکے ہاتہہ سامنے ساقی کے گر پڑے
ہمسے بہی جوش نشہ مین ہشیار کم ہوئے

۳۸۶

رونق بڑہے جو درد و جنون فراق و غم
عقل و حیا و خواب و خورش چار کم ہوئے

سنا ہی یہہ کہ اُسنے شیوہ ہائی فتنہ زا چہوڑے
ہماری بعد مرنیکے اگر چہوڑی تو کیا چہوڑے

کچہہ اُسنے ہاتہہ جہپر تیغ کے بی انتہا چہوڑے
نہ میری جان مجہ دل چہوڑی نہ میری وست و پا چہوڑے

عیادت کو مری آتے ہین وہ ناز و تحشم سے
قضا سے کوئی کہدی کہ اکطرف ہو رستا چہوڑے

اسی امید پر مین منتظر بیٹھا ہون مقتل مین
کہ گردن پر مری وہ ہاتھ کب تلوار کا چہوڑے

جنون کے ہاتھ سے نوبت ہی چاک دامن جائگی
نہ جیب پیرہن چہوڑے نہ دامان قبا چہوڑے

ترے اور دل کے ہاتھون سے بہت ہی تنگ آیا ہون
نہ تو خوئی جفا چہوڑے نہ یہہ رسم وفا چہوڑے

جلایا تو جلایا کام آتش کا جلانا ہے
دل بیمار کو کس طرح آہ شعلہ زا چہوڑے

گمان گذرا کہ خورشید آگیا ہے پردۂ شب مین
اگر وہ عارض پر نور پر زلف دوتا چہوڑے

کبھی اچھا نہین ہوتا کبھی اچھا نہین ہوتا
مریض عشق سے کہہ دو دوا چہوڑے دوا چہوڑے

کدہر ہے دہیان ہم بہی تو شریک بزم رندان ہین
ہمین کس واسطے جاتا ہے خالی ساقیا چہوڑے

۳۸۱

بلا ہی دین و ایمان رونق اُسکا حسن کافر ہے
جو دیکھے متقی اُسکو تو اپنا اتقا چہوڑے

رہنے دو خیر بام کو سر پہ فلک تو ہے
دشمن ہے گرچہ اسمین مگر کچھہ پہڑک تو ہے

آنکھون مین آکے رہئے کہ پردیکا ہی مکان
دونون مین ایک ایک مگر مردمک تو ہے

روکش ہو حسن رخ سے کبھی مونہہ ہے ماہ کا
اُسکے مقابلے کو تمہاری کلک تو ہے

ہم خوب جانتے ہین کہ اُنکے دہن نہین
لیکن حدوث گوش لبان ہی شک تو ہے

آؤ کہ انتظار مین کل کی خبر نہین
آنکھون مین جان اٹکی ہوئی آجتک تو ہے

تارے فلک سے توڑ کے لاتا ہی بار بار
ابتک ہی دست فکر مین اتنی اچک تو ہے

نالہ کا میری کوئی ہم آہنگ ہی نہین
البتہ ایک رعد مین ویسی کڑک تو ہے

اے چارہ گر جو تجھکو مری زخم کیلئے
ملتا نہین ہے مشک تو اچھا نمک تو ہے

پیش نظر ارادہ کہان کا ہے دیکھئے
پہنچی ہماری آہ رسا چرخ تک تو ہے

اچھا ہوا جو درد جگر کا تو کیا ہوا
پہلو مین اور سینہ مین اب بھی کسک تو ہے

وحشت مین گرچہ پاس بچھونا نہین ہو
سونے کو میری بستر خار و خسک تو ہے

دیکھین شب فراق مین وہ آئین یا قضا
دونو کا انتظار ہمین صبح تک تو ہے

جس سے چمک رہا ہے مری دل کا آئینہ
خورشید اور ماہ مین وہ ہی چمک تو ہے

کہنے لگے وہ سنکے مراد عائے دل
دیوانے تو نہین ہو مگر کچھہ لٹک تو ہے

۳۸۳

رونق کو اسنے دیکھہ کے شوخی سے یون کہا
گو پیر ہو گیا مگر اب تک کڑک تو ہے

دنیا مین حسین یار سے بڑھکر نہین کوئی
اس شوخ ستمگار سے بڑھکر نہین کوئی

بیداد مین گر یار سے بڑھکر نہین کوئی
تو عشق مین اس زار سے بڑھکر نہین کوئی

ہان سایہ طوبیٰ بھی ہے اور ظل ہما بھی
اس سایۂ دیوار سے بڑھکر نہین کوئی

شمع و گل و خورشید و قمر سب یہہ حسین ہین
پر اس گل بیخار سے بڑھکر نہین کوئی

سوچا تو علاج مرض درد سر عشق
قاتل تری تلوار سے بڑھکر نہین کوئی

درد دل و ذوق نظر و فرصت و خلوت
ذوق طلب ان چار سے بڑھکر نہین کوئی

خلوت مین بھی دمساز ہے جلوت مین بھی ہمراز
غمخوار غم یار سے بڑھکر نہین کوئی

دیکھا تری آنکھون کو بھی نرگس کو بھی دیکھا
میرے دل بیمار سے بڑھکر نہین کوئی

کیا مانگتے گھبرا کے دعا دفع ستم کی
کیا چرخ ستمگار سے بڑھکر نہین کوئی

پیدا ہوئے دنیا مین ہزارون ہی پیمبر
پر احمد مختار سے بڑھکر نہین کوئی

یون نشۂ مے نشۂ دولت بھی بہت کچھہ
پر نشۂ پندار سے بڑھکر نہین کوئی

ہے رشتۂ جان تار نظر شاخ گل اچھی
نازک کمر یار سے بڑھکر نہین کوئی

عاشق کے لئے بیٹھنے مرنیکا سہارا
سنگِ درِ دلدار سے بڑھکر نہیں کوئی

دیکھین روش دہر کی اور چال فلک کی
اُس شوخ کی رفتار سے بڑھکر نہیں کوئی

دشمن تو ہین یون حضرتِ انسان کے زیادہ
اس نفسِ خطاکار سے بڑھکر نہیں کوئی

کس شوخ فسونگر سے طلبگار وفا ہے
نادان دلِ بیمار سے بڑھکر نہیں کوئی

اللہ ندسے عشق کا آزار کسیکو
آزار اس آزار سے بڑھکر نہیں کوئی

لخت جگر و دل ہی نہیں جان ہین اپنی
رونق مجھے اشعار سے بڑھکر نہیں کوئی

بیچین درد ہجر سے ہم تا سحر رہے
کہئے کہ آپ شبکو کہان تھے کدہر رہے

اس موت کی امید مین ہین ہم تو مر رہے
وقت اخیر یار کے زانو پہ سر رہے

جبسے سنا ہے یہہ کہ وہ دشمن کے گہر رہے
کیا کیا گمان ہین مری دل پر گذر رہے

دل پر مری وہ ہاتھہ دمِ نزع گر رہے
سینہ سے دم نکلتے نکلتے ٹھہر رہے

پہیلا ہے سرمہ بال ہین سر کے بکھر رہے
کہئے تو ہمسے آپ کہ شب کسکے گہر رہے

کاہیدہ اُن کے عشق مین ہم اسقدر رہے
اپنی نظر مین صورتِ تار نظر رہے

عالم مین مثلِ قبلہ نما عمر بھر رہے
تیری طرف رجوع رہی ہم جدہر رہے

کیا خاک ہم بنائین صبا کو پیامبر
قاصد کیطرح یہہ بہی نہ وہان جاکے رہے

ہاتھون سے دل کے جا ہی چکی تہی عدم مین ہم
دو چار روز اور جو عشق کمر رہے

دور فلک سے مہرۂ شطرنج کیطرح
ٹھہرے نہ اور گہر مین ہم اپنے گہر رہے

ساقی وہ جامِ ہوش ربا دی کہ پھر مجھے
ہستی کی نیستی کی نہ مطلق خبر رہے

اچھا ہون یا برا ہون مگر آپ کا ہون مین
یہہ چاہتا ہون مجھپہ کرم کی نظر رہے

خوش ہون کہ یار سر سی سبکدوش کر دیا ۔ یہہ حکم ہی کہ تن پہ نہ عاشق کے سر رہے
گذری ہے عمر شغلۂ آہ آہ مین ۔ کم بخت آہ مین بھی کہان تک اثر رہے

رونق جہان مین رونق بزم سخن رہے
مومن رہا نہ غالب و ذوق و ظفر رہے

نہ چھیڑو عاشق دلگیر کو ہر بار ٹھوکر سے ۔ کہ جی اُٹھے نہ یہہ مرا ہوا بیمار ٹھوکر سے
ہوا ہے ٹکڑے ٹکڑے یہہ دل بیمار ٹھوکر سے ۔ غضب شیشہ کو توڑا تو نے ای دلدار ٹھوکر سے
اُٹھائین آفتین لاکھون تم رفتار ٹھوکر سے ۔ کیا ہے فتنہ ہائے خفتہ کو بیدار ٹھوکر سے
لطافت موج سے ہوتی ہی دریا کی روانی مین ۔ زیادہ کیون نہو حسن خرام یار ٹھوکر سے
مجھے وحشت مین جب صحرانوردی یاد آتی ہے ۔ گرا دیتا ہون زندان کے در و دیوار ٹھوکر سے
دل مردہ پہ اس جحت مین دیکھین کیا گذرتی ہے ۔ ہمین اصرار ٹھوکر پر اُنہین انکار ٹھوکر سے
ہزارون زندہ ہوجاتے ہین لاکھون جان تیرے پا مین ۔ مسیحا کی زبان سے اور تری ای یار ٹھوکر سے
تری لکنت سی دونا لطف ہوتا ہی تکلم مین ۔ بگڑجاتی ہے ورنہ خوبی رفتار ٹھوکر سے
مین اپنے سر کے قربان ہون کہ انکی پائے بوسی مین ۔ اُٹھا سو بار ہاتھو نسی گرا سو بار ٹھوکر سے
غضب ہی بدگمانی ہی کہ بعد قتل بھی قاتل ۔ اُلٹ کر دیکھتا ہی نعش سو سو بار ٹھوکر سے
تری درگاہ مین پاس ادب ہی ورنہ ای ظالم ۔ اُڑا دین ایکدم مین ہم در و دیوار ٹھوکر سے

یہ پھبتی کہ بیٹھی ہوئی گلرنگ ای رونق
کہے دیتے ہین ہم رہنا مگر ہشیار ٹھوکر سے

برائے سیر جو استادہ یار راہ مین ہے ۔ عجیب صنعت پروردگار راہ مین ہے
تری قدم کی کچھہ ایسی بہار راہ مین ہے ۔ کہ عالم چمن و لالہ زار راہ مین ہے

یہہ ہوئی ہی طپش غم سے حرارت پیدا
پنبہ گر داغ پہ رکہتا ہون تو جل جاتا ہی

آدمی سا بہی نہین کوئی بلاکش ہرگز
قصہ کوتاہ کہ غم کو بہی نگل جاتا ہے

رہگذر سب طرفِ ملکِ عدم ہین لیکن
آج جاتا ہے جہان ہی کوئی کل جاتا ہی

گر سنبہالو تو سنبہلتا نہین کارِ عاشق
ورنہ ہر کام سنبہالے سی سنبہل جاتا ہے

سینکڑون ہر قدمِ ناز پہ مرجاتے ہین
یار چلتا ہے کہ جادو کوئی چل جاتا ہی

اُسکے ناوک مین ہی میرے دلِ مضطر کی تڑپ
دم بہی لیتا نہین پہلو سے نکلجاتا ہے

چشمِ عشاق سمجہتا ہی مگر نرگس کو
آکے گلشن مین جو وہ پانو سی ملجاتا ہے

شورِ محشر ہی شبِ وصل دمِ نزعِ سحر
سُنکے آواز مرا دم ہی نکلجاتا ہے

شغل بہتر نہین دنیا مین محبت سی کوئی
اور کچہہ ہو کہ نہو دل تو بہل جاتا ہے

سخت جانے کا برا ہو کہ مری قاتل کا
تیغ پڑکے مری سر سے اوچہل جاتا ہے

دل کے ہاتہو نسی مری جان پہ ہی حشر بپا
آج ہی جائی یہہ پہلو سے جو کل جاتا ہے

۱۲۸۷

یہہ زمانہ ہی کہ حربا ہے کوئی ای **رونق**
ایک ہی دم مین کئی رنگ بدل جاتا ہے

ہرچند اُسکے عشق مین دل کا زیان تو ہے
لیکن ہزار شکر کہ وہ مہربان تو ہے

ہرچند بے نشان ہو مگر کچہہ نشان تو ہے
جو لامکان ہے آپ ہی کا کچہہ مکان تو ہے

کہلتا نہین کہ ہین جگر و دل کے رنگ کیا
قلیان کیطرح مونہہ سی نکلتا دہوان تو ہے

سنتے ہی تو بہی جسکے کلیجہ کو تہام لے
ای شوخ بے خبر وہ مرا ہی بیان تو ہے

گو سرزمین ہند مین کعبہ نہین نہو
بہرِ سجود خلق ترا آستان تو ہے

ہوتی ہے قطع قیمتِ دل ایک نگاہ پر
لے لیجئے اگرچہ یہہ سودا گران تو ہے

مجھہ سا نہین جہان مین بیکس کوئی بشر
سر پر نہین ہی کوئی بھی اک آسمان تو ہے

افلاک کو شگفتگیٔ دل نہین پسند
جو گل ہوا شگفتہ اُسی کو خزان تو ہے

رونق ترا سخن دلِ دشمن کیواسطے
خنجر اگر نہین ہے تو نوکِ سنان تو ہے

---

وعدہ کی شب کو سر پہ چل اُٹھی ہی ہوئی
قسمت نے کیا ہی بات بگاڑی بنی ہوئی

دیکھا جو کچھ کہ اُنکی نظر ہے پھری ہوئی
کھا لینگے زہر ہے یہی دلمین ٹھنی ہوئی

اس فرطِ شوق کو نہ ٹھکانا ملے کہین
ہی ہی وہ آئے یہان تو مجھے بیخودی ہوئی

ہر بات مین جو آپ کو مد نظر ہے ضد
یہہ دوستی ہوئی کہ کوئی دشمنی ہوئی

خنجر بکف جو یار کو دیکھا تو ہنس پڑا
بے اختیار دلمین مری گدگدی ہوئی

بیڈھب ہی ہی نگاہِ غضب آشنا تری
ہی زہر مین یہہ تیغ سراسر بجھی ہوئی

بیٹھی ہی شاخ گل پہ نہین خوفِ باغبان
بلبل بھی دام گل مین غضب ہی پھنسی ہوئی

کیا چھوڑتا ہی جسم مین انسان کے سوزِ عشق
یہہ نیستا نہین آگ ہے گویا لگی ہوئی

اُسنے لگا ہی غیر کو مین دلمین کٹ گیا
تلوار میرے واسطے اُسکی چھری ہوئی

ایک جرعہ جو پئے تو بہک جائے ہی آدمی
وہ مے ہے میری شیشۂ دلمین بھری ہوئی

پاتے ہین اور شکل پہ تیرے نحیف کو
بستر پہ نقش شکل خطِ منحنی ہوئی

آیا جو وہ چمن مین تو تعظیم کے لئے
نرگس سے اُٹھکے زور عصا سے کھڑی ہوئی

بھڑکا نہ پی سبب اسے اپنی آہ شعلہ کش
رہنے دی آگ سینہ کے اندر دبی ہوئی

بہائی زخم لطفِ حلاوت سے بند مین
گویا ہے آب تیغ مین مصری گھلی ہوئی

ہر وقت اسطرح سے جو رکھتی ہی دلکو خون
پی شبہہ یہہ حنا ہی کسی پر پسی ہوئی

رونق جہان مین ہم ہی ہین بیکار ورنہ یہان
نیکی ہوئی کسی سے کسی سے بدی ہوئی

یارمین غفلت شعاری آگئی
موت اب شاید ہماری آگئی

جور سہکر بردباری آگئی
خاک ہوکر خاکساری آگئی

جسطرف دیکہا تمہاری یاد مین
سامنے صورت تمہاری آگئی

کاسۂ سر دیکہکر جمشید کا
سبکو قدرِ تاجداری آگئی

برق کیا بیتابی دل سے اڑی
اسقدر جو بیقراری آگئی

جیب و دامن اسقدر کیون ہین چاک
ہے یقین فصلِ بہاری آگئی

ٹوٹتا ہی تارِ رونیکا نہین
اسمین کتنی استواری آگئی

برق سی آئینۂ دل پر گری
یاد جب صورت تمہاری آگئی

تمنے میرے خون کا دیکہا اثر
تیغ پر کیا آبداری آگئی

برق وباران دیکہکر رونق ہمین
یاد اپنی آہ وزاری آگئی

بہرا ہی دل غم یار حسین سے
مکان آباد ہی اچہے مکین سے

بنا ہے دودِ آہ آتشین سے
برستی آگ ہی چرخ برین سے

کوئی بے غم ہو کیا چرخ برین سے
نہین خالی کبہی اپنی کمین سے

قدومِ پاکِ ختم المرسلین سے
زمین اونچی ہوئی عرشِ برین سے

مگر عاشق کو تہی کیا جان پیاری
لگایا دل جو اک شوخ حسین سے

تمہارے دور مین عالم ہی کچہہ اور
قیامت ہی نگاہِ شرمگین سے

غضب اسکا تو ہم جا نگرا ہے — بنا یا سانپ چاکِ آستین سے

جو ہم سے تفتہ جان بیٹھے سرِ خاک — صدائی الاماں اُٹھی زمین سے

جو ایسی ہی خطا پاسِ وفا ہے — تو مشکین باندہ زلفِ عنبرین سے

رقیبون سے ہنسین بولین ہمین آپ — مگر ہون راز کی باتین ہمین سے

اُڑا دینگے فلک کی خاک وحشی — فلک کو اب ملا دینگے زمین سے

کہین کیا ہم اُسے یہ ہی کہ وہ ہے — گذر کر ہے وہ نقشِ آن و این سے

کوئی کیونکر نہ مرجائے کہ اُن کو — غرض کیا پرسشِ جانِ حزین سے

ستم ہے عالم اُس نازک ادا کا — نزاکت چھین لی ہے یاسمین سے

تری الفت مین جو پیش آئی ہے خوب — ملامت کم نہین ہے آفرین سے

دلِ خون گشتہ کو ہے چشم سے ربط — تعلق چشم کو ہے آستین سے

خجل نالہ سے رعد او آہ سے برق — شفق دامن سے بادل آستین سے

نہ تیرِ یار کو دل سے نکالو — کوئی بولو نہ اس عزلت گزین سے

غضب ہے چین پیشانی غضب ہے — حیا ٹپکی ہی پڑتی ہے جبین سے

گئے وہ گھر سے میرے یہ نہ نکلی — نہ نکلا کام کچھ جانِ حزین سے

نہ آئی راستی پر اپنی قسمت — نہ بل نکلا کبھی اُسکی جبین سے

سوالِ وصل لب پر داغ دل ہے — نہین مٹتا نہین مٹتا نہین سے

بھروسا وعدۂ دیدار پر کیا — اُنہین کیا بحث ہے ہان نہین سے

بنا وہ رشتۂ جانِ بلاکش — جو اُترا بال کوئی اُسکی جبین سے

زمین پر گر پڑی خورشید رونق

جو وہ دیکھے نگاہ خشمگین سے

کہا ہی کسنے تیری مانگ کو اے مہ جبین ٹیڑہی
کہ مثلِ تارگیسو ہی نگاہ دلنشین ٹیڑہی

خدا نے کی جسے سیدہی وہ ہوتی ہی کہین ٹیڑہی
تری مانگ ای بت کافر نہین ٹیڑہی نہین ٹیڑہی

کجی و راستی پر مسلک ہستی کے جانا کیا
رہِ ملکِ عدم ہی یہہ کہین سیدہی کہین ٹیڑہی

صراطِ عشق مین رکہنا قدم کا ہی بہت مشکل
سمجھہ آسان نہ اسکو راہ ہی یہہ ہمنشین ٹیڑہی

تحمل کب کلام سخت کا اعدا کو ہوتا ہے
سنین گے آپکی باتین ہمین سیدہی ہمین ٹیڑہی

یہہ سر پر بارِ عصیان ہی کہ تشکل کشتئی خالی
قدم رکہتا ہو نمین جسجا تو ہوتی ہی زمین ٹیڑہی

جو بل شمشیر مین پڑتا ہی کم ہوتی ہی برش ہی
نگہہ کیجے نہ مجہپر آپ ہو کر خشمگین ٹیڑہی

تری ابرو سے اور قوس قزح سے کچھہ نہین نسبت
اگرچہ وہ بہی ٹیڑہی ہی مگر ایسی نہین ٹیڑہی

یہہ کج بختی ہماری ہے کہ اُنکی کج ادائی ہی
جو ہم سیدہی کہین ہی تو سمجھتے ہین حسین ٹیڑہے

نہ موںہہ کو دیکھکر رونق کی پیشانی مین بل ڈالو
کہ ای جان جہان معلوم ہوتی ہی جبین ٹیڑہی

۲۳۹۱

کسیکا نقش پا جب رہگذر مین ہمنے پایا ہے
بہت کچھہ جبہہ سائی کرکے آنکہو نسے لگایا ہے

غبار اک ذرہ بہی کہٹکا ہی اُڑکر یہان جو آیا ہے
یہہ حیرت ہی کہ آنکہو نمین کوئی کیونکر سمایا ہے

یہہ کسکا جلوہ کس صورتمین آنکہو نمین سمایا ہے
کہ ہمنے جسکو دیکہا ہی اُسیکا رنگ پایا ہے

نگہہ بن بنکے ایک ایک لخت دل مژگان پہ آیا ہے
کچھہ ایسا دلکش و سحر آفرین جلوہ دکہایا ہے

کسی سے کچھہ ہی ظاہر ہو نظر ہی ایک ہی جانب
اُسی نے کچھہ بگاڑا ہی کہ جسنے کچھہ بنایا ہے

وہ ہین پہلو مین تو بہی دیکھتا ہی ہجر کا عالم
عجب کچھہ رنگ لیرنا امیدی نے جمایا ہے

ملے ہین جستجوئی ہم سے وہ غیر کے دل مین
بہت سچ ہی کہ جو کچھہ جسنے ڈہونڈا ہی وہ پایا ہے

مجھے وعدہ کی شب آزار جان ہی عیش کا سامان
ہوا ہی بستر آتش جو فرش گل بچھایا ہے

زمین و آسمان ہین صورت گہوارہ جنبش مین
مگر اِی فتنہ گر تو نے کسیکا دل ہلایا ہے

خوشی سے گل ہنسے جاتے ہین غنچہ مسکراتے ہین
گل تازہ کہلا ہے یہہ چمن مین کون آیا ہے

نہ اُٹھینگے نہ اُٹھینگے زمین سی اشک کیصورت
بہت ہی خوار کرکے اُسنے آنکھون سے گرایا ہے

بہت کچھہ ضبط سے روکے نہین رکتی نہین تھمتے
ستم اشکون نے توڑا ہی غضب طوفان اُٹھایا ہے

ہمیشہ قصۂ زلف دراز یار کہہ کہکر
بڑھا ہی وصل کی شب روز فرقت کو گھٹایا ہے

بلا ہی جان یہی ہی دل لگی ہم جسکو کہتی ہین
وہی کچھہ جانتا ہے جسنے یہہ صدمہ اُٹھایا ہے

نظر مین تھی جو یکرنگی وہ ہی سی بہاگتی ہین ہم
وہان کیا کام ہی اپنا جہان اپنا پرایا ہے

خدا نا کردہ کیون ہونے لگی قدر وفا تمکو
کہ میرا نام تک بہی صفحۂ دل سے مٹایا ہے

شگفتہ باغ ہستی مین ہی وابستہ دل کیونکر
کہ ٹوٹا ہے وہی جو غنچۂ گل مسکرایا ہے

مزا اُسکا نہ بہولینگے قیامت تک نہ بہولینگے
ہمارے دلپہ زخم لذت آگین جو لگایا ہے

زہی قسمت کہ یارون سی جو پوچھو اُسکے آنیکی
تو کہتے ہین کہ وہ کافر نہ آئیگا نہ آیا ہے

مزا ملتا ہے جان تازہ کا ہر زخم سے مجھکو
مگر آب بقا مین تیغ کو تو نے بجھایا ہے

نہین خود تاب جنبش گرچہ مجھکو ناتوانی سے
مگر نالون سے مین نے آسمان سر پر اُٹھایا ہے

تجھے کیا دیکھتے ہین مجھکو دیکھین دیکھنے والے
کہ ایک اک جلوہ تیرا میری آنکھون مین سمایا ہے

۳۹۱۳

نمود روز و شب خورشید سے رونق نہین لیکن
کبھی کھولا ہے اُسنے اور کبھی مونہہ کو چھپایا ہے

نگاہ غیر مین جب رنگ عشق اپنا جمایا ہے
بجا ہی اشک چشم تر سے ہمنے خون بہایا ہے

مجھے کیا بند فکر سرد و عالم سے چھوڑ آیا ہے
اگر سچ پوچھیے تو عشق ہی کیا کام آیا ہے

جہان مین اسلئے قامت ترا بی سایہ آیا ہے
کہ سایہ سے تری مہر فروزان کو بنایا ہے

اسے کہتے ہین جذبِ دل کہ محفل مین ہی سو دشمن
کسیکا جو اشارا ہے وہ کہنچکر مجھہ تک آیا ہے

فغان کی ہی قیامت زا کہئے نالۂ فلک فرسا
اسی صورت سے بختِ خفتہ کو ہمنے جگایا ہے

تری صورت مین کی ہے صرف صورتگر نے یکتائی
بگاڑے ہین بہت سی نقش جب تجھہ سا بنایا ہے

جفائے عشق سہتا ہون عدو خوش ہین حزین ناصح
رلایا ہی ہر اک کو اور ہزارونکو ہنسایا ہے

دکھائی ہین کچھہ ایسے رنگ دردِ عشق پنہان نے
کہ ہر نالہ مین خون ہو کر کلیجہ منہہ کو آیا ہے

فروغ مہر کو مانا مگر ان سے کہان نسبت
کسینے تاب مین یہی روز اور شبکو ملایا ہے

مزاج اتنا ہی نازک ہو دماغ ایسا ہی عالی ہو
کہ بوئی مشک سے مینے بگڑ کر منہہ بنایا ہے

شب مہ مین دکھائی ہین تماشے آپکے جلوے نے
کہ شبکو دن کیا ہی چاند کو سورج بنایا ہے

تمہارا وصل ہے پیغام ہجر جاودانی کا
ہمیشہ ہی رلایا ہے اگر اکدم ہنسایا ہے

وہی اک کجروی کی چال چلتا ہی زمانہ ہے
فلک کو ہمنے رونق سینکڑون بار آزمایا ہے

نہ لطفِ زندگانی ہے نہ حظِ می پرستی ہے
فراق یار مین اپنی یہی کیا ہستی مین ہستی ہے

نہو گر تندرستی زندگانی تنگ ہستی ہے
اگر ہے تندرستی عیش مین دنیا کی بستی ہے

جدہر تم دیکھتے ہو جوشِ ذوقِ می پرستی ہے
تمہاری چشم کی گردش مین کیا مستی ہی مستی ہے

نہین رہرو کو وقت بند کی آنکھہ اور چل نکلا
فنا کی راہ ہی یکسان بلندی ہی نہ پستی ہے

وہی اک آستانہ پر پڑی ہین جبہہ سا ہین
محبت کیا غضب ہی کافری ہی بت پرستی ہے

حباب آسا جہان مین نقش بن بنکر بگڑتے ہین
اسیکا نام ہی ہستی یہی دنیا کی ہستی ہے

متاع بے بہا لٹتی ہے دیکھو اک اشارہ پر
نچھوڑو بھول کر ہرگز کہ دل سی جنس سستی ہے

اشارہ ہاتھ کا منع و طلب مین غیر کی ہی ہر
مری لیکے لئے پوچھو تو اک تیغ دو دستی ہے

دعائی صبر مانگون تا ستم سی ہاتھ اٹھا بیٹھین
کہ وہان ہر رنگ مین منظور اپنی پیشدستی ہے

کسی دیکھین کہان بیٹھین کدہر جائین کہین کس سی
نہ دریا ہی نہ جنگل ہے یہ گلشن ہے نہ بستی ہے

بتائین آپکو کیا ہم جہان کے رہنی والے ہین
عدم کے پاس الم آباد ایک چھوٹی سی بستی ہے

وہ بیکس ہون کہ مونس درد ہی اور غم ہی یار اپنا
فلک سے جائی باران بیکسی مجھپر برستی ہے

علامت ہی یہہ ادنی کشتگان زلف جانان کی
کہ حسرت گور پر کالی گھٹا بنکر برستی ہے

قیامت قد غضب ابرو ستم عارض بلا چتون
شرارت اس ستم آرا کے چہرہ سی برستی ہے

مجھے ہے موت جینا اور جینا موت سی بدتر
دعا صحت کی میری واسطی تیغ دو دستی ہے

گریبان پر مری تہا ہی کہ پہنچا جیب ناصح پہ
ستم ہی دست وحشت مین غضب کی تیز دستی ہے

۵۹ب

لگایا ہاتہہ نہین رونق تو ہنسکر آپ کہتی ہین
بلا کا آدمی ہے تو غضب ہی جوش مستی ہے

حسن مین ایک ہی بیمثل ہی لاثانی ہے
سر بسر نور ہے وہ قدرت یزدانی ہے

شکل آئینہ مہ و مہر کو حیرانی ہے
وہ ترا حسن ہے وہ چہرۂ نورانی ہے

جمع کرون دل آشفتہ کو مثل سامان
کہ کسی انجمن افروز کی مہمانی ہے

دیکھے ایک شوخ کو دل سرپہ اٹھاتی آفت
یہہ بہی سچ پوچھئے تو اپنی ہی نادانی ہے

ہوکے ادنی تری الفت مین ہوئی ہین اعلے
ضعف سے ہمکو صبا تخت سلیمانی ہے

اپنے سایہ کو بہی وحشت مین سمجھتا ہون مین
یہہ کوئی دیو ہے یا غول بیابانی ہے

خنجر ناز سے سو زخم لگا کر دل پر
مسکرانا وہ کسیکا نمک افشانی ہے

دیکھنے کو نہین اسمین کہین اک ذرہ وفا
خاک صحرای محبت کی بہت چہانی ہے

ہم ہین اور چشم ہے اور سرمۂ گرد رہ یار
مدتون خاک بیابان کی یونہین چھانی ہے

مجھکو اُس راہ مین چلنا کہ نہ پہنچون جسمین
خضرِ راہ مرا غولِ بیابانی ہے

یون تری وصل کے وعدہ پہ وفا کا ہی یقین
جیسے اک روز سمجھتے ہین کہ موت آنی ہے

آتشِ عشق کے ملنے سے ہوا پر ہے مزاج
ورنہ انسان یہی خاک یہی پانی ہے

کیا یہہ کہتے ہو کہ ہم تم سے نہ بولینگے کبھی
کیا قیامت انہین باتون مین کبھی آنی ہے

ہین مری چشم و دل آفت ہی کے صیدِ کشِ ناز
ایک بہزاد گرانمین ہے تو اک مانی ہے

ابتدا مین ہے بد انجامیٔ الفت پہ نظر
دیکھتا ہون اُسے اب جو مجھے پیش آنی ہے

روزِ فرقت بھی گذارا شبِ غم بھی کاٹی
عاشق اور سر بسر اندوہ گرانجانی ہے

ہین یہہ سینہ مین گرہ چند پراگندہ خیال
دل کہ مجموعۂ صد گونہ پریشانی ہے

راہ کو بھول گیا راہگذر مین اُسکی
غیر کے نقشِ قدم پر مری پیشانی ہے

یارب اُس جلوہ گہہ ناز مین کیا ہی آخر
کہ جدہر دیکھیے اک عالم حیرانی ہے

غم سے دل چھوٹ گیا ٹوٹ گیا پائی طلب
اور وہی شوق کی یہان سلسلہ جنبانی ہے

در پہ ہو آئین جو محفل مین نجانے پائین
دلِ مضطر کی غضب سلسلہ جنبانی ہے

آستان پر بہت افتادہ ہین میری طرح
کسکے مقسوم مین در کی ترے دربانی ہے

دیکھہ لینا یونہین نکلے نہ کبھی بزم سے غیر
دلمین کافر کے بس اک بات سما جانی ہے

نہ ہٹی ناصیہ فرسائی عاشق سے کبھی
ہے تری چین جبین یا خطِ پیشانی ہے

بات کرتی ہی نہ تھی دل کبھی دینا ہی تہا
تم سے امید وفا اب مری نادانی ہے

مین دلِ تنگ مین کس کس سے رکھون شکوۂ غنائے
ایک دنیا ہی تری شکل پہ دیوانی ہے

مین ترا بندۂ الفت ہون جہان ہو میرا
داغ دل پر نہین اک مہر سلیمانی ہے

نقش دیوار نہین آئینۂ یار نہین
جائی حیرت ہی کہ پھر کیون مجھے حیرانی ہے

ذبح جو اُسنے کیا ہمکو تو ہم یہہ سمجھے
آج ہی عید ہی اور آج ہی قربانی ہے

مل گئے خاک مین ہم اور ابھی تک **رونق**
وحشتِ دل کی وہی سلسلہ جنبانی ہے

اُن سے ملنا کسی بہانہ سے
ورنہ مطلب شرابخانہ سے

حشر آئیگی روک تھام سہی
نہ اُٹھا ہمکو آستانہ سے

جائین وہان لیکے غیر کے پیغام
ہو تو آئینگے اس بہانہ سے

عشق کی اپنے حسن کی اُنکے
ہے جدا طرز کچھہ زمانہ سے

قسمت آجائے راہ پر تو وہان
چاہیے پہنچین کسی بہانہ سے

نیند آجائیگی سنو تو سہی
حالِ دل کم نہین فسانہ سے

روز فرقت کو ٹالتا ہون مین
اس بہانہ سے اُس بہانہ سے

زمزمہ سن لے گرمی **رونق**
گر پڑے بلبل آشیانہ سے

چھیڑ کچھہ زلف سے نہ شانہ سے
ہی غرض آفتین اٹھانے سے

مرمٹے ہین طبیعت آنے سے
موت بہتر ہے دل لگانے سے

دل مین راہِ وفا نکلتی ہے
آبرو خاک ہے ملانے کی

ضبط غم سے ٹپک پڑے آنسو
عشق چھپتا نہین چھپانے سے

آنکھہ سے گر گئے ہین جو قطرۂ اشک
اب اُٹھینگے نہ ہم اُٹھانے سے

آتشِ عشق بھی غضب ہی کوئی
بھڑک اُٹھتی ہی کچھہ بجھانے سے

تیغ قاتل کے کھل گئے جوہر
خون عشاق میں نہانے سے

دل کہاں ہی سمجھہ چکے ہین ہم
پاگئے آپ کے چھپانے سے

سوتے ہین بخت خفتہ ہو کر ہم
جاگتے ہین کوئی جگانے سے

داغ جو اپنے دلمین ہین سو ہین
فائدہ کیا ہمین جتانے سے

ظلم کیا کیا سہی مگر رونق
تم نہ باز آئے دل لگانے سے

نامہ بر کوچہ جانان کیطرف جاتا ہے
نگر آشو نگہہ جان کیطرف جاتا ہے

گر آہی ہی ہمارا در کوئی لاتی ہی خبر
دست وحشت جو گریبان کیطرف جاتا ہے

کم ہوئی لذت زخم دل مجروح مگر
ہاتھہ کیون آج نمکدان کیطرف جاتا ہے

بار منت سے جھکی جاتی ہے اپنی گردن
جب خیال آپکے احسان کیطرف جاتا ہے

ہی کسیکے دل پر داغ مین کچھہ اور بہار
کوئی کب روضہ رضوان کیطرف جاتا ہے

تیری آزاد گرفتار کو کس سے پوچھین
کون اُس بے سروسامان کیطرف جاتا ہے

ہون وہ بیمار کہ دل سے نہین جاتی دنیا
دہیان ہی گر کبھی درمان کی طرف جاتا ہے

نظر آتا نہین کچھہ بی سروسامانی سے
دہیان ہی گر سروسامان کیطرف جاتا ہے

سب بہارین تیری وحشی کی نکلتی سی گئین
کوئی آتا ہی نہ زندان کیطرف جاتا ہے

کچھہ اُدہر سے نہ طلب ہے نہ ادہر کچھہ شورش
دل یونہین زلف پریشان کیطرف جاتا ہے

آسمان بس ہین کسی سلسلہ پا کی صدا
کوئی وحشت زدہ زندان کیطرف جاتا ہے

چشم گریان کو بہی ہی مجھہ سی کچھہ آویزش سخت
اشک غم نہین مری دامان کیطرف جاتا ہے

زخم دل کے مری سوزنگ سے کھلجاتے ہین
دہیان جو اُس گل خندان کیطرف جاتا ہے

یاد آتا ہے تری کوچہ سے آنا اپنا
کوئی آزاد جو زندان کیطرف جاتا ہے

ہی تماشا کہ پھر آتا نہین کوئی وہان سے
اک جہان شہر خموشان کیطرف جاتا ہے

ہے یہی فکر کہ کیا فکر ہی درپیش مجھے
خود بخود سر جو گریبان کیطرف جاتا ہے

بعد مردن بھی رہی گل کی ہوا مین بلبل
پر جو اڑتا ہی گلستان کیطرف جاتا ہے

رحمت حق کے سہارے ہین بہت کچھہ رونق
دہیان کب کثرت عصیان کیطرف جاتا ہے

نامہ بر مضطرب الحال و شتاب آتا ہے
دل دھڑکتا ہی کہ کیا لیکے جواب آتا ہے

ہجر مین اٹھکے ہوا پر جو سحاب آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ یہہ مجھپہ عذاب آتا ہے

خانۂ چشم سی اک جست ہی نظارہ کی
اڑ گیا جب تو کہین رنگ شہاب آتا ہے

ایک ہی رنگ پہ ہی آمد و شد عالم کی
کوئی آتا ہی تو یہان بارکاب آتا ہے

کچھہ فزون ہین تری جلوی مری نظارہ سے
بے خبر ہون مگر اتنا تو حساب آتا ہے

یاد آتی ہے وہ کیفیت چشم ساقی
سامنے جب کوئی یہان جام شراب آتا ہے

بیکسی اپنی شب ہجر کی اللہ اللہ
نہ تو آتی ہے اجل اور نہ خواب آتا ہے

مین جو کہتا ہون کہ ہی ظلم کی پرسش اک دن
آپ کہتے ہین کہ ہمکو بہی جواب آتا ہے

نظر آتا نہین کچھہ خاک بد و نیک اپنا
آفت آتی ہی بشر پر کہ شباب آتا ہے

جانتا ہون کہ یہہ صورت ہی مری ہستی کی
جبکہ دریا مین نظر کوئی حباب آتا ہے

کاش آجائی مری موت سی پہلے مجھہ تک
قاصد آنیکو تو یون گرم شتاب آتا ہے

درج ہوتے ہین بہت رنج نہانکی شکوے
نامہ آتا ہے تو با قہر و عتاب آتا ہے

دلمین یہہ بحر حقیقت کی بھری ہین موجین
کہ نظر ہمکو جہان شکل سراب آتا ہے

آنکھہ پیری مین کھلی ست جوانیمین رہے
جاگتے دنکو ہین اور رات کو خواب آتا ہی

جانتا ہون شب فرقتمین آسے شعلہ آہ
زیر گردون جو نظر تیر شہاب آتا ہے

لکھہ کے دون حال دل اپنا اُسے اور کچھہ
برملا مجھکو بھی کہنے سی حجاب آتا ہے

ایک ہی ہاتھہ مین ہوتا ہے مرا کام تمام
تیغ زن صفت تری ہاتھہ ثواب آتا ہے

دیدۂ اشک فشان نے یہہ ہوا باندہی ہے
کہ نظر چار طرف عالم آب آتا ہے

مجھکو اچھا ہے اگر غیر برا کہتے ہین
صفت بے سعی مری ہاتھہ ثواب آتا ہے

میری آنکھون مین جو پھرتا ہی تصور انکا
خوف سی اُسکے کہان چشم مین خواب آتا ہے

دور سی دیکھہ کے رونق مجھے وہ کہتے ہین
جس سے نفرت ہے وہی خانہ خراب آتا ہے

نیشتر وحشت مین کیا درکار ہی میری لئے
مثل نشتر دشت مین ہر خار ہی میری لئے

ہر نگہہ خنجر ہی یا تلوار ہے میرے لئے
کیا ہے قتل آپ کو درکار ہی میری لئے

برق جانسوز آپ کی رفتار ہی میری لئے
جسقدر ہے گرمئ بازار ہے میری لئے

سہل ترا غیار پر دشوار ہی میری لئے
آب حیوان یار کی گفتار ہی میری لئے

غیر سے شکوہ ہے اور سو بار ہی میری لئے
دل دکھاتا ہے مرا تکرار ہی میرے لئے

وہ تری شیرین کلامی وہ ترش روئی تری
وہ مربا ہے تو وہ آچار ہی میرے لئے

روز و شب غیرون سے ہین شکوہ شکایت کے مزے
عذر تنگئ دہن ہر بار ہے میری لئے

یہہ طریقہ عام اگر ہوتا تو کچھہ شکوہ نہ تھا
پھر تو یہہ ہی کہ خاص انکار ہے میری لئے

ہو مری عزلت کدہ مین بار کیون اغیار کو
ایک ہی ہی غیر تو بازار ہی میری لئے

پاؤن کیا آنکھونمین گل نشتر شکن ہر وقت ہے
گلستان اک وادئ پر خار ہی میری لئے

اُسنے محفل سی نکالا ہی بصد خواری مجھے ایک ہنگامہ سر بازار ہی میری لئے

انتہا کی ناتوانی ہے بلا کا ضعف ہے سایۂ دیوار ہی دیوار ہی میری لئے

کم نہین ہی شعلۂ آتش سی مجھکو چاندنی نور ہی فرقت مین مثل نار ہی میری لئے

دلمین جب تک بھر رہا ہی رنگ مضمون دوئی رشتۂ تسبیح بھی زنار ہی میری لئے

قد قیامت زا ہی اُسکا رخ بہشت دل کشا نار دوزخ گرمی رفتار ہی میری لئے

مین مریض عشق ہون فکر دوا سی فایدہ چارہ گر کوشش تری بیکار ہی میری لئے

خوابمین پاتا ہون کیا کیا دولت دیدار یار خواب میرا طالع بیدار ہی میری لئے

اپنی ملنے سی ڈراتے ہین مجھی کہتے ہین وہ کوئی مرتا ہی کوئی بیمار ہی میری لئے

مین کچھہ اپنی سخت جانی سی ابھی تک زندہ ہون ورنہ مدت سی قضا تیار ہی میری لئے

نشۂ پندار سے سرمست ہون مین رات دن بزم دنیا خانۂ خمار ہی میری لئے

ہی فلک گردشمین خود تا مجھکو گردشمین رکھے کیا بنا یہہ گنبد دوار ہی میری لئے

رنج دنیا کے مری قسمت مین ہین لکھی ہوے اور چرخ اس چرخ کو درکار ہی میری لئے

سوز الفت سے مری چمکا ترا حسن و جمال نور ہی تیری لئی اور نار ہی میری لئے

۱۰۳ — کشتۂ تیغ ادا ہون رونق مشتاق ہون دارہ ہی جان شربت دیدار ہی میری لئے

نیچی آنکھون سی قیامت کے اشارے ہو گئے تم ہمارے ہو نہ ہو ہم تو تمہارے ہو گئے

غیر سے محفل مین جو اُنکے اشارے ہو گئے پانی پانی ہم وہین غیرت کے مارے ہو گئے

جب فلک رس آہ سوزاں کی شرارے ہو گئے دیکھکر شرما گئے نیچی ستارے ہو گئے

روبرو میری جو اعدا سی اشارے ہو گئی حوصلے جو دلمین تھی وہ پست سارے ہو گئے

اک نگاہِ لطف آگین نے غضب جادو کیا / دل تمہارا کیا ہوا ہم خود تمہارے ہو گئے

تمکو دل دینا کہ دنیا کی خرابی آ گئی / سبکی آنکھون مین سبک عاشق تمہارے ہو گئے

گرمیٔ سوزِ درون کا حال اپنے کیا کہون / اشک آنکھون سے نکلتے ہی شرارے ہو گئے

اُسکی فرقت مین سہارا تہا ہمین اک آہ کا / سانس کی طاقت نہین اب بے سہارے ہو گئے

سینۂ شمعو، بہ تمد اُسنے لگائی اور یہان / لاکہہ وزن شکت سے دلمین ہمارے ہو گئے

قتل کرکے بہی نہ رکہا اپنے کوچہ مین ہمین / سینکڑون بار آکے ہم در پر تمہارے ہو گئے

ہی کوئی مرتا کوئی جیتا نگاہِ ناز سے / زندگی اور موت آنکھون کے اشارے ہو گئے

تم ہی لیلی تم ہی شیرین تہی اور اب کچھ اور ہو / قیس اور فرہاد بہی عاشق تمہارے ہو گئے

لذتین دونو جہانکی اب مبارک ہون تجھے / ای خراشِ زخمِ دل ناخن ہمارے ہو گئے

اقربا مین سے نہ کوئی کام آیا بعد مرگ / قبر مین رکھتے ہی رونق سب کنارے ہو گئے

کور ہے وہ چشم تو جسکی نظر سی دور ہے / خاک ہے وہ گوش جو تیری خبر سی دور ہے

چرخ پر ہی شمس بہی اور پہر قمر سی دور ہے / یونہین داغِ دل مرا داغِ جگر سی دور ہے

لختِ دل جب گر پڑا پہر چشمِ تر سی دور ہے / ہان وہی ہی دود رو سی جو نظر سی دور ہے

لاکہہ یون کہنی کو ظاہر مین نظر سی دور ہے / پاس ہے وہ پاس کب دل اور جگر سی دور ہے

دولتِ اندوہ و غم خوف و خطر سی دور ہے / یہہ وہ سودا ہی کہ نقصان و ضرر سی دور ہے

کیا زبانِ غیر سی سنتے ہو میرا حالِ زار / درد دل سی دور ہی دردِ جگر سی دور ہے

یون نہین کوئی بتاتا راہ کوئی یار کی / جا ادہر سی پاس ہی پہر آ ادہر سی دور ہے

فتنۂ تازہ نہ محشر مین کوئی برپا کری / خوف ہی رہتا ہی کیا اُس فتنہ گر سی دور ہے

مین مریض دردِ عشقِ احمدِ مختار ہون
حضرتِ عیسی نہ آئین میری درمان کیلیئے

قتل ہی سے بار منت رکھہ سرِ عشاق پر
آدمی پیدا ہوا ہی لطف و احسان کیلیئے

وصل کیونکر ہو کہ ضد ہی مجھکو بھی اور انکو بھی
وہ کہین نا کو لئے اور مین کہون ہان کیلیئے

سو جگہہ سی چاک گر دل ہو گیا اچھا ہوا
بنگیا شانہ تری زلفِ پریشان کیلیئے

دشت پیمائی پہ ہم مرتے تھی جب زندان مین تھے
اب جو ہین صحرا مین تو روتی ہین زندان کیلیئے

دل برائی چشمِ فتان اور پئی ابرو جگر
آبلی دل مین ہین نشترہائی مژگان کے لیئے

داغِ دل اپنا تر و تازہ قیامت تک رہے
ارمغان لیجائینگے جنت مین رضوان کیلیئے

ناتوانی سے صبا کی دوش پر پھرتا ہون مین
ہی وہی میری لیئے جو تھا سلیمان کیلیئے

شرم تیری ہاتھہ ہی اسدم مری ای دردِ دل
چارہ گر کو لائی ہین احباب درمان کیلیئے

چھوڑ دیا اک آستان پر یہان ملا تھا جو نیاز
رکھہ بھی چھوڑی تھی بضاعت ہمنے کچھہ یہان کیلیئے

خامشی مین تنگ آزادی سخن مین ہی گرفت
زمزمہ ہی دامِ مرغان خوش الحان کیلیئے

ٹکڑی ٹکڑی جیب ہی دامن ہی رونق تار تار
خوب ہی آرائشین ہین جیب و دامان کیلیئے

درد و غم سوز و الم رنج و محن دیکھین گے
جو دکھائی ہمین یہہ چرخ کہن دیکھین گے

دل کو ڈھونڈینگے بصد حیلہ و فن دیکھینگے
ہم بھی اُس زلفِ مسلسل کی شکن دیکھینگے

سنبلین طرہ و گلچہر و سمن بر تجھہ سا
نہ تو دیکھا ہی نہ ای رشکِ چمن دیکھینگے

انکو اک چال پہ لے آئینگے کچھہ کچھہ کہکر
ایکدن کبک دری کے بھی چلن دیکھینگے

مجمعِ حشر مین ہون لاکھہ حسین جمع مگر
مونہہ ترا وان ہی سب ای غنچہ دہن دیکھینگے

یہہ بھی وحشت ہی لحد مین تو نکیرین آکر
جسم پر میری نہ اک تارِ کفن دیکھین گے

لوگ کہتے ہین کہ مقتول سے تیغے خوش ہین وہ
یہہ تو ہاتہہ اپنی ہی مقتول بہی بن دیکہین گے

لطف پاتے ہین یہہ غربت مین کہ اب عہد کیا
خواب مین بہی نہ کبہی روئی وطن دیکہین گے

شام غربت مین بہی ہی وردِ زبان حسرت سے
یا خدا ہم بہی کبہی صبح وطن دیکہین گے

آگیا سیر چمن کو جو کوئی خوش قامت
سرکشی پہر تری ای سرو چمن دیکہین گے

کوچۂ یار مین جانے کو تو یون مرتے ہین
جا بہی پہنچے تو بہت رنج و محن دیکہینگے

یاد آجائیگی جب یہہ شبِ مہتاب کی سیر
قبر مین ہم جو سفیدی کفن دیکہین گے

حشر کے روز ہو اسکو جو دیدار نصیب
چشم بنکر تری عاشق ہمہ تن دیکہین گے

یاد آئیگی کسی زلفِ مسلسل کی گرہ
خاک ہم نافۂ آہوئے ختن دیکہین گے

بند ہو جائین اب آنکہین تو بہت اچہا ہے
دیکہکر تجہکو کسی رشکِ چمن دیکہینگے

گل سے پہر ہی جاوید کی بو آتی ہے
کیا وفادار کوئی غنچہ دہن دیکہین گے

۳۰۶

دلِ پرداغ کو رونق نہ چمن مین لیجا
آہی لپٹینگے جو مرغانِ چمن دیکہین گے

گرم آنسو ہین مری دل کے جلانیوالے
اور اس گہر کو جلاتے ہین بجہانے والے

نعش میری جو اُٹہائی تو ادانے یہ کہا
کشتہ میرا ہی یہہ تم کون اُٹہانیوالے

جانتا ہون تمہین دل جان سمجہتا ہون تمہین
یون لگائین جو لگاتے ہین لگانیوالے

حضرتِ عشق کو ہان یونہین نچانیکو ہی
ہین یہہ قسمت کے لکہے کو بہی مٹانیوالے

تم جو دیکہوگے ہمین ہم بہی تمہین دیکہینگے
اور ہونگے وہ کوئی آنکہہ چرانیوالے

فصلِ گل آگئی آتی ہین ترنگین مجہکو
ہوش اور عقل کوئی دم مین ہین جانیوالے

قتل کرتا ہے وہ اتنے کہ بہنگام تلاش
نہین ملتے کوئی دنیا مین اُٹہانے والے

کوچۂ یار کو وہ چھوڑ کے جائینگے کہان
عاشق انکے نہین جنت مین بھی جانیوالے

موت کیوقت نہونگے غم و اندوہ شریک
صاف اڑ جائینگے اسوقت یہہ کہانیوالے

مثل دیوار جہان بیٹھہ گئے بیٹھہ گئے
جب اٹھینگے کہ اٹھائینگے اٹھانیوالے

دم آخر جو بلایا تو دیا اسنے جواب
ہم دمو نمین کبھی اسکے نہین آنیوالے

لطف دنیا مین اٹھاتے ہین جہانکے کیا کیا
عیش کرتے ہین تری پاؤن دبانیوالے

عمر کے روز یونہین روز چلیجاتے ہین
سوچ ظالم کہ یہہ دن پھر نہین آنیوالے

دل کسی شکل سے بچتا نہین ان غمزون سے
اک نشانہ یہہ ہین سو تیر لگانیوالے

درد و غم ہجر مین کہتے ہین تسلی کو مری
چھوڑ کر تمکو کبھی ہم نہین جانیوالے

دل ہی داغون کی بدولت یہہ ملا ہی ہمکو
کہ ہوئے خلق مین مشہور خزانیوالے

۴۱۷

سطیح دہر مین وہ ہیزم تر ہون رونق
کہ مری رونے پہ روتے ہین جلانیوالے

بجا ہی اشک مری آنکھہ سے لہو نکلے
کسیطرح دل پرخون کی آرزو نکلے

چمن مین ہوکے جو ای رشک ماہ تو نکلے
تو آہ سینۂ گل سے برنگ بو نکلے

گذر کے دل سے جو ای تیر یار تو نکلے
جگر کو چین ہو اور دل کی آرزو نکلے

گواہ بنگئے عصیان کے اپنی سب اعضا
رفیق جنکو سمجھتے تھے وہ عدو نکلے

جو قتل کرکے نکالا ہمین تو خوش ہین
کہ انکی بزم سے ہم ہوکے سرخرو نکلے

ہدف کرین مری دل کو لگائین تیر پہ تیر
وہان تو مشق ہو یہان دل کی آرزو نکلے

ہوئی یہہ محو کہ خود آپ کو بھی بھول گئے
جو ہم کسیکے لئے گرم جستجو نکلے

کسی پہ خنجر جلاد تیز ہے ہر دم
مری دعا ہے کہ میرا ہی وہ گلو نکلے

گمان غیر پہ ناحق گئے عداوت کے / بغل مین حضرت دل ہی مری عدو نکلے

یہہ روئی ہین کہ نہین نام کو بھی قطرۂ اشک / ہماری آنکھہ سے نکلے تو اب لہو نکلے

شب فراق مین نکلا قمر تو کیا نکلا / مزا تو جب ہے کہ جب اُنکے روبرو نکلے

یہہ روز ہجر اور ای چشم تر یہہ ابر بہار / وہ فن دکہا کہ تری شکل آبرو نکلے

ہزار بار گئے میکدہ کو ہم رونق / ادب سے پر نہ کبھی گھر سے بیوضو نکلے

دیکھلے اور سنے سر پہ جو کچھہ آن بنے / دیدہ کو چشم بنی سننے کو ہین کان بنے

دل مین جتنے تھے سخن سب مری ارمان بنے / انکو گر نظم کرون آج تو دیوان بنے

انکو سمجھائین کوئی بات تو وہ کہتے ہین / آپ ہی اب تو مری جان کو لقمان بنے

شادئ وصل و غم ہجر کی پوچھی تعریف / ہم بھی عیار ہین کیا جانکے انجان بنے

رنج و غم سوز و الم درد و فغان آہ و بکا / ہین پئی عاشق دلخستہ یہہ سامان بنے

دیدۂ تر سے نکالے ہین ابھی دو قطرے / خوف آتا ہی کہ اسکا بھی نہ طوفان بنے

کعبہ و دیر مین اک شوخ نے رہنے نہ دیا / نہ تو ہندو ہی بنے ہم نہ مسلمان بنے

روز و شب دوش صبا پہ ہی ہمارا تن زار / دولت ضعف سی پھرتے ہین سلیمان بنے

نہ گئی خوئی رمیدہ نہ ملے وہ ہم سے / بنے جاتا تو بہت پر نہ وہ انسان بنے

تم کہین جاؤ نہ کاشانۂ دل سے میری / اسمین رہنے کے سبب سے تو مری جان بنے

قتل سے ہاتھہ نہ تو روک کہ اسمین قاتل / کار عشاق بنے اور تری شان بنے

بسکے انسان ہوا ہے نہ کار انسان / شرم آتی ہے کہ ہم کسلئے انسان بنے

عشق کمبخت کی بھی کچھہ رہ و رسم الٹی ہے / جو گلے انسے ہمین تھے وہی احسان بنے

دیکھکر اُسکو یہہ بگڑا ہے ہمارا ایمان
کہ خدا ہی سے توقع ہی جو ایمان بنے

مجھکو کعبہ مین جو دیکھا تو کہا اک اک نے
خیر ہے حضرتِ رونق بھی مسلمان بنے

صبر کر جور پہ گر عاشقِ صادق تو ہے
کہ کہے کوئی ستمگار کہ عاشق تو ہے

جو کہے غیر کو ہان عاشقِ صادق تو ہے
کیا کہے مجھکو وہ شوخی سے کہ عاشق تو ہے

کس لگاوٹ سے وہ کہتا ہی کہ جائیے جی کہین
نہ ہمین روکیو زنہار جو عاشق تو ہے

شمع و گل سے بہ وخور سے جو ملایا تجھکو
ہر طرح حسنین چاروں ہی یہ فایق تو ہے

دستِ رنگین یہ گمان ہے غلط ای وزدِ حنا
دل چرایا ہی مرا تو نے کہ سارق تو ہے

تہا جہان ہم سے مخالف جو مخالف تو تہا
ہی جہان ہم سے موافق جو موافق تو ہی

آتشِ عشق کی گرمی نہین تو ای دلِ زار
کیا ہوا تجھکو کہ بیمارِ تپ دق تو ہے

ای فلک دل مین وہ بل اور بظاہر جھکنا
خوب سمجھے ہین تجھے ہم کہ منافق تو ہے

زندہ اب کوئی رہے خاک کہ ایجان جہان
نہ تو ہے بخت موافق نہ موافق تو ہے

چرخ بد بین ہے عدو اور شبِ غم مونس جان
فرقتِ یار ہی مین زار ہون خالق تو ہی

تجھپہ مرتے ہین سب اور قیس کو تہا اُس سے لگاؤ
کون کہتا ہی کہ لیلےٰ کی مطابق تو ہے

سخن عشق ترا سچ ہے تری بات صحیح
مانتا ہون تجھے رونق کہ محقق تو ہی

۲۱۰

کسیسے مل کے دل کیا ہو گیا ہے
کہ دنیا کا تماشا ہو گیا ہے

شکایت ظلم کی سنکر وہ بولے
کہ ای نادان تجھے کیا ہو گیا ہی

غضب کی اشک مین طغیانیان ہین
کہ اک قطرہ سے دریا ہو گیا ہے

بھرین کیا خاک ہم سے خم جگر مین
نمک بھی اب تو مہنگا ہو گیا ہے

قیامت ہے وہی پہر شورش دل
نہین اچھا جو اچھا ہو گیا ہے

کہا اس ماہ نے صبح شب وصل
کہ رخصت ہو اجالا ہو گیا ہے

طلب ہے دل کے بدلے اک نظر کی
مگر کچھ مجھکو سودا ہو گیا ہے

نہین دیکھا مگر آئینہ تم نے
جو یکتا ہی کا دعوے ہو گیا ہے

کس و ناکس ہین سر گرم تماشا
ترا کشتہ تماشا ہو گیا ہے

نہ پوچھو حال بیمار محبت
کہ دو ہی دن مین سودا ہو گیا ہے

دل رونق جوان ہے اے ستمگر
بظاہر گرچہ بوڑھا ہو گیا ہے

قاتل ہی برا ہے نہ وہ شمشیر بری ہے
سب اچھے ہین لیکن مری تقدیر بری ہے

باز آ کہ مری آہ کی تاثیر بری ہے
ہر روز کی چھیڑ اے فلک پیر بری ہے

کہتا ہون جو مین خواب ہم آغوش کسی سے
کہتا ہے کہ اس خواب کی تعبیر بری ہے

کہتے ہین مری حال پریشان کو وہ سنکر
الجھاؤ ہین تقریر مین تقریر بری ہے

انسان کی رہائی نہین ہوتی نہین ہوتی
اس قید علائق کی بھی زنجیر بری ہے

گردن پہ مری ہاتھ لگائیین نہ ہو دیر
اے تیغ زن اس کام مین تاخیر بری ہے

ہر چند کہ عاشق کے مقدر ہی کے بل ہین
لیکن تری زلفون کی بھی تسخیر بری ہے

ہی خوب جو مر کر بھی ملے خاک در یار
گر مفت بھی ہاتھ آئے تو اکسیر بری ہے

جانبر نہوا وہ جو کبھی پیچ مین آیا
آویزش گیسو ہی گرہ گیر بری ہے

اک وار مین ہی سر تن سے جدا کیون نہین ہوتا
وہ ہاتھ تو اچھے ہین جو شمشیر بری ہے

ہیو جہہ بہی تم مجہہ سے الجہتے ہو بگڑ کر — یہان کسنے کہا زلف گرہ گیر بری ہے

وان جاکے جو آتے ہین تو کہتے ہین مری دوست
کیا کیجئے رونق تری تقدیر بُری ہے

نہ بتون کے نہ اب خدا کے رہے — ہم کہین کے نہ دل لگا کے رہے
فتنے کیا کیا نہ وہ اُٹہا کے رہے — ہم بہی کوچے مین اُنکے جا کے رہے
بزم مین اشک خون بہا کے رہے — آبرو خاک مین ملا کے رہے
بحر اشک آنکہہ سے بہا کے رہے — گہر کو ویرانہ ہم بنا کے رہے
شرم عصیان سے وقف دندان ہین — ہاتہہ قابل نہ اب دعا کے رہے
کر گئی وہ نگاہ اپنا کام — ہم بہروسے پہ اتقا کے رہے
سر کے اُڑنے پہ بہی نہ آئے باز — پاؤن کو ہاتہہ ہم لگا کے رہے
آتش رشک و سوز فرقت سے — الغرض وہ ہمین جلا کے رہے
نام میرا جہان لکہا پایا — ضد تو دیکہو کہ وہ مٹا کے رہے
چین دنیا مین ہے نہ مرقد مین — اب کہان ہائے کوئی جا کے رہے
ہر کنایہ سے ہر بہانہ سے — غیر کو پاس وہ بلا کے رہے
اُسنے ہر چند عذر خواب کیا — حال دل ہم مگر سنا کے رہے
لے اڑا اُن کو شوق غیر کے گہر — ہم تجسس مین نقش پا کے رہے
کیا بیان کیجئے صعوبت ہجر — مدتون مونہہ مین ہم قضا کے رہے
سوگ مین بہی مری نہ باز آئے — دست و پا مین حنا لگا کے رہے

اپنی ہستی ہی اسطرح رونق

جیسے کوئی سرا مین آکے رہے

اگر کبھی مرے خط کا جواب آتا ہے
پیام وصل کے بدلے عتاب آتا ہے

نہ صبر دل کو نہ آنکھون کو خواب آتا ہی
نہ موت آتی نہ خط کا جواب آتا ہے

سبیل بادۂ گلرنگ کی لگادی آج
کہ زور و شور سے ساقی سحاب آتا ہے

کبھی ذلیل کبھی بے حیا کبھی ناکس
ہر ایک خط مین نیا اک خطاب آتا ہی

ابھی سے آپ تو نام خدا قیامت ہین
ابھی تو جوش مین عہد شباب آتا ہے

اگرچہ دلمین ہون خورسند اسکے آنیسے
مگر یہہ غم ہے کہ وہ بی نقاب آتا ہے

یہان سے حال دل زار لکھہ تو بھیجا ہے
وہان سے دیکھئے کیا کچھہ جواب آتا ہے

تم اور رقیب کی محفلمین کچھہ یہہ کہل کہیلے
کہ جسکے ذکر سے مجھکو حجاب آتا ہے

لکھا ہی خط اسے ایجان بیقرار و حزین
ذرا ٹہیر کہ وہان سے جواب آتا ہے

بسا ہے جلوۂ دیدار اپنی آنکھونمین
یہان نگاہ مین کب آفتاب آتا ہے

کبھی تو دور جدائی تمام ہوتا ہے
فلک بہی کام سپے انقلاب آتا ہے

شب فراق مین کیا کیا ہی تسلیٔ دل
ترا خیال دم اضطراب آتا ہے

جئین گے یون بہی نہ ہم ذبح کر ہمین قاتل
کہ مفت ہاتھہ یہہ کار ثواب آتا ہے

جو دلمین بحر حقیقت ہی موج زن ذوق
جہان نظر مین بسان سراب آتا ہے

تمہاری خاکپا گر دیکھہ پاتے اپنی آنکھون سے
تبرک کیطرح اسکو لگاتے اپنی آنکھون سے

اشارہ ہی جو تم ہمکو بلاتے اپنی آنکھون سے
تو بدلے پاؤن کے ہم چلکے آتی اپنی آنکھون سے

تمہین گر غیر کے گہر دیکھہ پاتے اپنی آنکھون سے
تو کیا کیا روکے ہم طوفان اٹھاتی اپنی آنکھون سے

نہ آتے تم تو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے
نہ دیکھا تھا کسی نے جو دکھاتے اپنی آنکھوں سے

سراغ اعدا لگاتے خاک تم اک شب جو یہان آتے
تمہاری نقش پا کو ہم مٹاتے اپنی آنکھوں سے

گلستان جہان میں کاش ہم ہوتے گلِ بازی
جو گرتے ہاتھ سے تو وہ اُٹھاتے اپنی آنکھوں سے

زمین پھٹ جاتی اُس دن اور مین اُسمین سما جاؤن
جو دیکھوں غیر کے گھر ہمکو جاتے اپنی آنکھوں سے

رقیبوں سے جو تم چھپ کر ہماری پاس آجاتے
تو آنکھوں میں چھپاتے اور چھپاتے اپنی آنکھوں سے

نہ ٹھیرا پر نہ ٹھیرا ہائے تیر یار سینے مین
اگر رہتا تو ہم اُسکو لگاتے اپنی آنکھوں سے

ہمیشہ برچھیان کھائین ہین ان ترچھی نگاہوں کی
ہمین ہین آپ کیا ہر دم ڈراتے اپنی آنکھوں سے

خدا نے خیر کی رونق نہ روئی تم جو فرقت مین
کسی کا کیا بگڑتا تم جو جاتے اپنی آنکھوں سے

اچھا ہے درد گر دل بیتاب مین رہے
اسباب کچھ تو عالم اسباب مین رہے

کیا خاک آرزو دلِ بیتاب مین رہے
کسطرح کوئی معدن سیماب مین رہے

جاگا کئے کہ غیر کے گھر خواب مین رہے
فرمائیے کہان شب مہتاب مین رہے

تم تو بغل مین غیر کی شب خواب مین رہے
یہان ہم تسلی دلِ بیتاب مین رہے

جوش سرشک نے نہ اُبھرنے دیا ہمین
ماہی کیطرح غرق سدا آب مین رہے

بحر الم سے یار سلامت اُتر گئے
ہم مثل کاہ حلقۂ گرداب مین رہے

ہم کیا رہے جہان مین ہو کر بشکل غم
ہو کر غبار خاطرِ احباب مین رہے

نورِ قمر بنا شبِ غم مین شعاع مہر
ہم دھوپ مین پڑے جو شب مہتاب مین رہے

جنکے سبب سے ہم پہ حسینوں کو ناز تھا
وہ دولے کہان دلِ بیتاب مین رہے

اُس رخ سے دور یہان جو جدا نقاب ہو
پھر روشنی نہ مہر جہانتاب مین رہے

یارب جمالِ یار کو ہرگز نہو زوال
جب تک کہ نور مہر جہانتاب مین رہے

حیرت نے لطفِ وصل بگاڑا شبِ وصال
محوِ جمال ہم رہے وہ خواب مین رہے

وہ ہی غریقِ رحمتِ پروردگار ہے
جو صبح و شام غرقِ مئی ناب مین رہے

ہی چشم تر مین جلوۂ رخسار آتشین
حیرت کی جا ہے آگ اگر آب مین رہے

رونق وصالِ یار مبارک تمہین مگر
باقی کوئی دقیقہ نہ آداب مین رہے

اگر فرصت ملے مجھکو فغان سے
تو بدلا لیکے چھوڑون آسمان سے

یہہ کاوش اور مجھہ سی خستہ جان سے
کسیکی ساز شین ہین آسمان سے

نہین امید ہمکو آسمان سے
کہ ٹھیرے وصل کی اس بدگمان سے

زبان شکوہ کھولینگے کسیدن
اگر فرصت ملی آہ و فغان سے

صباحِ حشر ہی شامِ شبِ ہجر
اترتی ہین بلائین آسمان سے

نہین خوفِ موذن کچھہ شبِ وصل
کہ ہم مرجائینگے پہلے اذان سے

بہت کچھہ کہہ چکے خاموش رہئے
نکل جائیگی نہ کچھہ میری زبان سے

میسر ہو جو موت ان کے قدم پر
نہ بدلون مین حیاتِ جاودان سے

نشان مٹنے سے پہلے ہی نشان ہے
اگر ہے مدعا نام و نشان سے

غضب ہی آج کچھہ اترا رہی ہے
نسیم صبح آئی ہے کہان سے

خدا شرمائے تجھکو شوخ چشم
لگایا کیون ہمین خوابِ گران سے

نہ دل بر مین نہ پہلو مین جگر ہے
صدا نالون کی آتی ہی کہان سے

جہان ہین دفن تیرے کشتۂ ناز
زمین ہمسر ہی وہان کے آسمان سے

تغافل کا یہہ ایما ہے کہ یعنے
اُٹھا لون ہاتھہ جانِ ناتوان سے

وہ منظورِ نظر ٹہیرا ہے اپنی
پرے ہے جو حدِ وہم و گمان سے

ذرا سی زندگی یہہ کچھہ بلا ہے
بنے کیا دم پہ عمرِ جاودان سے

یہہ شوقِ جبہہ سائی ہی غضب ہے
کہ سر اُٹھتا نہین اُس آستان سے

فلک کیا اور اُسکی گردشین کیا
بہت دیکھے ہین بوڑہی آسمان سے

غضب طغیانیان ہین آنسوؤنکی
روان دریا ہی چشمِ خونفشان سے

خبر لیجے کہ ایک عالم ہے بیخود
شمیمِ گیسوئی عنبر فشان سے

اگر کچھہ ہے تو ہی قسمت کا شکوہ
گلہ اُنسے نہ رنجش آسمان سے

غضب ہی رعبِ الفت ہی شبِ وصل
نہ نکلا حرفِ مطلب تک زبان سے

فراقِ یار مین بوندین نہین ہین
برستی ہین بلائین آسمان سے

نظر آتا نہین لاغر ہون اتنا
مجھے کیا غم نگاہِ پاسبان سے

نہ پوچھو اُسکی مایوسی نہ پوچھو
جدا جو رہگیا ہی کاروان سے

کسی سے وصل کا ٹہیرا ہے وعدہ
کہ رونق آج کچھہ ہین شادمان سے

غلط ہے کہ دل کا لگانا بُرا ہے
محبت کو لیکن جتانا بُرا ہے

کوئی راز ہو لب پہ لانا بُرا ہے
مگر رازدان سے چھپانا بُرا ہے

تری بزم مین آکے جانا یہہ ہمنے
کہ نادان تو اچھا ہے دانا بُرا ہے

حیا مین یہہ شوخی یہہ گرمی اچھی
اگر ایک دل کا جلانا بُرا ہے

تم اچھے جو دشمن ہی اچھے تمہارے
مگر یہہ لگانا بجھانا بُرا ہے

برا کچھ نہین سب بھلا ہین جہان مین
برا ہے تو دل کا لگانا برا ہے

جگانا نہ تو ہمکو ای شور محشر
کہ سوتے ہوئیکا جگانا برا ہے

ہوا حوصلہ بوالہوس کو سخن کا
یہہ ہر بات مین مسکرانا برا ہے

نکلتی ہے جب چھیڑ وان اسطرح کی
عدو کہتے ہین آزمانا برا ہے

رُولاؤ نہ ہمکو رُلاؤ نہ ہمکو
برا ہے ہمارا رولانا برا ہے

بتاتے ہین دل کو کہ گھر ہے خدا کا
مریجان اسکا جلانا برا ہے

بگڑ کر ذرا آپ اعدا سی پوچھین
بھلا ہے کہ دل کا ستانا برا ہی

بھلا ہے زمانہ سی مل جل کے چلنا
کسیکا مگر موںہہ لگانا برا ہے

جہان سے چلے رنج اُٹھا کر تو سمجھی
عدم ہی سی ہستی مین آنا برا ہی

اگر بار ملجائی کوچہ مین اُسکے
تو آنا برا ہے نہ جانا برا ہی

بٹھاؤ نہ محفل مین رونق کو ہرگز
کہ پاس اپنے اسکا بٹھانا برا ہے

جسطرح اشک چشم تر سی گرے
یون ہین ہم آپ کی نظر سی گرے

بی تکلف گلے لگا لین ہم
کاش خنجر تری کمر سی گرے

رخ سے ٹپکے جو قطرہای عرق
پھول سے دامنِ سحر سی گرے

آنسوؤن کو مری نہ سمجھو سہل
کہ یہہ موتی ہین ابر تر سی گری

ہمرہ اشک قطرہای خون
کبھی دل سے کبھی جگر سی گری

نہ تو صیاد ہے نہ کنج قفس
کہین بجلی ہی ابر تر سی گری

ہوگیا ختم قصہ بلبل کا
آشیان سی جو آج پر سی گری

وصل ہے اُن سے یہہ نہین امید
کب ثمر نخل بے ثمر سے گرے

آہ سوزان نے کیا لگادی آگ
آسمان سے جو کچھہ شرر سے گرے

خوب سجدہ کا یہہ بہانہ تھا
کہا کے ٹھوکر جو سنگ در سے گری

خوبیان ہین یہہ سب مقدر کی
نامہ اور دست نامہ بر سے گری

ضبط ای گریہ آئے ہین وہ آج
ایک آنسو نہ چشم تر سے گری

دیکھلے بے نقاب اگر اُنکو
ماہ غش کہاکے چرخ پر سے گری

دیکھکر شکل اُنکی ای رونق
مہر و مہ بہی مری نظر سے گری

---

عیادت کو وہ یہان آئین کریگا دن خدا وہ بہی
مریحال زبونکو آکے دیکھین اک ذرا وہ بہی

سہ خورشید ہین اور رکہتے ہین حسن ضیا وہ بہی
مگر حیران ہین تجہکو دیکھکر ای دلربا وہ بہی

جب انکو درد ہو میرا جب انکو قدر ہو میری
کہ جب میری طرح سے ہون کسی پر مبتلا وہ بہی

کچھہ ایسا ہوگیا ہون زار مین اُنکی محبت مین
کراہتو مانگتے ہین میری صحت کی دعا وہ بہی

دم جانبخش جنکو اب مین ہی مردی جلاتے ہین
مگر بیمار الفت کی نہین کرتے دوا وہ بہی

گئے وہ بزم سے کیا لطف ساقی جام صہبا کا
کہ ہین اب زہر سی بدتر اُٹھا یہہ بہی اُٹھا وہ بہی

کہو تو مین ابہی کہدون مریجانب سے اعدا نے
کہا جو تمسے وہ بہی اور جو تمسے سنا وہ بہی

اُنہین الفت نہ تہی لیکن کرم سے اُنکے جیتی تہے
ہماری زیست ہو کیونکر نہین اب آسرا وہ بہی

تمہاری عشق نے مارا تمہارے حسن نے لوٹا
جو کچھہ باقی رہا تھا لیگئی ناز و ادا وہ بہی

برا ہو بدگمانی کا یہانتک کچھہ اُنہین چھیڑا
کہ باتین سنتے سنتے ہوگئے آخر خفا وہ بہی

طریق عشق مین اندوہ و حسرت توشہ اپنا تھے
مناسب ہمرہی تمہین ذرا یہہ بہی غذا وہ بہی

محبت تم سے کیا کیجے توقع تم سے کیا رکہیے
کہ ڈالی اک نظر بہولے سے اور اسپہ حیا وہ بہی

سنو کچہہ درد میرا کچہہ مرا حالِ زبون پوچہو
عجب افسانہ ہی یہہ بہی عجب ہی ماجرا وہ بہی

غم الفت سے جب آ ہی بنے جی پر تو کیا کیجے
نہ کہنا چاہیے تہا جو مجہے مینے کہا وہ بہی

فغان کش عاشقِ مضطر ہی خلقت ہی تماشائی
تماشا ہے کہ اس مجمع مین آجائین ذرا وہ بہی

تمہاری کم نگاہی جو تغافل سے بہی تہی بڑہکر
میری تقدیر سے ٹہہری ہی اک طرز حیا وہ بہی

یہہ تنگ آیا ہون فرقت سے کہ مایوسی گوارا ہے
خلاف مدعا جو تہا ہوا ہے مدعا وہ بہی

دلِ بیداد کش ہی کچہہ تحمل جمع کر رکہیے
کہ ہین آمادہ پہر سرگرمِ ایجاد جفا وہ بہی

ستم ہی ہوگئے عاشق تمام آغاز الفت مین
غضب ہی رہگئے حسرت کش جور و جفا وہ بہی

دغا پر ناز ہی ہمکو انہین بہی ناز ہی ضد پر
برتتے جائینگے اغیار سے رسم وفا وہ بہی

تلافی شرط ہی جتنی جفا انکی اٹہاونگا
نباہے جائینگے اتنی رقیبون سے وفا وہ بہی

امیدِ رحم ہی اب شرحِ حالِ زار پر کس سے
مرا افسانۂ غم سن چکے ہین بارہا وہ بہی

رہ الفت مین رہ گم کردگی بہی اک طریقہ ہی
بہٹکتے ہین یہان جو ہین ہماری رہنما وہ بہی

ہماری جستجو کامل ہی تو منزل پہ اب پہنچے
غبار راہ سمجہے ہین جسے ہی رہنما وہ بہی

تمہاری دوستی بہی دشمنی ہی اک زمانہ سے
ہماری آشنا جو تہی ہوئی ناآشنا وہ بہی

محبت مین عداوت ہی عداوت مین محبت ہے
ہمارا حال سنکر پیش دشمن رو پڑا وہ بہی

کہانتک جائینگے راہ طلب مین بیتہ رہرو
مٹاتے ہی چلے جاتے ہین اپنا نقش پا وہ بہی

مٹائین کیون اٹہائین کسلئے افتادہ عاشق کو
پڑا ہی رہگذر مین انکی مثلِ نقش پا وہ بہی

نہ چہوکو تم کہ رونق سا سخنور ہاتہ آتا ہے
عوض مین اک نگہہ کے تو نہین ہی کچہہ برا وہ بہی

۴۳۰

ہمنے گو عشق مین تکلیف اُٹھائی کیسی
وصل مین لذت صحبت ہی تو پائی کیسی

عشق نے دلمین مری آگ لگائی کیسی
ہان مگر دیدۂ گریان نے بجہائی کیسی

ہو گیا وصل جو تم سے تو جدائی کیسی
ملگئے جب دل و جان سے تو لڑائی کیسی

مجہکو حیرت ہی کہ ہین ارض و سما تک دلمین
ایک ذرہ مین ہی دنیا کی سمائی کیسی

ہم بُرے ہی ہین تو بد ہی اور نظر آتے ہین
ورنہ ہی کون بُرا اور برائی کیسی

دفعتہً جل کے مرا اُس پہ اگر پروانہ
رات بہر شمع نے بہی جان جلائی کیسی

جانتے ہین کہ تم اعدا سے ملوگے لیکن
یہہ بہی دیکہو گے کہ ہوتی ہی لڑائی کیسی

ہمسے کیا پوچھتے ہو وانکی رسائی کا حال
شکل تک بہی نہین دیکہی ہی رسائی کیسی

تم جو کہتے ہو ہمین خلق مین بدنام کیا
آبرو خاک مین ہمنے بہی ملائی کیسی

مدتِ طولِ اسیری نے بہلایا سب کچہہ
زمزمہ چیز ہی کیا نغمہ سرائی کیسی

دلمین ہی جوش جنون اور نہین ہمکو خبر
دشت پرخار ہے کیا آبلہ پائی کیسی

سادہ لوحی ہی یہانتک نہین جانتے وہ
کہ بہلائی تو ہی کیا اور برائی کیسی

ہمنے چاہی تہی شفا اُسکے عوض موت ملی
کیا دوا ہمنے منگائی تہی اور آئی کیسی

یار کے در کی گدائی ہی فزون شاہی سے
بادشاہی اسے کہتے ہین گدائی کیسی

دام صیاد مین کیون آکے پہنسی بلبل زار
زیست ہی اب تو غنیمت ہی رہائی کیسی

خبر فصل خزان کا نہین پہنچی شاید
آج بلبل نے یہہ آواز سنائی کیسی

برق ہی شکل کسیکی کہ کوئی شعلہ ہے
کبہی کیسی نظر آئی کبہی آئے کیسی

۴۲۱

کجروی کی تہی فلک نے جو بہت کچہہ رونق
تو مری آہ نے بہی آگ لگائی ہوتی

یہہ کسکی یاد ہمین وقت انتقال آئی
کہ جسکے ہجر مین بہی لذت وصال آئی

عدم سے آئی جو ہستی مین سا تہہ لائی مثال
تمہاری شکل مگر ایک بیمثال آئی

شب فراق کہان نیند اپنی آنکہو نمین
کبہی جو آئی تو ہوکر ترا خیال آئی

یہہ حسن اور یہہ صورت یہہ ظلم اور یہہ ستم
تجہے نہ شرم ذرا ای قمر جمال آئی

چلے جو بنکے تو فتنہ بپا کئے لاکہون
جو آئے بہی تو قیامت کی تمکو چال آئی

کہلا نہ باب اجابت ہزار بار گئی
دعا بہی حوصلے جو دل کے تہی نکال آئی

صبا کا سر پہ رہیگا یہہ حشر تک احسان
کہ مشت خاک مری اس گلیمین ڈال آئی

کہین مگر خبر آمد خزان حُسن لی
چمن سے بلبل شیدا جو پر ملال آئی

بغیر تیری نہ نکلی بدن سی جان حزین
قضا بہی آئی تو ہوکر ترا خیال آئی

خیال کرنے سے آتا ہی عشق دلمین مگر
محبت اُسکی مری دلمین بے خیال آئی

کسیکے ابروئی پرخم سی کچہہ مشابہ ہے
ہمین پسند تری شکل اسی ہلال آئی

۴۳۲

صدائی مرغ سحر صور حشر ہی رونق
قیامت آئی کہ صبح شب وصال آئی

روز جہگڑی ہین اور لڑائی ہے
آپ کے دلمین کیا سمائی ہے

ہاتہہ مین سبحہ دلمین عشق بتان
پارسا کی یہہ پارسائی ہے

بی اجل مر گیا وہ پاک نظر
تمنے صورت جسے دکہائی ہے

بیطرح پہر رہے ہین تیغ بکف
موت شاید کسیکی آئی ہے

غیر سے ربط ہمسے یہہ نفرت
واہ کیا شان کبریائی ہے

عشق مین کوئی جانتا ہی نہین
کیا بہلائی ہے کیا برائی ہے

بام پر اور وہ نہ ہمکو بلائین
یہہ بہی طالع کی نارسائی ہے

ہی مثل یک انار و صد بیمار
ایک وہ اور سب خدائی ہی

عشق مین سب ہی کام ہین برعکس
جو بہلائی ہے وہ برائی ہے

ہمنے چہیڑا تو مسکرا کے کہا
آج شامت تمہاری آئی ہے

ہم سے بچ بچ کے اسطرح چلنا
یہہ بہی اک طرز کج ادائی ہے

قہر تیغ نگاہ ہے رونق
پہر گئی جسطرف صفائی ہی

احباب مجہے خاک اڑانے نہین دیتے
شان ستم یار بڑہانے نہین دیتے

ضد سی وہ مجہی اشک بہانے نہین دیتے
جلتا ہون لگی دل کی بجہانے نہین دیتے

سجدہ کو مجہی سر وہ جہکانے نہین دیتے
قسمت کے نوشتہ کو مٹانے نہین دیتے

جلاد کو تلوار لگانے نہین دیتے
یون بہی مری جہگڑی کو چکانے نہین دیتے

اس فتنۂ محشر کو جگانے نہین دیتے
ہمدرد مری حشر کو آنے نہین دیتے

ہی مجہہ سی عداوت کہ لگاوٹ ہی یہہ مجہہ سے
کوچہ مین تری دو قدم جو آنے نہین دیتے

جانین مجہے کیا درد مرا کیونکہ وہ ناہین
حال دل رنجور سنانے نہین دیتے

حسرت ہی پس مرگ بہی کیا اس ستم کی
کیون نعش مری آپ اٹہانے نہین دیتے

محفل مین رلاتے ہین مجہی غیر سی ہنسکر
جاتا ہون کہین اٹہکے تو جانے نہین دیتے

ہی قہر کہ حسرت ہی گلے ملنے کی آن سے
جو ہاتہہ قدم کو بہی لگانے نہین دیتے

عشوی تری آنکہون کی غضب برق بلا ہین
عاشق کو ذرا آنکہہ ملانے نہین دیتے

یہان آئے کوئی پانون سی ہم سر کے بل آئین
دربان ترے در تک مگر آنے نہین دیتے

ہین الفت دشمن کے خیال انکی نگہبان
محفل مین اُنہین آنکھ چرانی نہین دیتے

نفرت ہی جو عاشق سی تو کچہہ دلمین سمجھکر
سایہ کو بہی پہلو مین وہ آنی نہین دیتے

دل مفت جو پایا ہی تو ہنگام طلب وہ
کہتے ہین دیا ہمکو خدانے نہین دیتے

لیتے ہو اگر دل کو تو دیتا ہون تمہین لو
ہاتہہ آہی ہوئی چیز کو جانی نہین دیتے

اُنکو جو مٹانا ہے مرا نام و نشان تک
مارا ہی تو اب قبر بنانے نہین دیتے

مانا کہ سنین یا نہ سنین آپ مرا حال
اورونکو بہی تو مجھکو سنانے نہین دیتے

سوچی ہی کوئی مصلحت خاص کہ اعدا
مرنیکی مری اُنکو سنانی نہین دیتے

کیا تنگ ہون فکر و غم و اندوہ سی رونق
سر تک بہی تو زانو سی اُٹھانی نہین دیتے

روئی ہم آپکی خوشی کے لئے
نہ کہ اغیار کی ہنسی کے لئے

بندہ ہی خاص بندگی کیلئے
یا یہہ پیدا ہوا خودی کیلئے

مرگ عاشق غلط وہ کہتے ہین
کوئی مرتا نہین کسیکے لئے

روز و شب تو ہنسی خوشی سی گنا
ہی یہہ جلسہ ہنسی خوشی کیلئے

ہم تو مرنے پہ اپنے مرتے ہین
خضر مرتے ہین زندگی کیلئے

تن بیجان مین جان آجائے
وہ اگر آئین دو گھڑی کیلئے

کبھی تکلیف ہی کبھی راحت
دونو باتین ہین آدمی کیلئے

دیر تک آجائین تو غنیمت ہے
لوگ کہتے ہین دو گھڑی کیلئے

عیش و آرام راحت و کلفت
اتنی باتین ہین ایک جی کیلئے

خضر سے حال سنکے حال کہلا
ہم تو مرتے تھے زندگی کیلئے

عشق کیونکر نہ ہم رکہین لمین | دل بنایا ہے عاشقی کیلئے
شب تاریک کا نہین کچہہ غم | دل روشن ہی روشنی کیلئے
ہم تو قسمت کو اپنی روتے ہین | اور روتے نہین کسیکے لئے

رنج و غم درد و یاس اور رونق
یہہ سب آفات ہین آسی کیلئے

رحم دل مین صنم نہین رکہتے | صبر کمبخت ہم نہین رکہتے
وہان تو جاتے ہو دوڑ دوڑکے تم | اسطرف دو قدم نہین رکہتے
کچہہ تمنّا سوائے نظارہ | تیری سرکی قسم نہین رکہتے
جام عالم نما ہے دل اپنا | حاجت جام جم نہین رکہتے
غم دنیا تو درکنار رہا | فکر عقبیٰ بہی ہم نہین رکہتے
ہم سے اور اسکو ربط ہو کیون ہو | ایسی تقدیر ہم نہین رکہتے
ساتہہ ہین حسرت و غم و اندوہ | خوف راہ عدم نہین رکہتے
حال دل کچہہ زبان پر لائین | اتنی طاقت بہی ہم نہین رکہتے
دفتر حسن سے وہ خارج ہین | کر روا جو ستم نہین رکہتے
ایک دریا ہی اپنی آنکہونمین | بوالہوس چشم نم نہین رکہتے
سے اُڑا ناز انکی شوخی کو | کہ زمین پر قدم نہین رکہتے

۴۳۶

دل مرا آئینہ ہے کیا رونق
کہ جدا ایک دم نہین رکہتے

نازسے بیداد بہی ہوتی نہین دل کہو لکے | رہگئے تلوار اپنی ہاتہہ مین وہ تول کے

دی گلوری پانکی تمنے جو ڈبیا کھول کے
ہم یہہ سمجھے ہو گئی ہم شاہ استنبول کے

گریہ وزاری عجب دولت ہی سوچی گر کوئی
کس کی قسمت مین جواہر ہین یہہ مہنگے مول کے

چار آنسو ہی نکالے تھے کہ طوفان ہو گیا
اور دریا ہی روئی نہین ہین عشق مین دل کھو لگے

آمد فصل بہاری ہے چمنمین عندلیب
سر نکلتے ہین تری منقار سے ہنڈول کے

مونہہ کو دامن سے چھپائی ہو نہ لب بہی سخن
شرم ایسی بہی کہاں کی بولئے مونہہ کھول کے

رنج وغم مین عمر کو اپنی گذارا بہی تو کیا
چار دن ہین زندگی کے کاٹئے ہنس بول کے

ہم قلندر ہین کسی شے کی ہمین حاجت نہین
نعمت عالم بہری ہی ظرف مین کچکول کے

چھوڑ دی صیاد بلبل کو کہ آئی خزان
یہہ بہی اُڑ جائی وطن کو ساتہہ اپنی غول کے

وہ نہین ملنا کہ جس ملنے کو ملنا جانئے
یون تو ملتے ہین مگر ملتے نہین دل کھول کے

اسطرح پیتے ہین زہر عشق ہم غیبت کے ساتھ
جسطرح پی جائی کوئی قند مصری گھول کے

ہین وہ بلبل ہون نہ بال پر نہ طاقت جستکی
دیکھکر دیوار گلشن رہگیا پر کھول کے

ہو نگاہ مہر رونق پر تلطف چاہئے
آپکے بندہ ہین اور بندی بہی ہین مول کے

۴۲۴

یہان دل سی حسینو کی محبت نہین جاتی
جو بات کہ ہو نقش طبیعت نہین جاتی

اُس شوخ ستمگر کی محبت نہین جاتی
کیا کیجے کسیطرح یہہ آفت نہین جاتی

جب وصل ہوا اُس سی کہ جب خاک ہوئے ہم
برباد کسیکی کبہی محنت نہین جاتی

دشنام کسے ہی لب شیرین سی میسر
عشاق کی اس بات سی عزت نہین جاتی

اک بار ہی آجائی اگر دل مین محبت
پہر ہاتہہ سے تا حشر یہہ دولت نہین جاتی

یون ہمکو بہروسا ہے بہت رحمت حق کا
پر دل سی معاصی کی ندامت نہین جاتی

خاکِ قدمِ یار نصیبون سے ہمارے
اُڑ کر بہی کبہی تا سرِ تربت نہین جاتی

کس روز تڑپتا نہین مین کنجِ لحد مین
کب اُڑ کے فلک پر میری تربت نہین جاتی

ہر حال مین الفت ہی حسینون پہ نظر ہے
انسان مین جو پڑ گئی عادت نہین جاتی

اول تو کوئی دل مین اب آتی نہین حسرت
آتی ہے تو پہر یہان سی سلامت نہین جاتی

یہہ حال ہے بیمارِ محبت کا تمہارے
ہر وقت کسیطرح سے غفلت نہین جاتی

کہاتا ہے غمِ عشق شب و روز وہ لیکن
بیمارِ محبت کی نقاہت نہین جاتی

طرار ہے عیار ہے وہ شوخ جفا جو
وہان پیش کسیکی کوئی حکمت نہین جاتی

آتی نہین اصلاح و سلامت پہ طبیعت
کچہہ دل سے تپِ غم کی حرارت نہین جاتی

زندان مین اگر پاؤن تو دل بستۂ صحرا
خاطر مین سمائی ہوئی وحشت نہین جاتی

تنہا مجہے سب یار و مددگار سمجہکر
مرقد مین مری پاس سے حسرت نہین جاتی

سنتا ہی نہین کوئی بہی فریاد کسیکی
عاشق کی کہین پیش شکایت نہین جاتی

کیا شامتِ مقسوم بہی آفت ہی غضب ہے
ہی ہی نہین جاتی شبِ فرقت نہین جاتی

بڑہکر شبِ غم سے ہی اثر بختِ سیہ کا
دنکو بہی تو گہر سی مری ظلمت نہین جاتی

روںق طلبِ وصل پہ کہتی ہین وہ کیا کیا
تیری بہی طبیعت سی شرارت نہین جاتی

۴۳۸

یادِ قد و قامت نہین جاتی نہین جاتی
کم بخت یہہ عادت نہین جاتی نہین جاتی

اُس بت کی محبت نہین جاتی نہین جاتی
دیدار کی حسرت نہین جاتی نہین جاتی

آنکہونسی یہہ ظلمت نہین جاتی نہین جاتی
کافر شبِ فرقت نہین جاتی نہین جاتی

اغیار سے کچہہ بحث ہوئی مجہہ سی تو بولے
تیری بہی جہالت نہین جاتی نہین جاتی

ہوش و خرد و تاب و تواں دل کے گئے سب
پر ایک یہہ حسرت نہین جاتی نہین جاتی

زانو پہ رکھا ہاتھہ تو موںہہ پھیر کے بولے
تیری یہہ شرارت نہین جاتی نہین جاتی

یہہ رنگ مصور کی سمجھہ مین نہین آتا
کھینچی تیری صورت نہین جاتی نہین جاتی

تاکید نکر توبہ بہی ہو جائیگی واعظ
بہاگی کہین جنت نہین جاتی نہین جاتی

وہان دلمین ترحم نہین آتا نہین آتا
اور اپنی محبت نہین جاتی نہین جاتی

خاراشکنی کوہ کنی سہل ہے لیکن
کاٹی شب فرقت نہین جاتی نہین جاتی

ہرچند بہلاتا ہون تصور کو کسی کے
پردہ ہیان سے صورت نہین جاتی نہین جاتی

آنکو بہی نہین چین جو مین غمسے ہون مضطر
خالی یہہ محبت نہین جاتی نہین جاتی

ملتے ہین وہ اور آنکھہ ملاتے نہین رونق
ہان دلکی کدورت نہین جاتی نہین جاتی

کبہی دل مین اُسکے گذر جائیگی
مری آہ بہی کام کر جائیگی

محبت نہ جائیگی اُس سے کبہی
گئے بہی تو ہان لیکے سر جائیگی

یہی ہین جو نالے تو آئیگی کیا
شب ہجر بہی سنکے ڈر جائیگی

سنبہل کر مجہے قتل کر تیغ زن
کہ خون سے تری تیغ بہر جائیگی

نواسنج ہو سو طرح عندلیب
نکہت سے اُڑکر کدہر جائیگی

تری عشق مین عمر گذری تمام
ذرا سی ہے یہہ بہی گذر جائیگی

شب ماہ ہے بام پر تم نہ آؤ
ابہی روشنئ قمر جائیگی

بر آئیگی یہان کب تمنائے وصل
لحد مین یہہ حسرت اگر جائیگی

نہوگا وصال اور نہوگا وصال
تمنا یونہین دلمین مرجائیگی

محبت مین تو جان جاتی ہے | یہہ عادت نہین عمر بھر جائیگی
رہیگا یونہین جوشِ دریای حسن | یہہ ندی نہین جو اُتر جائیگی
جوانی رہی اور نہ پیری رہے | وہ گذری ہی یہ بھی گذر جائیگی

طبیعت کو رونق سنبھالو ذرا
یہہ آندھی نہین جو اُتر جائیگی

خوب پوری کی یہہ شرط آشنائی آپنے | ایک شب آکر نہ پھر صورت دکھائی آپنے
کیجئے انصاف تو کی بیوفائی آپنے | مجھہ سی چھوڑی غیر سی کی آشنائی آپنے
آج کیا مقتل مین کی یہہ کج ادائی آپنے | میری ہوتے غیر پر تیغ آزمائی آپ نے
بی حجابانہ ہمین صورت دکھائی آپنے | کیا دکھائی واہ شان کبریائی آپ نے
مرحبا صد آفرین ہی حضرتِ دل آپ کو | کی جو تا زلفِ رسا پیدا رسائی آپنے
ہم کبھی جانے نہ دینگے آج جو کچھہ ہو سو ہو | گھر کے جانیکی بھی لو اچھی سنائی آپ نے
وائی حسرت خون ہوکر بہ گیا دل آنکھہ سے | لیکے دستِ غیر سی مہندی لگائی آپنے
سر اُٹھا کر تیغ بران سی وہ یون کہنے لگے | کیون ہماری ہاتھہ کی دیکھی صفائی آپنے
اُٹھہ گیا پردہ اور آنکھین سیاتھہ دلکی کھل گئین | کاکلِ مشکین جو چہرہ سی ہٹائی آپ نے
زخم جو دلمین پڑا ہی کچھہ نہین ہان نہ ڈر | زہر مین تیغ نگہہ شاید بجھائی آپ نے
غیر سی یون ربط اور مجھہ سی یہہ نفرت آپکو | کبھی ایسی مجھہ مین دیکھی کیا برائی آپنے
وصل وعدہ پر مسلّم زندگی دشوار ہی | سہل سمجھا ہی مگر دردِ جدائی آپنے
جلوہ اپنی حسن کا دکھلا کی ہر ہر رنگ مین | کافر و مومن مین ڈالی ہی لڑائی آپنے
وہ نمایان ہی صفائی تن سی مثل آئینہ | جو محبت غیر کی دلمین چھپائی آپنے

| | |
|---|---|
| آئی کیا ہنگام جوش گریہ میری چشم سے | آج تو میری لئے تکلیف اٹھائی آپ نے |

گر اشارہ قتل رونق پر نہ تھا کچھ آپ کا
غیر کی پرسش پہ کیون گردن جھکائی آپ نے

| | |
|---|---|
| پلادی ابتو ای ساقی مئی گلنار تھوڑی سی | کہ میری عمر بھی اب رہگئی ہے یار تھوڑی سی |
| رہی وہ بھی نہ کچھ باقی ہے جو تکرار تھوڑی سی | اگر سنلین ہماری کافر دیندار تھوڑی سی |
| تمہاری چشم سی کچھ چشم آہو کو نہین نسبت | مگر رکھتی ہی کچھ کچھ نرگس بیمار تھوڑی سی |
| شتا آئینگے اکدن جا کے صحرا مین بہار آئی | خلش تلوون سی کہتے ہین ہماری خار تھوڑی سی |
| جھپٹ کر ہاتھ تو قاتل نے پورا ہی لگایا تھا | مری مقسوم سی اوچھی پڑی تلوار تھوڑی سی |
| اسی باعث سی اسکو خلق خوش رفتار کہتی ہے | اڑائی تھی تمہاری کبک نے رفتار تھوڑی سی |
| سوائی الفت جانان نہین کوئی مری دلمین | اگر ہے بھی تو ہے کچھ حسرت دیدار تھوڑی سی |
| ہمین بیہوش سمجھا یا ہمین کمظرف ای ساقی | یہہ کیا باعث کہ تو دیتا ہے مئی ہر بار تھوڑی سی |
| مئی معشوق ان دونو سے مجھکو منع کرتا ہے | لٹک تجھہ مین بھی ہے ای ناصح غمخوار تھوڑی سی |
| مزہ آجائین نظارون کے لطف آئین اشارون کے | گری نالہ سی کاش اس قصر کی دیوار تھوڑی سی |
| یقین ہے آپ سب قصے کہانی بھول جائینگے | کہانی میری سن لینگے اگر اک بار تھوڑی سی |
| سوال وصل پر حجت کی باتین ہمسے جانے دو | بہت بڑھ جاتی ہے جان جہان تکرار تھوڑی سی |
| یقین ہی بھول جائی شیخ دوزخ اور جنت کو | شراب ارغوان پی لے اگر اک بار تھوڑی سی |

جہان کو بھول جاؤ یاد آجائی خدا رونق
مئی الفت اگر پی لیجئے اک بار تھوڑی سی

| | |
|---|---|
| عشق مین جسکے ہزارون مر مٹے | اس سی الفت اپنی کیا تہر مٹے |

مٹ رہے ہین جبکہ ہم اک عمر سے
نقش اُسکا دل سی اب کیونکر مٹے

چرخ کو سفاک کہنا چاہیے
جسکے ہاتہونسی ہزارون گہر مٹے

ہم جہانمین صورتِ نقش قدم
سینکڑون ہی بار ہین بنکر مٹے

خطِ پیشانی نہین مٹتا کبہی
لیکن اُسکے آستانہ پر مٹے

غیر کے در پر ترسے نقشِ قدم
سر سے میری آج تو اکثر مٹے

جسکے دلمین عشق نقشِ سنگ ہی
وہ مٹائی سی کہو کیونکر مٹے

اُسکے ہاتہونسی ہوئی ہین ہم خراب
یا الٰہی یہہ دلِ مضطر مٹے

خون اپنا بہی کوئی تیزاب ہے
ایکدم مین جوہرِ خنجر مٹے

حور کہتا ہے کوئی کوئی پری
سونہہ دکہائین آپ تو یہہ شر مٹے

اس زمین پر صورتِ نقشِ قدم
ہم مٹے اور خاک مین ملکر مٹے

حیف رونق دور مین اس چرخ کے
ہو کے کیا کیا صاحبِ جوہر مٹے

کوئی صورت جو پیاری لگتی ہے
وان طبیعت ہماری لگتی ہے

غیر کی بات روبرو اُسکے
جیسے دل پر کٹاری لگتی ہے

شیخصاحب کہو تو سچ ہم سے
دختِ رز کیا تمہاری لگتی ہے

وہ نہ ہمراہ ہو تو گلشن مین
کب طبیعت ہماری لگتی ہے

ابہی آئے ہین پہر چلے آپ
پہر کہان کو سواری لگتی ہے

نازنین ہے حنا کی رنگت بہی
وہان کفِ پا کو بہاری لگتی ہے

قصہ دل ہے سننے کے قابل
رات کہنے مین ساری لگتی ہے

رو برو چشم مست کی اُسکے
دختِ رز اک گنواری لگتی ہے

ناتوانی بڑہی ہے یہہ رونق
زیست بہی ابتو بہاری لگتی ہے

ضد بری ایفلکِ پیر ہوا کرتی ہے
آہ عاشق مین بہی تاثیر ہوا کرتی ہے

خواب مین وصل ہوا اُن سے مگر ڈرتا ہون
اسکے برعکس ہی تعبیر ہوا کرتی ہے

فرقتِ یار مین رہتا ہے یہہ عالم اپنا
موت ہر روز بغلگیر ہوا کرتی ہے

یون ہوئی نقش مرے دلمین کسیکی صورت
جسطرح عکس کی تصویر ہوا کرتی ہے

ہمنے توخاک بہی تاثیر نہ دیکہی اُسمین
سنتے تہے عشقمین تاثیر ہوا کرتی ہے

سخت جانی کی رہی بات ہولین نادم
بس یہی برش شمشیر ہوا کرتی ہے

حسن ایسا نہین ہوتا نہین ہوتی یہہ ادا
ہان فقط ماہ مین تنویر ہوا کرتی ہے

مذہبِ عشق مین اسطرح سے پڑہتے ہین نماز
سامنے یار کی تصویر ہوا کرتی ہے

جرمِ الفت مین جو ہم قتل ہوئے خوب ہوا
اس خطا کی یہی تعذیر ہوا کرتی ہے

آپکی بزم سے سو بار اُٹہائے گئے ہم
عاشقونکی یہی توقیر ہوا کرتی ہے

نقش ہوتی ہے وہ دلمین صفتِ نقشِ نگین
بات جو قابل تحریر ہوا کرتی ہے

پاس کوئی نہین ہوتا شبِ تنہائی مین
ہان مگر یار کی تصویر ہوا کرتی ہے

کیا ہوا گر طلبِ وصل کی تقصیر ہوئی
آخر انسان ہی سے تقصیر ہوا کرتی ہے

وحشت مین بہی تو نہین قید سے وحشی خالی
عشق کی پاؤن مین زنجیر ہوا کرتی ہے

نہوئے وہ کسی تدبیر سے اپنے رونق
جہوٹ کہتے ہین کہ تسخیر ہوا کرتی ہے

۳۴۵

جو سینے مین آتش بھڑکنے لگی — تو چشم اشک اس پر چھڑکنے لگی
بنایا تجہین اسطرح کا حسین — کہ قدرت بہی حسرت سی تکنے لگی
مری آہ کا ہے یہہ کچھہ زور شور — کہ بجلی بہی اب تو جہپکنے لگی
کسینے کہا کان مین تم سے کیا — جو چہرہ کی رنگت دمکنے لگی
دم گریہ ہے شعلہ زن میری آہ — کہ بارش مین بجلی چمکنے لگی
جو دیکہا سوئے غیر اُس شوخ نے — نگہہ سے محبت ٹپکنے لگی
ہوئی بزم مین کچھہ یہ تاثیر آہ — کہ محفل کی محفل بھڑکنے لگی
ابہی وہ بیان انکا کچھہ آیا تہا — کہ بجلی سی دلمین چمکنے لگی
مدد کا سہارا دیا آہ نے — دعا جاتے جاتے جو تھکنے لگی
نہین سر پہ جو بار ظلم و ستم — کمر آپ کی کیون لچکنے لگی
یہہ الفت نے میری دکہایا اثر — کہ چشم عدو مین کھٹکنے لگی
مئی عشق پینی کچھہ آسان نہین — اسے پیکے دنیا بہکنے لگی
قضا نے جو دیکہا مرا حال زار — تعجب سے صورت کو تکنے لگی
حسین آپ سا جبکہ دلدار ہو — تو نیت مری کیون بھٹکنے لگی
مری آہ جاتی ہے بالائے چرخ — اُچکتے اُچکتے اُچکنے لگی

۴۳۶

رسائی کسی دسکی ہے وہیان نہین
محبت بہی رونق اُچکنے لگی

اگر وہ نازو ادا سی دکہا کے شان چلے — تو ساتہہ سایہ صفت شوق مین جہان چلے
مجہے وہ قتل کرین اور مین دعائین دون — جو انکی ہاتہہ چلین تو مری زبان چلے

ہماری نالون کو سنکر فرشتے کہتے ہین
خدا کیواسطے چپ رہ ہماری کان چلے

مری زبان پہ رہے ذکر خیر عشق رون
مری دہن مین جہانتک مری زبان چلے

عدو سے ربط ہی کم التفات بہی کم ہے
کچھہ اب تو بات مری خیر سی وہ مان چلے

ہجوم گریہ مین نالے کرین نہ کیونکر ہم
یہ کسطرح سے بہلا تو چمین نشان چلے

عدم سی آئے تہے اور اسلئے ہم آئی تہے
کہ خاک خوب سی اس خاکدان مین چہان چلے

کبہی سمجہہ گے مجھے غیر یہان چلے آئین
کبہی تو ایسی کوئی چال آسمان سے چلے

کبہی تو روٹہتے ہین اور کبہی مناتے ہین
وہ راہ و رسم محبت کو اب تو جان چلے

زمین ناپنے آئے تہے کیا یہہ آنا تہا
ابہی تو آئی ابہی اٹہہ کے میرجان چلے

دل ضعیف پہ اس ترک کی نگاہون سے
ہزارون تیر چلے سینکڑون ہی بان چلے

کیا ہی قتل بہی مجھکو تو [illegible] نے ڈھونڈا
تپش مین چہوڑ کے کیون مجھکو میرجان چلے

سوا مری نہ کوئی جان نثار ساتہہ آیا
وہ قتل گاہ کو لینے جو امتحان چلے

بتاؤ تو یہہ ہمین تمنے کیا اشارہ کیا
کہ گہر چلے تو عدو کی دبا کے ران چلے

۴۳۴

جہان ساتہہ ہو کیا حصر غیر پر رونق
وہ جس مکان سے چلین ساتہہ وہ مکان چلے

وہ نہین وقت خواب کیا کیجے
دل کو ہی اضطراب کیا کیجے

ہین وہ محو عتاب کیا کیجے
ترک عرض حجاب کیا کیجے

ہے وہ مغرور حال کیا کہئے
ہی وہ مست شراب کیا کیجے

جملہ نخوت ہین بے دہن تو نہین
نہین دیتے جواب کیا کیجے

ہائی ظرف از نا ملا ساقی
نہین ملتی شراب کیا کیجے

یوں نہین پردہ مین ہی جہان تاب　　ہو کے اب بی حجاب کیا کیجے

جب تمنا ہی اُٹھہ گئی دل سے　　پھر سوال و جواب کیا کیجے

سربسر شورش اب بہی ہم ہین مُلے　　نہین عہدِ شباب کیا کیجے

اک نشہ تہا کہ تہے نہ آپ مین ہم　　یادِ جوشِ شباب کیا کیجے

شیوۂ مہر سے جو مست جائیے　　کہئے اُس پر عتاب کیا کیجے

ہم ہین پہلے ہی خانماں برباد　　اور خوار و خراب کیا کیجے

وہان تذبذب ہی آمد آمد مین　　اور یہان اضطراب کیا کیجے

ایکدم کی ہے راہ ملکِ عدم　　چلئے اب پا تراب کیا کیجے

ہمسے وہ پہر گئے جہان سے ہم　　ہی عجیب انقلاب کیا کیجے

رو دیئے کہو دیئے عدو کی بات　　اور چشم پر آب کیا کیجے

غیر سے اُن کو ربط کیا کہئے　　ہم سے اور اجتناب کیا کیجے

دل پہ جو داغ اپنے ہین سو ہین
رونق اُنکا حساب کیا کیجے

آپکو اندازِ معشوقانہ ایسا چاہیے　　ناز سے خود بول اُٹھو جانانہ ایسا چاہیے

چشمہ سارِ فیض ہو میخانہ ایسا چاہیے　　نوش بخش خلق ہو پیمانہ ایسا چاہیے

عقل سے بیگانہ ہو فرزانہ ایسا چاہیے　　عشق مین ہشیار ہو دیوانہ ایسا چاہیے

باریاب ہو دل نہو بیگانہ ایسا چاہیے　　یار و وحشت و وسعت ہی کاشانہ ایسا چاہیے

اُسکے جلوہ سے چمک اُٹہا مرا ظلمت کدہ　　مجھہ سے وحشی کا چراغِ خانہ ایسا چاہیے

دل کے سودے سے ہو کچھہ پہلے نگاہِ التفات　　ہو بہا بی بہا بیعانہ ایسا چاہیے

تند خو ہین سنکے ہون سرگرم قتلِ کا مجو | شوق کا اظہار بیباکانہ ایسا چاہیے
ہم محیط اشام ہین ساقی ہماری واسطے | ظرفِ دریا بار ہو پیمانہ ایسا چاہیے
جملہ مژگان ہو گئے محو دید ہون انتظار شوق | طرہ کیسا دستان ہی شانہ ایسا چاہیے
اپنی آہ شعلہ کش پر مار سی خود ہون نثار | شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
یاد چشم و گردن ساقی مین ہون خشت طراز | شیشہ ایسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے
بھاگ کر اپنی سے میخانہ مین جا کر پڑ رہے | مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
عشق میرا حسن تیرا دیکھکر کہتی ہی خلق | عاشق ایسا چاہیے جانانہ ایسا چاہیے
کیا ہو کیسا اثر ہوا اور کیسا جذبِ دل | خود وہ دوڑی آئین بیتابانہ ایسا چاہیے
جوشمین آے خم و ساقی بر ناب رکہ کش | وقت مستی نالہ مستانہ ایسا چاہیے
سنکے اونکا جی بہر آیا چشم عاشق کیطرح | قصۂ غم ہی فسون افسانہ ایسا چاہیے
کوئی عالم ہو رفیق جان و دل ہی دردِ عشق | ہی تو بیگانہ مگر بیگانہ ایسا چاہیے
کسقدر خوشخوش ہین وہ سنکر بیان شکِ غیر | ہائی کیا افسانہ ہی افسانہ ایسا چاہیے
صلح کل سی دل مرا ہی مرجعِ ایمان و کفر | کعبہ ایسا چاہیے بتخانہ ایسا چاہیے
چشم ساقی مین وہ رنگ جوشِ مستی تہا ہائے | بادہ ہے کیا جانفزا پیمانہ ایسا چاہیے
تم اور اعدا اکطرف مین تنگ آپ اپنی سی ہون | عاشقون مین کوئی تو دیوانہ ایسا چاہیے
رنگ چشم مست سی معمور ہو چشم طلب | بیخودی سرشار ہو پیمانہ ایسا چاہیے
ہو وفا سے پر صفا دل وہ تجلی گاہ ہو | ہو صفا سے آئینہ کاشانہ ایسا چاہیے
عشق مین ہون جملہ صرفِ سوز و سازِ شوقِ دل | شمع سے ہے برقِ روان پروانہ ایسا چاہیے
جسکی اک گردش مین ہم دونو جہانکو بہولجائین | چشم ساقی سے ملے پیمانہ ایسا چاہیے

شمع پر گر کر جلا معشوق کو رسوا کیا — آتش غم سے جلے پروانہ ایسا چاہیے

ہو نہ و بالا جہان پہٹ جائین اعدا کے جگر — پہیکے می اک نعرۂ مستانہ ایسا چاہیے

قتل گہہ مین سر جہکا دین سب سے پہلے زیر تیغ — ہمکو جوش ہمت مردانہ ایسا چاہیے

پیرہن ہو غرق می صہبا مین خود ہو شو بو — ساز و برگ شرب رندانہ ایسا چاہیے

شام سی جلجائی یہہ وہ رات بہر جلتی رہے — شرم ای سوز دل پروانہ ایسا چاہیے

کون سنتا ہی مگر اپنی بکے جاتا ہون مین — کوئی کیسا ہو مگر دیوانہ ایسا چاہیے

کچہہ پرے ہی حد امکان سی ہی خمستگاہ عشق — جس سے تنگ آجاؤن مین ویرانہ ایسا چاہیے

مین وہ می کش ہون کہ رہتا ہی یہی ساقی خیال — شیشہ ایسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

گڑہی گڑہی دل ہے ای رونق اُنہین کیا دیجیے
نذر کے قابل ہو جو نذرانہ ایسا چاہیے

مری طرف سی کدورت مزاج یار مین ہے — جواب نامہ بہی لکہتا خط غبار مین ہے

پس فنا بہی مرا حال انتشار مین ہے — کہ دل ہے یار مین اور جملہ تن مزار مین ہے

وہ پیچ و تاب مری جان بیقرار مین ہے — کہ مو بمو خم گیسوئی تابدار مین ہے

نہ تاب دلمین نہ کچہہ جان جسم زار مین ہے — کچہہ اور رنگ ہمارا فراق یار مین ہے

خلاف خواہش اغیار کوئی بات نہین — زبان دوست بہی دشمن کے اختیار مین ہے

تری نگاہ مین ہین گردشین زمانہ کی — تپش جہانکی مری جان بیقرار مین ہے

وہ دل کہ جسنے ہمین خاک مین ملا ڈالا — ہمارے ساتہہ ہی فتنہ گر مزار مین ہے

عذاب ہجر سے مرتا ہے مرگ عاشق — یہہ جانتا ہے کہ آسودگی مزار مین ہے

خیال دلمین فغان لب پہ چشم جانب در — ہر ایک عضو ہمارا ہر ایک کار مین ہے

کرشمہ جو یدِ بیضائی موسوی مین تہا
وہ داغ داغِ دلِ محوِ روئی یار مین ہے

نہ آئے خواب مین جو وہ بلبلین آجائے
دلِ وصال طلب کسکے انتظار مین ہے

بہری ہی سینۂ سوزان مین اپنی وہ آتش
کہ برقِ طور نہان جسکے ہر شرار مین ہے

برنگِ بو دل عاشق سے حسرتین نکلین
کہ ایک چشمۂ خون چشمِ اشکبار مین ہے

جفائی عام مبارک کہ ہر ہوس پیشہ
شریک زمرۂ عشاق جان نثار مین ہے

ترنگ ساقیٔ میکش کو عاشقون کو امنگ
بہار بادہ کشی موسمِ بہار مین ہے

کہو کہ سینۂ عاشق مین اب بہرا کیا ہے
کہ پارہ پارۂ دل چشمِ اشکبار مین ہے

حیا و شرم سی مژگان تک آ نہین سکتی
نگاہِ شوخ بہی محصور کس حصار مین ہے

یہہ گل کہلائی ہین پائی فگار وحشی نے
نمودِ رنگِ گل و لالہ خار خار مین ہے

الگ سلوک سے پہلے بہی کچہہ نہ تہا رونق
اور اب جو حلقۂ یارانِ بادہ خوار مین ہے

مذاقِ عشق مین وصلِ خزان بہار مین ہے
نشاطِ عشرتِ گلزار خار زار مین ہے

بہار ہی کوئی کب اپنے اختیار مین ہے
عنانِ توبہ کفِ بادۂ بہار مین ہے

چمن ہے ابر ہے مے ہے مگر نہین ساقی
ہمین تو فصلِ خزان موسمِ بہار مین ہے

نگہہ یہ زعم ہے نازش ہے جنبشِ لب پر
کہ مرگ و زیست مری انکی اختیار مین ہے

پسِ فنا ہے پڑا بیقرار غمِ سرِ خویش
ظہورِ عالمِ حیرت عجب مزار مین ہے

مجہے فضائی وسیعِ خیال ہی وحشت
کہ قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہے

شکستگی مری پیری جنونسی ہی ظاہر
خستگی مری جامہ کے تار تار مین ہے

ہر ایک خار مین الجہا ہے تارِ دامان کا
مری جنون کی نشانی بہی خار خار مین ہے

کدورت اور رکہو مجھہ سی دلمین اور سنو
کہ آئینہ تو ہے لیکن نہان غبار مین ہے

ستم پہ شکوہ سرائی غلط کہ دل کیطرح
مری زبان بہی تمہاری ہی اختیار مین ہے

تمام پیکر شورش دل صبور ہوا
ہنوز عربدہ کیا کچھہ نگاہ یار مین ہے

غلط کہ عاشق از خود رمیدہ ہی سرخوش
کہ پاؤن سلسلۂ دور روزگار مین ہے

کہان گیا دل بیتاب بات کیون کہو تو
بندھا ہوا خم گیسوئی تابدار مین ہے

دل گرفتہ نہ مجبور ہے نکچھہ مختار
بلا گرفتہ سر جبر و اختیار مین ہے

تری نگاہ سے آشوب ہی زمانہ مین
جو ایکدلمین ہی شورش وہی ہزار مین ہے

تری جفا کا گلہ کیجے یا بیان وفا
سخن کا ہوش کسی دل تو انتشار مین ہے

۱۴۴

یہان ہی چین نہین دل کے ہاتھہ سے رونق
کہ حال زیست مین جو تہا وہی مزار مین ہے

یہہ رنگ ابتو ہمارا فراق یار مین ہے
کہ منتظر ہمہ تن چشم انتظار مین ہے

تری مثال کہان کوئی روزگار مین ہے
کہ چیدہ لاکہہ مین ہے منتخب ہزار مین ہے

غضب خمار تری چشم میگسار مین ہے
طلوع نشۂ حسن ادا خمار مین ہے

ابہی سے بزم مین طوفان اٹھائی لوگون نے
ابہی تو اشک مری چشم اشکبار مین ہے

مثال ہین مری تیرہ روزیان مجھکو
سواد شام الم زلف مشکبار مین ہے

رہ رقیب سے چن چن کے دلمین رکہتا ہون
تری مژہ کی خلش بسکہ نوک خار مین ہے

ہوا ہی زندہ جاوید ایک ایک قتیل
اگر کچھہ آب بقا آب تیغ یار مین ہے

دم ازل کو ہی ایک قطرہ پی گیا ہو مے
کہ آج تک دل عاشق اسی خمار مین ہے

لب پر آبلہ تفتہ دل بہم دست طبیب
تپ درون سی حرارت یہہ جسم زار مین ہے

شکستہ دل نہ غضب سے نہ لطف سے خوش ہون
سمجھ لیا کہ تلون مزاج یار مین ہے

لگائین اور پہ وہ تیر اور یہہ صید بنے
اجل گرفتہ دل زار اسی شکار مین ہے

کہا کہ مرتے ہین ہم تم پہ کچھہ سمجھہ لو اسے
سخن دراز حکایت کے اختصار مین ہے

کہو کہ اس اجل ناگہان کو کیا کہیے
کہ گو نہ شرم بھی کچھہ چشم شوخ یار مین ہے

وہی ہے دل کہ رہے جو نیاز بیتابی
وہی نفس ہے کہ مصروف ذکر یار مین ہے

خوشی سے پھول گئے ہاتھہ پاؤن مجنون کے
سنا جو ناقۂ لیلے اسی قطار مین ہے

ہوائی شوق سے گذر استم کیا رونق
وہی ہے مرد کہ دل جسکے اختیار مین ہے

اڑی ہی نکہت گیسو صبا کے چلنے سے
ہوا جنون کی بندھی ہی ہوا کے چلنے سے

یہہ گل کھلے ہین کسی کی ادا کے چلنے سے
کہ شاخ گل ہے لچکتی ہوا کے چلنے سے

شگفتہ دل ہے یہہ اس خوش ادا کی چلنے سے
کہ جیسے غنچہ ہو خندان ہوا کے چلنے سے

کسیکو خاک مین ملنے کی آرزو نہ رہی
پھٹے ہین دل تری دامن اٹھا کے چلنے سے

نگاہ گرم کی اس خستہ جان کو تاب کہان
عرق عرق ہو جو ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے

نگاہ ناز پہ شک تھا جو دل چرانے کا
وہ مٹ گیا تری آنکھین چرا کے چلنے سے

بجھائی داغ جگر کے نفس سے جھونکون نے
چراغ ہو گئے ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے

شہید خنجر الفت سے ہے زندہ جاوید
چراغ طور نہ گل ہو ہوا کے چلنے سے

خدا کو مان کے شوخی مین اب قدم ٹہراؤ
اٹھے نہ حشر کہین اس ادا کے چلنے سے

عدو کے گھر مین لگا ہونسی بچکے جاتے ہو
وگرنہ فائدہ رستہ بچا کے چلنے سے

وداع ہوش و خرد ہی جواب تاب و توان
بنی ہی جان پہ اس مہ لقا کے چلنے سے

تری نگاہ کی گردش سی مست ہون ساقی
نہ دور جام مئی جانفزا کے چلنے سے

پیامبر مجھے آخر جواب دے بیٹھا
بہ تنگ آن کے صبح و مسا کی چلنے سے

نہ جو درست سے وہ کام پاؤن کرتے ہین
قضا کو ناز ہے تیری ادا کی چلنے سے

قدم قدم پہ قیامت قدم قدم فتنے
خدا بچائے تری اس ادا کی چلنے سے

کہین نقاب سے پردی مین چاند چھپتے ہین
چھپے نہ خلق مین وہ مونہہ چھپا کے چلنے سی

یہہ خوش ہوئی ہین کہ پہولی نہین سماتے ہین
ذرا سے ساتہہ ہم اس بیوفا کی چلنے سے

غضب کے باد بہاری نے گل کہلائی ہین
پھٹے ہین لاکہہ گریبان ہوا کے چلنے سے

دھرا ہی سر پہ گرانبار معصیت رونق
کہلا ہمین تری گردن جہکا کی چلنے سے

ہماری آہ سوئے چرخ جب بلند ہوئی
یہہ جان لو کہ دعا کی لئے کمند ہوئی

فروغ حسن محبت سی ہے زمانہ مین
ہماری چاہ سے شہرت تری دوچند ہوئی

متاع دل کی خریدار ہے نگاہ ناز
ہزار شکر کہ یہہ جنس وہان پسند ہوئی

شب وصال اوہر روح کر گئی پرواز
صدائی بانگ موذن اودہر بلند ہوئی

پہنسے پڑی ہین دل خلق حلقہ حلقہ مین
ہوئی نہ زلف تمہاری کوئی کمند ہوئی

ترا وہ آن کے جانا ہی ہجر سی بدتر
دوا سے اور بہی کچہہ جان دردمند ہوئی

ہین اپنے حال زبون کے بیان کے صدقے
کہ انکو رات کہانی مری پسند ہوئی

مری بلا سے ہین تمکو چار چاند سے لگے
کہ دلمین خلق کے الفت چہار چند ہوئی

تم ایسے ہو کہ کہین خود بخود چلے آؤ
مگر عنان کشش دل شوق کی کمند ہوئی

شکستگی کے سوا جنس دل کی قیمت کیا
کہ دل سے گر کے خریدار کی پسند ہوئی

مری دعا کا اثر ہے زبان ناصح مین　کہ اپنے دل پہ موثر نہ ایک پند ہوئی

لئے زبان حسرت کے ہجر نے بدلے　مری خوشی مری دلکے لئے گزند ہوئی

وہ ترک بعد فنا بہی ہوا نہ ہمسے صاف　ہماری خاک بہی وقف سم سمند ہوئی

رہا وصال مین بہی ہجر یار کا کہٹکا　تمام رات ہماری نہ آنکہہ بند ہوئی

اُٹھے جو خواب سے خواب عدم مین جا سوئے　کہلی ہے آنکہہ تو کب جبکہ آنکہہ بند ہوئی

ہوا ہے چرخ پہ اک شور الامان پیدا　صدائی نالۂ دل جب ذرا بلند ہوئی

وصال یار کجا موت کی تمنا ہے　دوا تو کیا کہ دعا بہی نہ سودمند ہوئی

وہ پوچہنے کو مری حال زار کے بہی ہی　جب آئے ہین کہ مری جب زبان بند ہوئی

ملی فضائی جہان مین نہ جائے بہر چمن
زمین شعر ہی رونق ہمین پسند ہوئی

تمنے ہم سے آشنائی چہوڑ دی　کس برائی سے بہلائی چہوڑ دی

ہم ہی سے کیا آشنائی چہوڑ دی　وان خودی سے خود نمائی چہوڑ دی

مجہپہ برسایا ہے باران بلا　اور تو ساری خدائی چہوڑ دی

دیکہکر کشتی مری طوفان زدہ　ناخدا نے ناخدائی چہوڑ دی

تم نے تو تنہا مجہے چہوڑا مگر　ہمنے بہی ساری خدائی چہوڑ دی

اب خدا کی سمت ہے روئی نیاز　ان بتون سے آشنائی چہوڑ دی

کیا خبر ہو انکو میرے درد کی　آہ نے بہی اب رسائی چہوڑ دی

کیون نہ ٹہوکرین کہاتے پہرین　جب مقدر آزمائی چہوڑ دی

کسن غضب کی لب پہ آئی ہے بہار　زاہدون نے پارسائی چہوڑ دی

کون کہتا ہے غلط ہی اور غلط
بیوفا نے بیوفائی چھوڑ دی

سب ہمارے کام سیدھے ہو گئے
آپ نے جب کج ادائی چھوڑ دی

قدر جب سمجھی مری اُس شوخ نے
صلح کی مجھ سے لڑائی چھوڑ دی

کوڑیون کے مول دل بکنے لگے
آپ نے جب دلربائی چھوڑ دی

دل کو چھوڑا سینے تو اچھا کیا
آپ نے جب دلربائی چھوڑ دی

جان بہی جائے تو وہان جائین نہ ہم
چھوڑ دی جب آشنائی چھوڑ دی

صومعہ مین جا کے اب کچھ خاک اُڑائین
بتکدہ مین جبہہ سائی چھوڑ دی

حضرتِ رونق حرم کو کیون گئے
کیا بتون سے آشنائی چھوڑ دی

ہی جو سرشار کیا ارادہ ہے
مستِ پندار کیا ارادہ ہے

ہون گرانبار کیا ارادہ ہے
لاؤ تلوار کیا ارادہ ہے

ہم ہین ہشیار کیا ارادہ ہے
نگہہ یار کیا ارادہ ہے

گھر کی دیوار و در سے تنگ ہوئین
دیدۂ زار کیا ارادہ ہے

رحمتِ خاص کے بھروسے پر
ہون سیہ کار کیا ارادہ ہے

کشتۂ چشم مست ہی اک خلق
ای لبِ یار کیا ارادہ ہے

عزم سیرِ چمن ہے برق چمن
رشکِ گلزار کیا ارادہ ہے

نہین آتے وہ اور نہین آتے
نالۂ زار کیا ارادہ ہے

سرِ عاشق پہ یہہ ہجوم بلا
اے شبِ تار کیا ارادہ ہے

قتل عاشق ہے ماتم عالم
او ستمگار کیا ارادہ ہے

کون کہتا ہے غلط ہی اور غلط
بیوفا نے بیوفائی چہوڑدی

سب ہمارے کام سیدہی ہوگئے
آپنے جب کج ادائی چہوڑدی

قدر جب سمجہی مری اُس شوخ نے
صلح کی مجہہ سے لڑائی چہوڑدی

کوڑیون کے مول دل بکنے لگے
آپنے جب دلربائی چہوڑدی

دل کو چہوڑا سینے تو اچہا کیا
آپ نے جب دلربائی چہوڑدی

جان بہی جائے تو وان جائین نہ ہم
چہوڑدی جب آشنائی چہوڑدی

صومعہ مین جا کے اب کچہہ خاک اُڑائین
بتکدہ مین جبہہ سائی چہوڑدی

حضرتِ رونق حرم کو کیون گئے
کیا بتون سے آشنائی چہوڑدی

ہی جو سرشار کیا اِرادہ ہے
مستِ پندار کیا اِرادہ ہے

ہون گرانبار کیا ارادہ ہے
لاؤ تلوار کیا اِرادہ ہے

ہم ہین ہشیار کیا ارادہ ہے
نگہہ یار کیا اِرادہ ہے

گہر کی دیوار و در سے تنگ ہون مین
دیدۂ زار کیا ارادہ ہے

رحمتِ خاص کے بہروسے پر
ہون سیہ کار کیا اِرادہ ہے

کشتۂ چشم مست ہی اک خلق
ای لبِ یار کیا ارادہ ہے

عزم سیرِ چمن ہے برق چمن
رشکِ گلزار کیا ارادہ ہے

نہین آتے وہ اور نہین آتے
نالۂ زار کیا ارادہ ہے

سرِ عاشق پہ یہہ ہجوم بلا
اے شبِ تار کیا ارادہ ہے

قتل عاشق ہے ماتمِ عالم
او ستمگار کیا اِرادہ ہے

سبکو چشمک بہم کر کچھہ ہے — اس نظر سے نظر نظر کچھہ ہے

بہرِ عاشق ہے بے گمان جو برق — وہ نگہہ اُنکی غیر پر کچھہ ہے

محشرستان ہی گوشہ گوشۂ بزم — فتنہ انگیزئ نظر کچھہ ہے

سر کے بل اُسطرف کو چلتا ہون — قدمِ عشق بیشتر کچھہ ہے

بیخبر ہے وہ ہر دو عالم سے — جسکو اُس شوخ کی خبر کچھہ ہے

بنے آماجگاہِ تیرِ نگاہ — جب تو جانین کہ ہان جگر کچھہ ہے

دیکھنا ایک دن وہ آئین گے — گرمی آہ مین اثر کچھہ ہے

یہان کوئی ماجرا شریک نہین — ہی اگر کچھہ تو چشم تر کچھہ ہے

دلِ دشمن ہے یا ہماری جان — تیری مٹھی مین فتنہ گر کچھہ ہے

ابہی ملجائین وہ اگر آ کر — گریہ کچھہ ہے نہ دردِ سر کچھہ ہے

مٹ گیا قصہ مر گیا عاشق — ہو مبارک تمہین خبر کچھہ ہے

میرے پہلو مین دل نہین میرا — کچھہ کہو تمکو بہی خبر کچھہ ہے

جستجو ہی وہین وہین ہے نظر — جلوہ ریزی جدہر جدہر کچھہ ہے

ہی تماشہ بقدرِ ذوقِ نگاہ — دیکھتا ہون جدہر ادہر کچھہ ہے

اک نہ ملنے کے سب بہانے ہین — مست کچھہ ہے نہ بیخبر کچھہ ہے

شکوۂ غیر اور مرے آگے — خیر ای غیرت قمر کچھہ ہے

وہان تغافل ہے اضطراب یہان — تو اُدہر کچھہ ہی اور ادہر کچھہ ہے

چارہ جو ہون وہ غیر سے یعنے — کیون کہون آہ مین اثر کچھہ ہے

بوالہوس پہوڑتے ہین سر اپنا — سچ ہے اُسکا ہی سنگ در کچھہ ہے

لن ترانی دم طلب کس سے — مین طلبگار ہون نظر کچھ ہے
کیا نظر ہے نظر لگے نہ کہین — تمکو تا کا غضب نظر کچھ ہے
عشق اور عشق مین کچھ اور رہو نہین — سحر اور سحر کا اثر کچھ ہے
حال عاشق سے اور یہہ بیخبری — جذب گستاخ کی خبر کچھ ہے
بی پری نے اڑا رکھا ہے مجھے — کسکو پروائی بال و پر کچھ ہے
چشم عاشق مین روز حشر سہی — شب فرقت دراز تر کچھ ہے
کہہ چکا مین طویل ہے روداد — سن چکے آپ مختصر کچھ ہے
مین کہے جاؤن تم سنے جاؤ — قصہ اپنا دراز تر کچھ ہے
وعدہ کچھ ہے وفا کرین معلوم — جی مین کچھ ہے زبان پر کچھ ہے
مرمٹا ہے یہین کوئی پامال — دیکھنا نقش سنگ در کچھ ہے
مدعا کچھ ہے اب دعا کچھ ہو — کر دعا کچھ ہے اور اثر کچھ ہے
نہ سنو تم کہ داستان ہجر مری — مین کہونگا کہ مختصر کچھ ہے
بی حلاوت نہین کلام رقیب — ہمکلام آپ سے مگر کچھ ہے
نوش جان عدو ہے تلخی مرگ — لب مین کیفیت شکر کچھ ہے
زہر دشنام مین ملا سب نوش — لب نوشین مین بہی اثر کچھ ہے
ناہی تم دشنہ آزما ہوئے — غیر اور دعوئی جگر کچھ ہے
تمکو دیکھا ہے اب کسی دیکھین — اپنی آنکھون مین جلوہ گر کچھ ہی
جلوہ ہے مفت عام ہے دیدا — تاب نظارگی اگر کچھ ہے
یہان کہان سے نظر مین لائین نظر — اسکے جلوہ مین جلوہ گر کچھ ہے

راز کہلتا ہے کیون حجاب کیا
سو نہہ چہپانے سی جلوہ گر کچہہ ہے

طعنۂ بے خودی کسی پر کیون
تمکو آپ کی بہی خبر کچہہ ہے

حسن اور حسن بہی ترقی پر
جلوہ پردی مین پردہ در کچہہ ہے

یہہ بلا ہے کسی کسیکی نظر
تم نہ جانا کہ بام پر کچہہ ہے

آہ سوزان پہنچگئی شاید
شور سا آج چرخ پر کچہہ ہے

جان ایک اک کو ہے تو ذکر انکا
دلمین کچہہ ہے زبان پر کچہہ ہے

عزم سوئے عدم توہی رونق
توشۂ راہ بہی مگر کچہہ ہے

چشم تر سی ہو مقابل تاب کیا برسات کی
آبرو اسنے گہٹائی بارہا برسات کی

جہوم کر آئی ہی کیا کالی گہٹا برسات کی
دیدۂ تر مین سمائی ہی ہوا برسات کی

ہی حقیقت روبروئی گریہ کیا برسات کی
ابتدائی چشم تر ہی انتہا برسات کی

سردی وگرمی تو گذرین انتظار وصلمین
صاف اب فرمائی مرضی ہی کیا برسات کی

ابر غم باران گریہ برق آہ آتشین
ہی ہماری گہر مین کیفیت سدا برسات کی

قطرہ قطرہ ریزہ الماس ہی دل کیلئے
ہجر مین صورت نہ دیکہون یا خدا برسات کی

دیدۂ تر نے مری سرسبز جنگل کر دئے
کشت پر دہقان کی اب حاجت ہی کیا برسات کی

ابر ہو باران ہو صہبا ہو چمن ہو یار ہو
ایفلک اس رنگ سے صورت دکہا برسات کی

ہان دکہادی رنگ اپنا تو بہی آج ای چشم تر
دیکہتا ہے سیر وہ گلگون قبا برسات کی

دیدۂ گریان رونق سے مقابل کیون ہوئے
آبرو رکہے زمانے مین خدا برسات کی

ہی طلوع صبح عاشق کی فغان کا وقت ہے
ہان یہی ہنگام شورش ہی اذان کا وقت ہے

فصل گل آخر ہوئی اور اب خزان کا وقت ہے
پھر ہی بلبل بنای آشیان کا وقت ہے

ہین وہ بیخواب او جہیڑین ذکر بحث خفتہ کا
نیند ابہی آجائیگی یہہ داستان کا وقت ہے

اپنی اپنے وقت ہین گاہی چنین گاہے چنان
تہا ہمارا بہی کبہی اب آسمان کا وقت ہی

وہ نگاہین پڑرہی ہین دلپہ اپنی پے بہ پے
خنجر و شمشیر و پیکان و سنان کا وقت ہی

دوپہر کو دہوپ ہین اعدا کے گہر جاتے ہو روز
آپنے ایجان نکالا یہہ کہان کا وقت ہی

لوگ کہتے ہین کہ ہی وقتِ معین موت کا
وہ نگہہ پڑجائی دلپر پہر کہانکا وقت ہی

ہی سرِ عاشق تہ تیغ اور زبان صرفِ سپاس
عشق اسے کہتے ہین یہ ہی امتحانکا وقت ہی

بستر راحت پہ سوتے ہین وہ خوابِ ناز سے
ایدلِ نالان یہی تیری فغانکا وقت ہے

صاف مقتل سی نکلجاتے ہین جو ہین بوالہوس
جب سمجہتے ہین کہ ہان اب امتحانکا وقت ہے

بعد ترک عشق بہی ہمکو نہ کچہہ راحت ملی
جب تمہارا وقت کا اب آسمانکا وقت ہی

لیلی و عذرا و شیرین کا زمانہ ہو چکا
وہ ہی وہ ہی اب اُنہی جان جہانکا وقت ہے

ابر نیسانی کی شہرت ہو گی اپنے وقت پر
اب ہماری دیدۂ گوہر فشان کا وقت ہے

عہد مین اب آپکے ہوتا ہی یہ کچہہ کشت و خون
آدمی کہتے ہین اب چنگیز خانکا وقت ہے

میکشو کعبہ سے آیا اُٹھہ کے ابرِ نو بہار
گردشِ جامِ شرابِ ارغوان کا وقت ہی

ذکر بزم غیر چہوڑو وصل کی باتین کرو
وہ وہان کا وقت تہا دریہہ یہانکا وقت ہے

شمع محفل وہ ہین او پروانہ اہل انجمن
اب ظہور نالۂ آتش فشان کا وقت ہی

قیس اور فرہاد و وامق کا زمانہ تہا کبہی
اب جہانمین رونقِ بے خانمانکا وقت ہی

دلمین اُسنے مکان بنایا ہی
دیکھنا گھر کہان بنایا ہے

تمنے کیا آستان بنایا ہے
سجده گاه جہان بنایا ہی

اُسکے جلوه نے بزم کو اُسکی
محشرستان جان بنایا ہے

جور سہلون که داد لون اُس سے
جسنے یہه آسمان بنایا ہی

رشک یہه ہے که یار نے اُسکی
غیر کا دل مکان بنایا ہے

ضبط راز اور یہه مضطرب دل واه
ہمنے کیا رازدان بنایا ہے

آسمان نے گرائی ہے بجلی
ہمنے جب آشیان بنایا ہی

ہی ستم سا ستم که اُس بت نے
غیر کو رازدان بنایا ہے

عشق کے بہی معاملے ہین غضب
سود میرا زیان بنایا ہے

کیا کہین اُسکی بے دہانی کو
ہمکو بہی بے زبان بنایا ہے

آپ کے روز و شب کے رہنے کو
دلمین ہمنے مکان بنایا ہے

سایه پرورد بیکسی کے لئے
آسمان سائبان بنایا ہے

داغ اچہے دئے که دلکو مری
چمنِ بے خزان بنایا ہے

ہے غضب دود آه عاشق بہی
اک نیا آسمان بنایا ہے

حسن ہے قابلِ جہان که تمہین
جان جانِ جہان بنایا ہے

ای ہمہربان مقدر کے
آپ کو مہربان بنایا ہے

جلوه انجم فشان ہی وقت خرام
راه کو کہکشان بنایا ہے

مٹنے والون کو کیا نشان سے غرض
کیون لحد کا نشان بنایا ہی

جاؤن خود رفتگی سی بہی نه جہان
آپ نے وہان مکان بنایا ہے

چار دن کو چمن ہین ای بلبل | تو نے کیون آشیان بنایا ہی

کوچہ اُس رشکِ حور کا **رونق**
حق نے باغ جنان بنایا ہے

قتل کر ڈالو مجھے تلوار سے | فائدہ کیا روز کی تکرار سے
آئینہ رخسار کہتے ہین غلط | آئینے ہین آپ کے رخسار سے
ہو گئے جب ایک دونو کفر و دین | کام کیا پھر سبحہ و زنار سے
ہای وہ انکار ساتہہ اک شرم کے | مجھکو ہے بہتر تری اقرار سے
جس مکان ہین وہ نہون وہان کیا کرین | سر کو پہوڑین کیا در و دیوار سی
جبین سے کچھہ خاک اُڑائین عشق مین | کیا کرین بیٹھے ہوئے بیکار سی
ہی یہہ کسکا ذکر رنگین عندلیب | پہول جہڑتے ہین تری منقار سی
دیکھکر جوشِ سرشکِ چشمِ تر | خوف آتا ہے در و دیوار سے
دیدۂ گریان کو میرے دیکھنا | جا لڑا ہے ابر دریا بار سے
ہای اُنکا ناز سے ہونا خفا | اور وہ پھر دیکھہ لینا پیار سی
کیا سنیگا حالِ دل وہ بیوفا | جسکو نفرت ہے مری اشعار سی
قطرۂ اشک ندامت ایک ہی | ہے زیادہ لاکھہ استغفار سے
سنکے میری نغمے مرغانِ چمن | نوچتے ہین بال و پر منقار سے

۴۵۱

حضرت **رونق** کہو کیا حال ہے
تم تو آتے ہو نظر بیمار سے

تعلق ہے کسے زلفِ دوتا سی | بلا ہے دل کہ الجھا ہے بلا سے

وہ اور چپ ہین کچھ شرم و حیا سے | کوئی اب کیا ہو فریادی خدا سے
سوا اسکے کہ چھپتے ہو حیا سے | تمہاری ہاتھ کیا آیا جفا سے
اٹھائین ہاتھ کیون جور و جفا سے | ہم اور شکوہ کرین انکا خدا سے
جفا کچھ دلنشین تر ہی وفا سی | مجھے مطلب ہے تسلیم و رضا سے
لپٹ کر یون چلے اس نقش پا سے | الجھکر جی سے لڑتا ہون ہوا سے
کوئی مٹجائے مرجائے بلا سے | وہ دیر تک آئین کیون مجھ دلتبرا سے
کھلا عقدہ نہ کھلنے کی ادا سے | بندھے ہین دل بہت بند قبا سے
جما ہے کچھ یہہ رنگ خون عاشق | کہ ہین وہ دستکش رنگ حنا سے
وہ کچھ ہین جو پڑی اس راہ مین ہین | ملا کرتی ہین آنکھین نقش پا سے
امید اب صبر و خاموشی سی رکھئے | کہ ہین مایوس تاثیر دعا سے
ہوا ہے جلوہ شوق دید کچھ اور | ہمارا درد بڑھتا ہے دوا سے
مراد آئی کہ وہ تیر افگن آیا | یہی کچھ چاہتے تھے ہم خدا سے
غضب ہی خرمن خوشوقتی غیر | جلا دین برق آہ شعلہ زا سے
گران ہے خاک زار الفت دوست | ہوا آئے تو اڑ جائے ہوا سے
وہ سر کاٹین ہمارا کام ہو جائے | دعا سے یا کسیکی بد دعا سے
کہا کیا سنکے میرا درد دیئے | دوبارہ پھر کہو تم ابتدا سے
اٹھا لین ہاتھ وہ عشق عدو سے | محال اور چاہتے ہین ہم خدا سے
دعا کو بد دعا ہم جانتے ہین | یہہ کچھ دیکھا ہے روز بد دعا سے
نپوچھو کچھ ہمارے دلکی حسرت | مگر ہان دیکھہ لو تم اک ادا سے

وہ اور چپ چپ ہین کچھہ شرم و حیا سے
کوئی اب کیا ہو فریادی خدا سے

سوا اسکے کہ چھپتے ہو حیا سے
تمہاری ہاتھہ کیا آیا جفا سے

اُٹھائین ہاتھہ کیون جور و جفا سے
ہم اور شکوہ کرین اُنکا خدا سے

جفا کچھہ دلنشین تر ہی وفا سی
مجھے مطلب ہے تسلیم و رضا سے

لپٹ کر یون چلے اُس نقش پا سے
الجھکر جی سے لڑتا ہون ہوا سے

کوئی مٹجائے مرجائے بلا سے
وہ در تک آئین کیون مج ولتسرا سے

کہلا عقدہ نہ کہلنے کی ادا سے
بندہے ہین دل بہت بندِ قبا سے

جما ہے کچھہ یہہ رنگِ خون عاشق
کہ ہین وہ دستکش رنگِ حنا سے

وہ کچھہ ہین جو پڑی اُس راہ مین ہین
ملا کرتی ہین آنکھین نقش پا سے

امید اب صبر و خاموشی سی رکہئے
کہ ہین مایوس تاثیرِ دعا سے

ہوا ہے جلوہ شوق دید کچھہ اور
ہمارا درد بڑھتا ہے دوا سے

مراد آئی کہ وہ تیر افگن آیا
یہی کچھہ چاہتے تہے ہم خدا سے

غضب ہی خرمن خوشوقتی غیر
جلا دین برقِ آہِ شعلہ زا سے

گران ہے خاک زار الفتِ دوست
ہوا آئے تو اُڑ جائے ہوا سے

وہ سر کاٹین ہمارا کام ہو جائے
دعا ہے یا کسیکی بد دعا سے

کہا کیا سنکے میرا درد سینے
دوبارہ پھر کہو تم ابتدا سے

اُٹھا لین ہاتھہ وہ عشق عدو سے
محال اور چاہتے ہین ہم خدا سے

دعا کو بد دعا ہم جانتے ہین
یہہ کچھہ دیکھا ہے روز بد دعا سے

نپوچھو کچھہ ہمارے دلکی حسرت
مگر ہان دیکھہ لو تم اک ادا سے

سر پھوڑتے پھروگے ہر گام پہ تو رونق
چھوڑوگے کسکے گھر کی دیوار چلتے چلتے

جان نثارونکو جو اک ذوق نظر ہوتا ہے
یہی تو درد دل و درد جگر ہوتا ہے

مجلس افروز جو وہ رشک قمر ہوتا ہے
اور کچھہ حال دل اہل نظر ہوتا ہے

جو نہ ہم دیکھہ سکین پیش نظر ہوتا ہے
خجلت آلودہ نگاہون مین اثر ہوتا ہے

ٹکڑے آواز سے ظالم کے جگر ہوتا ہے
کیا شب وصل غضب مرغ سحر ہوتا ہے

سہل عشاق کو ہستی سے سفر ہوتا ہے
رہبر ملک عدم فکر کمر ہوتا ہے

لاکھہ تڑپون کہین کچھہ لطف ادہر ہوتا ہے
وو یہی ہوتا ہے کہ وہان نظر ہوتا ہے

مین اور انواع تحمل کی دعائین ہر دم
بسکہ پھر نالہ باندازِ دگر ہوتا ہے

شب رہِ مرحلۂ شوق بھی ہتا ہی کبھی
اک درازِ مزمۂ مرغ سحر ہوتا ہے

ہو دم منتظری شام پاڑتی دشوار
ہمکو ایک ایکدم ایک ایک پہر ہوتا ہے

اک اشارہ پہ ہم اور غیر ہین سرگرم جدال
دیکھیے وہ ستم ایجاد کدہر ہوتا ہے

منتظر جان بلب اور صرفہ نگہہ مین یہ کچھہ
کہین ایسا ستم ایشوخ نظر ہوتا ہے

نالہ ہر چند بدآموز ہے لیکن اسکا
کہین اس منزل دلمین بھی گذر ہوتا ہے

کیا پتہ کس سے حسینونکی نظر ملتی ہے
کہ نگہہ کا دل عشاق مین گھر ہوتا ہے

کیون عبث صبح کی امید مین مرتا ہے کوئی
شب غم مین بھی کہین رنگ سحر ہوتا ہے

بیخودانہ غضب اس راہ مین ہم چلتے ہین
پانون رکھتے ہین کدہر دہیان کدہر ہوتا ہے

غم سے گھٹ گھٹ کے یہہ ہوتا ہے کہ بنتا ہے ہلال
کیا مقابل تری عارض کے قمر ہوتا ہے

مرگیا پھوڑ کے سر کوہکن اور کچھہ نہوا
جان دینے مین بھی اک رنگ ہنر ہوتا ہے

سچ ہی اور سچ کہ حسین جملہ وفا دشمن ہین
جھوٹ اور جھوٹ کہ الفتمین اثر ہوتا ہی

بوالہوس سے تو ہو تم دشمن عاشق تم ہو
مگر اُلٹا ہی محبت مین اثر ہوتا ہے

اپنے عالم کے لئے کوئی بنا لینگے فلک
جمع سینہ مین ابہی دو دو جگر ہوتا ہے

ہو نہو گریہ فزا ہے خبر مرگ رقیب
دامن اشکو نسیم ہا ان کیا یونہین تر ہوتا ہے

ناز اُنکو کہ اُدہر نقش وفا ہی بی سود
ہمکو دعوی کہ محبت مین اثر ہوتا ہی

حشر ہی حشر کچھہ انجام شب وصل نہ پوچھہ
چاک دل مثل گریبان سحر ہوتا ہے

دلمین ارمان نہین ہٹتا اُنہین جب دیکھہ لیا
اور جو ہوتا بہی ہی تو وقف نظر ہوتا ہی

دیکھہ پائے ہین مری شک کبہی صبح وداع
چاک کیون روز گریبان سحر ہوتا ہے

دلمین آجاؤ رہ چشم سی چہپکر کہ یہان
کب تصور کو بہی اسی یار گذر ہوتا ہے

عشق اور کچھہ اثر اُسکا نہ کہین ہو تو یہہ
ظاہرا کچھہ نہین ہوتا ہے مگر ہوتا ہی

کیا فقط دل ہی کے جانے پہ بلا ہی ٹلتی
جان کا بہی تو محبت مین ضرر ہوتا ہے

ہم بہی دل کہول کے روئی ہین شب فرقت مین
ایک دو اشک سے دامن کہین تر ہوتا ہی

نگہہ عربدہ پرواز مٹاتی ہے کسے
یار کسکا فلک شعبدہ گر ہوتا ہے

پہر سمجہہ جاؤ تو اچھا ہی کہ بہی وہ یہ فغان
جسکے صدمے سی جہان زیر و زبر ہوتا ہے

جو گیا یہان سی وہان پہر نہ وہ آیا رونق
کیا برا ملک عدم کا بہی سفر ہوتا ہے

## سلام

۴۵۷

مجرئی جب قتل شاہ دو جہان ہونے لگے
درہم و برہم زمین آسمان ہونے لگے

جب سفر کو مہر سان حضرت روان ہونے لگے
خاک کے ذرے بھی نجوم آسمان ہونے لگے

سامنے شہ کے کھلا راز دلِ اہلِ نفاق
جتنے کینے دلمین تھے پنہان عیان ہونے لگے

حضرتِ شبیر کے غم مین یہہ کچھہ روئی زمین
کربلا مین خون کے چشمے روان ہونے لگے

جوش زن کما کیا ہوا بحر شجاعت شاہ کا
جب نمایان فوج اعدا کے نشان ہونے لگے

دیکھکر کوفہ مین نیزے پر سرِ ابن علی
دوست محزون اور دشمن شادمان ہونے لگے

خلد مین بیتاب سی بیتاب تھین بنت نبی
پیاس کے صدمہ سے جب شہ نیمجان ہونے لگے

کیا حقیقت ہے ہماری اور ہم کیا مال ہین
حضرتِ شبیر کے جب امتحان ہونے لگے

بولتے تھے جس چمن مین بلبلانِ مصطفےٰ
اسجگہہ زاغ و زغن کے آشیان ہونے لگے

حلق پر خنجر پھرا جب سید مظلوم کے
دیکھکر گریان زمین و آسمان ہونے لگے

حاکم کوفہ سے رکھین دلمین جو امیدِ زر
وہ شہ مظلوم کے کب رازدان ہونے لگے

ہے غضب ذکر عزاے بادہ زہرا دل شگاف
ٹکڑے ٹکڑے سنکے دل مثل کتان ہونے لگے

دل مین جسنے غم رکھا سبطِ رسول اللہ کا
رونق اُسپر منکشف راز نہان ہونے لگے

ای سلامی عرش سے بڑھکر ہے شان کربلا
مصطفےٰ کے بنت دل ہین درمیان کربلا

ای سلامی ہو سکے کس سے بیان کربلا
وہ کہے جو سنگدل ہو داستانِ کربلا

جاتے ہین ہر اک طرف سے زائران کربلا
جائینگے جنت کو سیدھے رہروان کربلا

قتل ہون یون بیگنہ سب کشتگان کربلا
گر پڑا پھٹ کر نہ تو ای آسمان کربلا

خلد سے بھی ہے زیادہ عز و شان کربلا
ہین وہ خوش قسمت ملا جنکو مکان کربلا

کربلا ہے جان اور سب جسم ہے روئی زمین
روضۂ پاک جناب شاہ جان کربلا

حشر مین ایک حشر ہوگا دیکھہ لینا روز حشر
خونچکان جسوقت آئے زخمیان کربلا

ایک سی ساری زمین ہی فرق کچھہ اسمین نہین
بڑھ گئی ہے آپکے مدفن سے شان کربلا

انکی قسمت کی قسم کہائین اگر تو ہے بجا
جیتے جی جنت مین ہین باشندگان کربلا

عشرۂ ماہ محرم مین عبادت ہے یہی
چاہیے ہر ایک کو سننا بیان کربلا

ای فلک بدبخت جائی خوان جو انکے لیئے
فاقہ کش اور تشنہ لب تہی میہمان کربلا

ہوگیا پامال باغ مصطفے افسوس ہے
لٹ گیا یکبار سارا کاروان کربلا

دفن ہین اس خاک مین جو گلبن باغ نبی
ہے بہار خلد سے بڑہکر خزان کربلا

مین انوار سے معمور رہتا ہے مدام
سب جہان سے کچھہ نرالا ہی جہان کربلا

کاتب قدرت نے لکہا تہا یہی تقدیر مین
قتل بے جرم و گنہ ہون بے زبان کربلا

سر جھکایا ہنسکے تسلیم و رضا مین آپنے
جب ہوئے ظاہر شہ دین پر نشان کربلا

قدسیان سنتے ہین جب اسکو تو پڑہتے ہین نماز
عرش پر جاتی ہے آواز اذان کربلا

کربلائی پاک کی تربت کو کیا جانے کوئی
خالق ارض و سما ہے رتبہ دان کربلا

جبہہ سائی روز و شب کیونکر نہ اُس در پر کرین
کعبہ اہل صفا ہے آستان کربلا

پر معاصی ہون کہ ہون معصوم لیکن روز حشر
جائینگے سب خلد مین باشندگان کربلا

روز و شب یہہ ہی دعا ہی رونق دلخستہ کی
یا الہی دفن ہون مین درمیان کربلا

۴۸۶

ذکر سرور مین سلامی دل لگانا چاہیئے
جائی اشک آنکھون سی خون دل بہانا چاہیئے

نام شہ پر ای سلامی گھر لٹانا چاہیئے
مسکن اپنا باغ جنت مین بنانا چاہیئے

عزم ہے اصحاب نے روکا تو حضرت نے کہا
سر کے بل راہ خدا مین ہمکو جانا چاہیئے

جسکو پالا ہو رسول اللہ نے آغوش مین
ای فلک یون خاک مین اُسکو ملانا چاہیے

شاہ فرماتے تہے جی جائی تو جائی غم نہین
راہ تسلیم و رضا مین سر جہکانا چاہیے

مصطفیٰ سجدی مین اور دوشِ مقدس پر حسین
مرتبہ ابن علی کا یہان سی جانا چاہیے

شہ کے غم مین ایک دو آنسو اگر نکلے تو کیا
چشم تر سے اشک کا دریا بہانا چاہیے

یاد کرتے ہین فلک پر قصہ جور یہود
کربلا مین حضرتِ عیسی کو لانا چاہیے

جل رہا ہے خیمۂ شبیر اور پانی نہین
روئی اور رو کے اشکو نسی بجہانا چاہیے

دیکہکر کہتے تہے اعدا حضرتِ عباس کو
ہو سو ہو لیکن انہین قابو مین لانا چاہیے

خاندان مصطفیٰ کے قتل کے دن تہے یہی
آپ رونا چاہیے سبکو رلانا چاہیے

کربلا کی خاک کو کحل الجواہر کی طرح
ای اولی الابصار آنکہون سی لگانا چاہیے

شاہ فرماتے تہے اہل بیت سی رو کر کہ ہم
ظلم اُٹہانے کے لئے ہین ظلم اُٹہانا چاہیے

عشرۂ ماہِ محرم ہی غم شبیر مین
دل لگانا چاہیے آنسو بہانا چاہیے

اعتقاد خاص سی لکہا ہی رونق یہہ سلام
روضۂ شاہِ شہیدان پر سنانا چاہیے

سلام اُسپر کہ ایک عالم مین اسکے قتل کا غم ہی
شہید کربلا کا ذکر ہے اور بزم ماتم ہے

چمن مین بزم غم ہی جو شجر ہے نخل ماتم ہی
جہان ہے درہم و برہم محرم ہی محرم ہی

سلامی کیا قیامت رویتِ ماہِ محرم ہی
کہ گہر گہر حشر کا عالم ہی گہر گہر شور ماتم ہی

سلامی آج کیا دن ہی یہہ کسکا شور ماتم ہے
کہ جس سی ہی پریشان خلق برہم نظم عالم ہے

عزای کعبۂ دین قبلۂ ایمان مین روتا ہون
مرا ہر قطرۂ اشک آبروئی آب زمزم ہے

زمین و آسمان کیونکر نہ روئین خون آنکہون سے
بیان سید مظلوم ہی ماہ محرم ہے

محبت سی غم شبیر جنکے دلمین سا رہی ہے
ہلال عید بہی انکے لئے ماہ محرم ہے

بہت ارکان ایمان مومنون پر فرض ہین لیکن
محبت اہل بیت پاک کی سب پر مقدم ہے

زمین کربلا پر کوئی دیکھے نعش سرور کو
کہ کیا آلودہ خون وخاکمین نور مجسم ہی

محبت پنجتن کی فرض ہے اور جو نہین کہتا
وہ نادان ہی وہ جاہل ہی وہ کافر ہی وہ ظالم ہے

یہہ سب کہتے ہین کچہہ دل ٹوٹتا ہی خیر ہو یارب
کہ عزم شاہ ہی کوفہ کی جانب اور مصمم ہی

گری تہی جس زمین پر نعش پاک سید عالم
زمین اسکو نہ سمجہو سطح عرش معظم ہے

غم شبیر مین گلزار بہی ہی اک عذاب جان
کہ مجکو آتش گل صورت نار جہنم ہے

شرف پایا ہی یہہ کچہہ مشہد شبیر ہونیسے
کہ ہر نخل زمین کربلا اک نخل مریم ہے

غم ابن علی مین روز و شب کچہہ مین پریشان ہون
نہین معلوم اصلا یہہ صفر ہی یا محرم ہے

بجز سیخ و غم شبیر سب کچہہ ہی حرام ہمین
یہی باعث ہے جو نام اس مہینہ کا محرم ہی

پڑی ہین خاک و خون مین سب خیمان کربلا یونہین
کوئی پرسان نہین ہر ہی نہ بخیہ ہی نہ مرہم ہی

پے دنیا کیا ہے ذبح سبط فخر آدم کو
غضب کی تہری آفت کی یہہ اولاد آدم ہے

۴۵۸

کوئی مٹتا ہی لوح دل سے میری یہہ کبہی رونق
کہ دلمین عشق آل پاک نقش اسم اعظم ہی

شہ کو رن مین جو شام ہوتی ہے
صبح روز قیام ہوتی ہے

تیغ شہ بے نیام ہوتی ہے
آج دنیا تمام ہوتی ہے

گریہ واجب ہے شاہ کے غم مین
نار دوزخ حرام ہوتی ہے

آب خورد تو کہان محرم مین
زندگی بہی حرام ہوتی ہی

غم سرور مین آہ بہی اپنی
صبح فرد سلام ہوتی ہی

شاہ ہر دو سرا کے ماتم مین
روح حیدر الانام ہوتی ہی

جو غم شاہ سی ملول نہین
زیست اُسپر حرام ہوتی ہے

حسیہ حمت ہو شاہ کے غم میں
رحمت اُسپر مدام ہوتی ہے

آپ کی ایک نگاہ مین یا شاہ
آبروئی غلام ہوتی ہی

آجکل لب یہ مومنوں کے صدا
یا علی یا امام ہوتی ہی

اہل کین کہہ رہی تہے یہ باہم
جنگ ہو جلد شام ہوتی ہی

شاہِ والا کی پیاس کے قربان
روح ہر تشنہ کام ہوتی ہی

تیغ ست برقِ جاں اعدا تہی
کہین ایسی حسام ہوتی ہے

رونق اس غم مین وہی شاد سرور
شاد روحِ امام ہوتی ہے

## سہرا

### سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عنایت اللہ خان مرحوم ابن اخوان صاحب صاحبزادہ محمد جمال خان صاحب مرحوم

روئی نیکو یہ جو تیری نظر آیا سہرا
ہو کے خوش چرخ نے ناہید گایا سہرا

تاب گرمیٔ نظر کی نہین عارض کو تیری
رخ یہ رکہتا ہی اسیو اسطی سایہ سہرا

عقد پروین نے بہی گرد دیہ بلائین لیلین
تیری رخسار پہ نیکو جو جوش آیا سہرا

الجھین آپسمین کیون شک سے اسکی لڑیان
تجہ سے نوشاہ نی جب سر پہ چڑہایا سہرا

رخ رنگین جو نزاکت سی ترا سرخ ہوا
تیری اقبال نے ہاتھون سی اُٹھایا سہرا

اہل گردون کو بھی ارمان ترے نیگ کا تھا
مہر نے تار شعاعی سے بنایا سہرا

تیری سر تک جو رسائی ہوئی تو شاد ہے
کچھ یہ پھولا کہ نہ جامہ مین سمایا سہرا

ایک مدت سے یہہ حسرت تھی جو ہاتکے دل مین
شکر صد شکر کہ خالق نے دکھایا سہرا

ہو مبارک تجھے ای نور بصر لخت جگر
گل مضمون سے جو رونق نے بنایا سہرا

## سہرۂ برخوردار صاحب زادہ محمد عبید اللہ خان ابن اخوانصاحبا جناب نواب فریدالدولہ بہادر مرحوم مغفور

ہو سکے مجھ سی کہان وصف بیان سہرے کا
تجھ سی نوشہ کے ہو جب سر پہ مکان سہرے کا

چاند سی مکھڑے پہ نوشہ کی رہی حسب و روز
سینہ کیون چاک نہو مثل کتان سہرے کا

آب گوہر سی دہن چاہیے دہونا پہلے
چاہتا ہون کہ کرون وصف بیان سہرے کا

سر پہ دیکھا تری سہری کو تو عالم نے کہا
دیکھنا مرتبہ پہنچا ہے کہان سہری کا

باغ ہستی مین بہار آئی تری سہرے سے
نام سنکر ہوئی کافور خزان سہرے کا

زیست ہر شخص کی وابستہ ہے اُس سہرے سے
تار ہر ایک ہے تار رگ جان سہرے کا

از سر نو تری شادی سی ہوے روشن
مٹ گیا نونک سے تھا نام نشان سہرے کا

نام جس لخت جگر کا ہے عبید اللہ خان
رونق آسکے لئے یہہ کچھ ہی بیان سہرے کا

461

## سہرۂ فرزند ارجمند برخوردار صاحب زادہ علی احمد خان

رخ پہ نوشہ کے مجھے جب نظر آیا سہرا
میری آنکھوں میں مری دلمیں سمایا سہرا

سر پہ نوشہ کے بندھا ناز میں آیا سہرا
کچھ یہہ پھولا کہ نہ آپے میں سمایا سہرا

رشتۂ طولِ حیات و گہر لعل قبول
ساز قدرت نے بہم کرکے بنایا سہرا

اپنے ہاتھوں پہ نثار آپ ہوئی سو سو بار
پئے نوشاہ جو مالن نے بنایا سہرا

جاگ اُٹھے طالع خوابیدہ بہت سی ہر سو
گھر سے دولہن کے بڑی دھوم سے آیا سہرا

پردۂ ابر سے خورشید فروزاں نکلا
اپنے عارض سے جو نوشہ نے ہٹایا سہرا

دولت خاص سے دل شاد ہیں نوشاہ و عروس
خاتمِ زر اسے آئی اُسے آیا سہرا

ہے دعا یہہ کہ سلامت رہیں نوشاہ و عروس
رہے جب تک کہ زمانہ میں خدایا سہرا

نکہت گل کی طرح پھیل گئی عیش و طرب
سامنے بیٹھ کے مطرب نے جو گایا سہرا

باغ فردوس سے لائی ہیں بنا کر حوریں
کون کہتا ہے کہ مالن نے بنایا سہرا

واہ ری شرم کہ نوشہ نے رخ انور سے
نہ اُٹھایا نہ اُٹھایا نہ اُٹھایا سہرا

قصر اقبال سے ہر بہر طرف آتی ہے ندا
ہو مبارک مری دولہا کو خدایا سہرا

۴۶۲

کیا نیا ڈھنگ سے ہے کیا رنگ بھرا ہے رونق
مرحبا خوب کہا خوب بنایا سہرا

بندھا ہے سر پہ نوشہ سے عجب کچھ زر فشاں سہرا
شعاعِ مہر انور کا ہے ہی ایسا کہاں سہرا

یہہ نوشہ ناز پروردہ ہے جنکا جان ہے سبکی
وفور انس سے ہے جان جان خاندان سہرا

ثنا کرتا ہے کچھ حسنِ رخِ نوشاہ کی لیکن
نہیں رکھتا زبان سہرا نہیں کہتا زباں سہرا

بندھا کیا ہے کہ سہرے کا مقدر کھل گیا گویا
رخ اُس سے ہمزباں ہے اُس سے ہے ہمداستاں سہرا

تحیر چھا گیا خود آ گیا حیرت سے چکر میں
ذرا نوشہ کے سر پہ دیکھتے ہی آسماں سہرا

سمجھو شرم سی دولہا کی اب گردن جھکائی ہے
ہوا ہی جسم نازک پر مگر بار گران سہرا

بہت نازک ہی نوشہ ان سلیقہ سی بنا ان
سبک ہو وزن مین اور قدر قیمت مین گران سہرا

زمین پر آسمان اُسنے بنایا صحن محفل کا
ہوا نوشاہ کے چلنے سی یہہ گوہر فشان سہرا

بنایا باغبان نے خوب ہی گلہائی رنگین سے
بندھا ہی سر پہ کیا نوشہ کے رشکِ گلستان سہرا

مری نواب سے بختِ جگر کی آج شادی ہے
بنا کر لائی گلہائی ارم سی باغبان سہرا

لکھا ہے میںنے رونق محض جوش مہر و الفت سی
وگرنہ سوچ تو دلمین کہان مین اور کہان سہرا

## سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عبید العلیم خان ابن برخوردار صاحبزادۂ محمد عبید اللہ خان

نظر آیا ہے یہہ کس ماہ لقا کا سہرا
کہ زبان پر ہی ہر اک شخص کے سہرا سہرا

گہر سے دلہن کے یہہ کس دہوم سے آیا سہرا
ہمنے دیکھا ہی نہین آجتک ایسا سہرا

جلوۂ حسن سے ہی صاعقہ آسا سہرا
کہ تجلی سے ہی رشکِ ید بیضا سہرا

حسن ترکیب یہہ کچھہ تا بتجلی ایسی
ہمنے ایسا نہین دیکھا نہین دیکھا سہرا

واہ کیا حسنِ دل افروز ہے اللہ اللہ
کہ ہوا عارض نوشاہ پہ شیدا سہرا

باغ جنتی مین تو نہین عمر تلف کی اُسنے
کچھہ بہی دیکھا نہین جسنے یہہ نہ دیکھا سہرا

جلوۂ حسنِ نظر سوز سے حیران ہوکر
ہمہ تن چشم بنا بہر تماشا سہرا

اوج سے جانب پستی ہی نزولِ انجم
بہر پابوسی نوشاہ ہے جہلکتا سہرا

کسقدر تارِ شعاعی پہ ہی نازِ خورشید
سیری نوشاہ کا شاید نہین دیکھا سہرا

زہرہ و ماہ سے ٹہیرا ہی قران السعدین
ساعتِ سعد مین نوشہ نی ہی باندھا سہرا

ماہ تھا حسن خط کاہکشاں پر مجھکو
اے فلک کیوں مری نوشاہ کا دیکھا سہرا

ہوئے سہرا مری دولہا کا دکھایا مجھکو
آسماں تک ہی بندھا دست دعا کا سہرا

ایک سے ایک کو تزئین ہی تو زیبا یک کی
شعلۂ طور ہے رخ نور تجلے سہرا

یہہ مہ نہین خط شعاعی ہی ہین
پھر یہہ کیا ہی کہ جہاں سی ہی نرالا سہرا

پیرہن مین نہ سماے تھی خوشی کے ماری
سہہ گھڑی دیکھکے بالن نے جو گوندھا سہرا

ہر جہت سے عجب روئی مصفا کی بہار
موتیوں کا رخ زیبا پہ ہے زیبا سہرا

کیوں نہ بالیدگی شوق مین پھولا نہ سمائے
کہ بلائین قد رعنا کی ہے لیتا سہرا

کھل گئے عقدۂ مقصود خلائق یکبار
سر سے نوشاہ نے شاید کہ جو باندھا سہرا

دست گلچین سے جو نوشاہ کے سر تک پہنچا
مارے آپ ہی پھولا نہ سمایا سہرا

یا الٰہی رہین دنیا مین یہہ نوشاہ عروس
تاریخ چرخ پہ ہو کاہکشاں کا سہرا

سن لیا حضرت رونق کی زبانی جسنے
لوگ کہتے تھے بہت روز سے سہرا سہرا

## سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان
## ابن جناب خانصاحب نواب ظہیر الدولہ بہادر مرحوم مغفور

عجب بہار ہے اے گلعذار سہرے پر
ہوئی ہے خلق خدا جان نثار سہرے پر

نجوم طرہ پہ نوشہ کے رخنۂ شمس و قمر
جہان بباس یہ اور مین نثار سہرے پر

نہیں یہ رشحۂ باراں پڑا بر نیسان نے
کئے نثار گہر بے شمار سہرے پر

ستارے مین نہیں آتا بصورت انجم
ہوا ہی صرف رہی شمار سہرے پر

یہہ رنگ کیا ہی ذرا دیکہہ تو سہی رونق
شعاع مہر ہے کیا کیا نثار سہری پر

## سہرہ فرزند ارجمند برخوردار صاحبزادہ علی محمد خان

آج جوبن میری نوشہ کے ہی کیا سہرے پہ ہے　　دیکہتا جو ہی وہ ہوتا مبتلا سہری پہ ہے
دست قدرت نے اُٹہا کر خامۂ رنگین آفرین　　ہو مبارک تجہکو نوشہ یہہ لکہا سہری پہ ہے
ہو گئے خالی خزانے اور کان سیم و زر　　سیم و زر کا صرف کچہہ ایسا ہوا سہری پہ ہے
حسن دونا ہو گیا خوبی کا رتبہ بڑہ گیا　　دوسرا پہولوں کا سہرا جو پڑا سہری پہ ہے
ہو گئے شیدا و مفتون دیکہکر شمس و قمر　　ایک ہے دولہا پہ عاشق دوسرا سہری پہ ہے
ساتہہ ہر اک گل کے دل باندہی ہین اہل دید کے　　کی مشقت آج مالن نے ہی کیا سہری پہ ہے
چشمۂ خورشید سی جاری ہین نہرین نور کی　　حسن کیا دولہا پہ ہے اور نور کیا سہری پہ ہے
نام مین جسکے علی کا اور محمد کا ہے نام　　نور اُس نوشہ کے کیا نام خدا سہری پہ ہے

آج میری لخت دل کے سر پہ سہرا ہی نثار
جان میری رونق بیدل فدا سہری پہ ہے

## تضمین بر غزل سید ظہیر الدین المتخلص ظہیر خلف اکبر جناب سید میر جلال الدین مرحوم

دل آشنائی درد ہی درد آشنائی دل　　سو جان سے ہون بستۂ دام وفائی دل
کوئی نہین شریک مصیبت سوائی دل　　مین اور کنج غمکدہ اور شکوہ ہائی دل
کسکو سناؤن دل کے سوا ماجرائی دل

یارب کبھی کسی پہ کسیکا نہ آئے دل — دن رات مین ہون اور دردِ بلائے دل
کیا کیا بیان کرون قلق و صدمہ ہائے دل — اچھا نہین ہی فاش جو ہو ماجرائے دل

ای کاش دل ہی دل مین رہی مدعائے دل

ہی راست گرچہ کہنے مین یہہ بات ہی رکیک — ملتی نہین ہی شاہ کو بھی ورنہ دین بھیک
یہہ قول اس مقام پہ ہی کیا ہی ٹھیک ٹھیک — ہوتا نہین ہی کوئی بری وقت کا شریک

گر کچھہ بٹائی درد تو شاید بٹائے دل

پہلے سے اٹھہ گیا ہے جو وہ غیرت قمر — دنیا کی اور دین کی مطلق نہین خبر
عنقا ہے خواب بھی صفتِ جلوۂ سحر — شغل شب فراق یہی ہی کہ رات بھر

کہتا ہون دل کے سامنے مین ماجرائے دل

ہو گرچہ لاکھہ زخم جگر مین خراش ہو — سینہ مین درد و غم کی جو ہر بود و باش ہو
ہردم یہہ ہے خیال کہ پردہ نہ فاش ہو — ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو

کرتا ہون دل کو تہام کے مین ہائی ہائی دل

گا ہے اگر مری دلِ روشن کو دیکھہ پائے — نام وفا و عشق زبان پر کبھی نہ لائے
ہوکر نثار پھر نہ کبھی آپ کو جلائے — پروانہ سوزِ عشق مجازی کو بھول جائے

ای شمع ایکدم جو ہو اگر آشنائے دل

مدت ہوئی کہ صدمۂ فرقت کو سہتے ہین — ہردم لبون پہ آہ ہی اور اشک بہتے ہین
وہ ہی نہین ہین فکر مین جو پاس رہتے ہین — سن سنکے میری آہ کو اب وہ بھی کہتے ہین

یارب یہہ دلخراش ہی کسکی صدائے دل

کسکو غرض کہ دل کی حرارت مین جی جلائے — کسکو غرض کہ دلکی رفاقت مین جی جلائے

کسکو غرض کہ دلکی محبت مین جی جلائے | کسکو غرض کہ دلکی مصیبت مین جی جلائے

اپنی خوشی کسی پہ اگر آئے آئے دل

کیون رنج و درد و رشک کے صدمے کوئی اٹھائے | کیون ایک جان زار کو سو آفتین لگائے
کسواسطے کسی سے ملے کیون غضب مین آئے | کسکو غرض کہ دلکی مصیبت مین جی جلائے

اپنی خوشی کسی پہ اگر آئے آئے دل

کون آئے جانِ سوختہ خرمن کیواسطے | کیا لاکہہ جی جلائے ایک تن کیواسطے
کیا مرئے ایک عاشقِ مردن کیواسطے | کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیواسطے

کافی ہین بہر نوحہ گری نالہائے دل

عاشق کو چاک زیب ہی دامن کیواسطے | آتش بہت ہے رونقِ گلخن کیواسطے
نالان ہون آپ ہی دلِ دشمن کیواسطے | کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیواسطے

کافی ہین بہر نوحہ گری نالہائے دل

صدمے گذر رہے ہین یہہ مجہپر کہ الامان | شرح و بیان سے قاصر و معذور ہی زبان
لیکن ملے کسیکی گلی کا محل کہان | ہین میری سرنوشت مین عاشق مزاجیان

اپنا نہ کچھہ قصور نہ مطلق خطائے دل

صدمے ہین سب زیادہ و کم میری واسطے | ہین رنج و فکر و کلفت و غم میری واسطے
بنتے ہین ناز جور و ستم میری واسطے | پیدا ہوئے ہین درد و الم میری واسطے

غم آشنائی جان ہی بلا آشنائی دل

جب سے کیا ہے دل نے محبت کو اختیار | صبر و قرار و ہوش و خرد نے کیا فرار
تنگ آکے اُسکے ہاتہہ سے کہتا ہون بار بار | اچہا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار

شایان جرم عشق یہی تھی سزائے دل

تجھہ سے محبت اور تری الفت مین بیقرار — تجھہ سے امید مہر و وفا تجھہ پہ اعتبار
یہہ کشتنی ہے ایک ہی ناکام روزگار — اچھا کیا جو تونے کیا او ستم شعار

شایان جرم عشق یہی تھی سزائے دل

پہنچے جو چرخ پر تو فرشتے اچھل پڑین — صدمے سے اسکے دور فلک مین خلل پڑین
دریا و چاہ جوش مین آکر ابل پڑین — غیرون کے سینے پھٹ کے کلیجے نکل پڑین

شیون مین گر بلند ہو میری صدائے دل

ہر دم شریک حال ہین جو ہین وفا مین فرد — جلتے ہین نیک مرد کی آتش مین نیکمرد
جو ہین جری رفیق جری ہین درم نبرد — مرنے پہ دردمند کے مرتے ہین اہل درد

پروانہ سوز و ساز مین ہی آشنائے دل

کیا واقعہ عجیب ہی کیا حال ہے غریب — یون گرم ناز و غمزہ وہ اور محفل رقیب
یون دور ہم کھڑے رہین بیٹھین عدو قریب — ہم اور راہ منزل تسلیم یا نصیب

دیکھینگے دل کے ہاتھہ سے جو کچھہ دکھائے دل

ہم خاک اڑائین غیر زر و سیم یا نصیب — ہم اور کوئی دی ہمین تعلیم یا نصیب
ہم اور وین رقیب کو تعظیم یا نصیب — ہم اور راہ منزل تسلیم یا نصیب

دیکھین گے دل کے ہاتھہ سی جو کچھہ دکھائے دل

الفت مین یاس و رنج و زبونی کچھہ اور ہے — ہر وقت درد و غم کی فزونی کچھہ اور ہے
ہی اشک اور قطرۂ خونی کچھہ اور ہے — ای شمع سوز عشق درونی کچھہ اور ہے

پروانہ عمر بھر نہوا آشنائے دل

ہی سچ تو یون کہ دل ہی مرا ہی مرا عدو
اُلٹے تمام کام ہین اُلٹی ہے گفتگو
کسطرح حالِ زار کہون اُسکے روبرو
ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو

برعکس مدعا ہی مرا مدعائے دل

مشکل سے کچھہ غرض ہی نہ آسان سی کام ہے
ہی پاس عشق دشمنی جان سے کام ہے
مطلب نہ کفر سی ہی نہ ایمان سی کام ہے
ونرات مجھکو نالہ و افغان سی کام ہے

ہے لب پہ وائی وائی جگر ہائی ہائی دل

آفت کی سرگذشت ہی قصہ طویل ہے
وہ خوب جانتا ہے اُسے جو عقیل ہے
کیونکر بیان ہو کہ بہت قال و قیل ہے
اس تنگنائے دہر مین فرصت قلیل ہے

شرح جفائی دوست لکھون یا وفائی دل

کیا زندگی کہ جسمین محبت سے کام ہو
رو روکے ہو جو صبح تو مرمرکی شام ہو
افراط درد و رنج سے جینا حرام ہو
مرجاؤن ایک بار تو قصہ تمام ہو

ٹل جائے کاش جان حزین پر بلائی دل

تم اور سیر باغ سے اور صدہوائی شوق
تم اور مجھہ سے ملنے کی نفرت بجائی شوق
تم اور لطفِ بزم عدو اور ادائی شوق
تم اور وصل غیر ہی اور نغمہ ہائی شوق

مین اور سنگ سینہ ہی اور نالہ ہائی دل

واقع مین تو ہے فرد تری بات ہی نظیر
رونق ہے اس کلام دلاویز کا اسیر
ہی پایہ سنج دردِ محبت ترا ضمیر
آتی ہے بوئی سوز سخن سی تری ظہیر

مضمون جانگداز ہین سب نالہ ہائی دل

---

## رباعیات

ہرگز نہ بتون سے دل لگانا رونق
پچتاؤگے گر کہا نہ مانا رونق
لیتے ہین یہہ ہر طرح سے دل عاشق کا
انکی باتونپہ تم نہ جانا رونق

### دیگر

انسان کو ہے عشق مین مرنا مشکل
اس جادۂ پرغم سے گذرنا مشکل
رونق نہین عشق ہے یہہ کوہ بلند
چڑہنا آسان ہے اُترنا مشکل

### دیگر

ہی دل سے جو عشق اک حسین کا ہمکو
دنیا کا خیال ہے نہ دین کا ہمکو
جاتے ہین نہ کعبہ کو نہ بتخانے کو
اُسنے رکہا نہین کہین کا ہمکو

### دیگر

الفت سی ادہر کو دلربا نے دیکہا
اغیار نے اور آشنا نے دیکہا
امید نہ تہی اپنے مقدر سی مجہے
رونق مری طرف خدا نے دیکہا

### دیگر

کتنا ہے جمیل وہ بت غیرت ماہ
انسان کو نہو دیکہکے کیون اُسکی چاہ
کافر بہی اگر دیکہے تو سو بار کہے
کیا شان خدا ہے واہ اللہ اللہ

### دیگر

گر کوئی بلائے ناگہانی مانگے
یا ملک عدم کی کچہہ نشانی مانگے
رونق تو اُسے زلف کمر اسکی دکہا
جسکا مارا کبہی نہ پانی مانگے

## متفرقات

| | |
|---|---|
| الفت مین بتان جنگ جو کی | مٹی ہے خراب آرزو کی |
| اہی دشنۂ برق دم نہ دم لے | ہان تجہکو قسم مرے لہو کی |
| ہر بات مین چہیڑ ہے ستم کی | کیا بات ہے اُنکی گفتگو کی |

### دیگر

| | |
|---|---|
| بنا لیا تری غم نے اُسے بلا کا گہر | وہ دل کہ جسکو سمجہتے تہی ہم خدا کا گہر |
| اسے تباہ کیا اُسکے قتل کی تدبیر | یہی جو فکر ہے دلمین تو ہی جفا کا گہر |
| غضب ہی دیدۂ تر نی بپا کیا طوفان | نہ غیر کا ہی رکہا اور نہ آشنا کا گہر |

### دیگر

| | |
|---|---|
| دل اُسے دیکہے سر آشفتہ و شیدا ہونا | تمکو منظور ہے گر خلق مین رسوا ہونا |
| یہہ جو اچہا نہین ہوتا تو یہی اچہا ہے | دل بیمار کا اچہا نہین اچہا ہونا |
| زندہ کس کسکو کرین یا وہ کسکو بتائین | اُنکو منظور نہین خضر و مسیحا ہونا |

### دیگر

| | |
|---|---|
| کسی سے آج ہوئے ہمکنار دریا مین | بہا کے آئے ہین جب بُر قرار دریا مین |
| یہہ کچہہ بہری ہی کدورت کہ پشت ہو دریا | اگر پڑے مری دل کا غبار دریا مین |

### دیگر

| | |
|---|---|
| چلی جا سوئی کہکشان آہ سیدہی | کہ ہے آسمان کی یہی راہ سیدہی |
| نہین کہکشان بہی ہی ایسی فلک پر | تری مانگ ہے جیسی واللہ سیدہی |

### دیگر

وصل مین خواب سی وہ غیرتِ لیلیٰ جاگا | الله الحمد کہ میرا بھی نصیبا جاگا
نازو انداز و ادا سب نے کیا آکے سلام | خوابِ راحت سی جو وہ رشکِ مسیحا جاگا

دیگر

ہم اُٹھکے بزم سی اُنکی جو رات آنے لگے | تو اپنے پانون سی دامن کو وہ دبانے لگے
پتا اُنہین سے دلِ زار پوچھتا ہے تو | وہ کب مکانِ عدو کا پتا بتانے لگے

دیگر

ہی یہہ اس رو سیاہ کی صورت | کر بنا ہے گناہ کی صورت
عشق شیرین مین مرگیا فرہاد | جب نہ دیکھی نباہ کیصورت
دل چکی داد جب وہ چھپ جائے | دیکھکر دادخواہ کی صورت

قطعات

جہان مین ہمنے ان آنکھونسی لاکھون حسین دیکھے | مگر انداز تیرسی نہین دیکھے نہین دیکھے

دیگر

ای ناوک دلدار اگر عزم ادہر ہے | حاضر ہین یہہ سینہ ہے یہہ دل ہی یہہ جگر ہے

دیگر

ایک دن ای منعمون جانا ہی تمکو خاک مین | عطر مٹی کا لگانا چاہیئے پوشاک مین

دیگر

لازم ہے گریہ دیدۂ خونبار دیکھکر | رو دیا کرو مگر در و دیوار دیکھکر

دیگر

خیال و خواب مین دیدو کہ تم یونہین دیدو | غرض سے ہے بوسۂ لب سے ہمین کہین دیدو

## مطلع ثانی

عوضمین بوسہ کے دشنام ہی کہین دیدو | نہین تو ہمکو ہمارا دلِ حزین دیدو

### دیگر

اب راہ و رسم عشق کی پہچاننے لگے | عاشق کی بات کوبئی ہو کیون ماننے لگے

### دیگر

سیکی آج صورت دیکھنی ہے | خدا کی ہمکو قدرت دیکھنی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدٰنَا عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ النَّبِیِّ الْکَرِیْم - درین ایام میمنت التیام فرحت آغاز مسرت انجام کہ از ہرسوئی غلغلۂ شادمانی واز ہرکوئی آوازۂ کامرانی بلند بود علی الخصوص شاعران شیرین زبان وسخندانان عذب البیان را نعمت غیر مترقبہ وغنیمت غیر محدودہ یعنی دیوان بلاغت عنوان فصاحت بیان سلاست نشان متانت بنیان کہ ہر شعرش درج گوہر بی عیب وہر غزلش گنجینۂ جواہر مضامین سرغیب من تالیف وتصنیف تاج تارک شاعری جیغۂ کلاہ سخنوری وسخن گستری یادگار متقدمین امام متاخرین اختر اوج شجاعت نیر عروج سخاوت مہر سپہر سروری ماہ منیر مہتری رئیس ذی شان سردار عالی مکان قبلۂ برحق کعبۂ مطلق جناب مستطاب معلی القاب حضرت نواب احمد علیخانصاحب بہادر دام ظلکم وعم نوالکم المتخلص بہ رونق خلف الصدق ہفتمین جناب رضوان مآب جنت آرامگاہ عرش پائگاہ امیر الدولہ وزیر الملک جناب نواب محمد امیرخانصاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم ومغفور مورث اعلی ریاست اسلام محمد آباد عرف ٹونک - بنہایت صحت کتابت

بحسن اہتمام وحسن انتظام درمطبع فاروقی دہلی انطباع یافتہ نوربخش دیدہ ناظرین وبصارت افزا چشم شایقین گشتہ نخلبند گلشن عالم وباغبان چمن بنی آدم این ثمر و بوستان آفرینش گل گلستان دانش وبینش رامستدام سرسبز وشاداب داراد آمین یارب العالمین بحق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین ❊

## قطعات تاریخ

تاریخ چکیدہ قلم فصاحت وبلاغت رقم نخلبند گلستان معانی وسادہ آرای شہرستان خوش بیانی گلدستہ بندہ ریاحین سخن کامل العیار کامل فن مخدومی ومطاعی حضرت استادی سید ظہیر الدین حسین صاحب متخلص بظہیر دہلوی شاگرد خاص حضرت استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی مخاطب بخاقانی ہند ❊

### قطعہ تاریخ

کلام حضرت نواب ذی شان — سخن کی جان ہے شان فصاحت
بلاغت سے بلاگردان سخندان — فصاحت پر فدا جان فصاحت
فراہم ہے جہان نکتہ رانی — کہ ہر مضمون ہے دیوان فصاحت
بیان حضرت رونق ہے بیشک — در تاج سخن شان فصاحت
بیان میں ہے عجب رنگین بیانی — سخن میں ہے عجب آن فصاحت
زبان حضرت رونق سے دیکھو — بڑھی ہے کسقدر شان فصاحت
زبان خلق پر ہیں انکے اشعار — خدا ہے اب نگہبان فصاحت
تعلق ہے اسے کسکی زبان سے — خوشا اوج ورہے شان فصاحت
گئی گذری ہوئی سحبان کی شہرت — اب آیا دور دوران فصاحت
ملاحت بیز ہے گفتار کسکی — کہ ہے شور نمکدان فصاحت

ثنا سنجی مین کس نطق و دہن کے ۔۔ زبان ہے گوہر افشان فصاحت

سخن سے کیسے کرتے ہین تراوش ۔۔ گل و نسرین و ریحان فصاحت

خریداران جوہر انکو پرکھین ۔۔ یہہ ہین لعل بدخشان فصاحت

زہے فکر و خوشا نازک خیالی ۔۔ کہ پہولا سنبلستان فصاحت

فدا اس نطق پر شیوہ بیانی ۔۔ نثار اس طبع پر جان فصاحت

دہن مین نطق ہے او نطق مین رنگ ۔۔ زبان مین ہے زبان جان فصاحت

معانی در معانی نکتہ نکتہ ۔۔ سخن اندر سخن کان فصاحت

سخن کرتا ہے خود دعوت سخن کی ۔۔ فصاحت خود ہے مہمان فصاحت

یہہ مضمون ہین کہ گلہائے معانی ۔۔ یہہ دیوان ہے کہ دیوان فصاحت

سخن کرتا ہے کسکا دستگیری ۔۔ کہ ہاتہہ آیا ہے دامان فصاحت

ہوا مطبوع بہر طبع عالم ۔۔ وہ دیوان جو ہے دیوان فصاحت

حجاب شاہد مقصود اٹہا ۔۔ کہلے اب راز پنہان فصاحت

کئے ہین منسلک کسکی زبان نے ۔۔ درو الماس و مرجان فصاحت

ذرا دیکہین تو آگر اسکے جلوے ۔۔ کہان ہین اب ادادان فصاحت

ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہہ تاریخ ۔۔ نمایان ہے گلستان فصاحت

۱۳۰۱

## ولہ

کہنچا تصویر مین جب یہہ مرقع ۔۔ چمن زار سخن دیوان ونق

کہا ہاتف نے ہین بیمثل لاریب ۔۔ حسینان نگارستان ونق

۱۳۰۱

## ولہ

ہوئے جب جلوہ ریز قالب طبع
ریاحین سخن اشعار رونق

کہا دل سے مرے فکر رسا نے
جو دیکھا گلشن بہار رونق

سر آغاز ہے آغاز تاریخ
رہے یہہ نزہت گلزار رونق

تاریخ چکیدۂ نوک خامۂ عنبر شمامہ شاعر عدیم المثال استاد نازک خیال نظیری نظیر سحبان تقریر حسان زبان سیدی میر مہدی حسین خان صاحب متخلص بہ مجروح شاگرد رشید نواب اسد اللہ خان صاحب بہادر غالب دہلوی نور اللہ مرقدہ

طبع نواب سخن سنج ہمایون فطرت
فلک نظم پہ ہے مہر پر انوار سخن

کون وہ شاعر بےمثل جناب و نق
جسکی ہے صوت قلم بلبل گلزار سخن

سالک مسلک معنے کے ہوئے ہین رہبر
کیون نہ آسان ہوا ب منزل دشوار سخن

رتبہ ہر ایک نے آپمین ہے پہچان لیا
اُسکا خواہان ہی سخن وہ ہے طلبگار سخن

علم حکمت کی ہے وہ ذات مبارک نقطہ
گرد کیون اُسکے نہ پہرتی رہی پرکار سخن

ہو سر افراختہ کس طرح نہ قصر معنے
جبکہ وہ فکر رسا خود رہی معمار سخن

اک نظر ہی مین پرکہتا ہی کہری کہوٹیکو
اُسکا ذہن خرد اندیش ہی معیار سخن

آب باری مین مدد دیتی ہی وہ طبع لطیف
سبز و شاداب کیونکر ہو چمن زار سخن

کر دی بیہوش حریفان سبو کش کو ابہی
جرعہ افشان ہو اگر ساغر سرشار سخن

سچ تو یہہ ہی کہ بجز ذات معلی القاب
اس زمانہ مین نہین کوئی خریدار سخن

شور ایسا ہے کلام نمکین کا کہ جسے
ڈہونڈتے پہرتے ہین ہر جا یہ طلبگار سخن

دیکھلے آپ کا دیوان فصاحت عنوان
جس نے دیکھا نہو گنجینۂ اسرار سخن

شعر رنگین ہے یا معدن لعل و یاقوت
سطر ہے یا کہ ہی سلک در شہوار سخن

باغ اشعار مین کہلائی معانی دیکہو | چمن نظم مین پہولا ہی سمن زار سخن
دیکہہ اشعار دل آویز کی شیرینی کو | آفرین سنج ہوئی لعل شکربار سخن
آگے اس نظم کے ہی لال زبان فصحا | کسکو قدرت ہے کہ آئی پی اظہار سخن
ان حروفون کے خم و پیچ کا انداز تو دیکہہ | رخ قرطاس پہ ہے کاکل خمدار سخن
طبع دیوان کی ہوا سطے سوچی تدبیر | تاکہ اس دہر مین باقی رہے آثار سخن
چہپ کے تیار جو وہ نسخہ نایاب ہوا | دل سے خواہان ہوا ہر ایک خریدار سخن

دیکہہ مجروح نے اس نقد گرانمایہ کو
کہی تاریخ یہہ ہے رونق بازار سخن ١٣٠٠

تاریخ از نتایج افکار سر دفتر سخنوران خلاصۂ فصحاء دوران مجموعۂ فصاحت و بلاغت عالی فن والا دستگاہ سید احمد میرزا خان صاحب متخلص آگاہ شاگرد جناب نواب اسد اللہ خان صاحب غالب

کلام حضرت رونق چہپا ہے | اسے اے کاملان سحر فن لو
لطافت مین ہے یہہ بحر معانی | دم نظارہ تم دُر عدن لو
طراوت مین بہار تازہ ہے یہہ | مشام جان مین خوشبوئی سمن لو
وصال شاہد معنی مبارک | بغل مین اپنی اک گل پیرہن لو

اگر آگاہ پوچہو سال تاریخ
تو ظاہر ہے گلستان سخن لو

ولہ

ہوا ہے وہ طبع آج دیوان کہ جسکی خوبی ہے سب پہ روشن
کلام سارا متین و دلکش عیوب سے پاک اور خوشتر

رہو نہ آگاہ چپکے بیٹھے کہ سالِ تاریخ کیا لکھو نہین
کرو نہ کچھہ فکر جلد لکھدو قلم اُٹھا کے ضمیمہ انور
۱۳۰۷

ولہ

کچھہ ہرطرف سے شورِ تحسین و مرحبا ہے
دیوان شاید اپنے نواب کا چھپا ہے
تاریخ سال اسکی آگاہ تم بھی لکھدو
کیا خوب طبع اچھا شیرین سخن ہوا ہے
۱۳

ولہ

ہوا ہی طبع وہ دیوان حضرتِ رونق
کہ جسکے رشک سے دل چاک ہو فرزدق کا
نہو جو کچھہ رنگ ادا و بیان کی شیدائی
ہر ایک شعر ہین اسکے مزا ہی راوق کا
ہوئی جو دل کو مری سال عیسوی کی تلاش
سروش نے یہہ کہا مجھہ سی شکر ہی حق کا
سر بہار ملا کر کہو تم ای آگاہ
سنو کلام عجیب و غریب رونق کا
۱۸۹۱ع

تاریخ از نتائج قلم فصاحت رقم دوست یکرنگ مونس با فرہنگ ناظم بعدیل نا ثر بیہمتا مضامین بند رنگین ادا خواجہ قمر الدین خانصاحب المعروف بخواجہ مرزا خانصاحب متخلص بہ راقم دہلوی خلف خواجہ اانصاحب مترجم قصہ بوستان خیال شاگرد نواب محمد زین العابدین خان عارف مرحوم دہلوی ٭

یہہ نظم وہ ہی نظم کہ ارباب سخن سب
کہتے ہین جسے دیکھہ کے یہان ہی سخن کا
دلچسپ مضامین ہین دلاویز مطالب
انداز بیان آسپہ گل افشان ہی سخن کا
رونق کا چھپا حضرتِ رونق کا یہہ دیوان
دیوان نہین یہہ روضۂ رضوان ہی سخن کا

تاریخ تو ایسی نہ لکھی گا کوئی راقم

واللہ مین کہتا ہون گلستان ہی سخن کا
۱۳۰۷

تاریخ از نتایج افکار غواص بحر سخندانی کشاف دقایق معانی دوست یکرنگ محب باذوق نواب محمد سلیمان خانصاحب متخلص بہ اسد شاگرد رشید حضرت اسیر لکہنوی ؎

| | |
|---|---|
| دیوان یہہ مطبوع نہ کسطرح سے ہو | ہر شعر ہے انتخاب دیکہو دیکہو |
| منظور ہے سال طبع لکہنا جو اسد | یہہ رونق بازار سخن ہے کہدو |

۱۳۰۷

تاریخ نوکریز قلم فصاحت رقم شاعر بیمثال سخنور شیرین مقال میر واجد علی صاحب متخلص بہ شگفتہ شاگرد میر علی اوسط رشک لکہنوی داروغہ ولیعہد شاہ اودہ ؎

قطعہ

| | |
|---|---|
| جناب ذوق ہوتے داد دیتے | سنا جو حاسدون نے منہہ ہوا فق |
| شگفتہ ہے یہہ اس دیوان کی تاریخ | اب اپنے عہد کے ناسخ ہین رونق |

۱۳۰۷

ولہ

| | |
|---|---|
| امیر ابن امیر و ذی مروت شاعر اکمل | کہون کیا مین جو کچہہ سامان ہی شاہانہ رونق کا |
| یہہ تاریخ انکے دیوان مبارک کی شگفتہ ہے | کلام پاک اعلی صاف استادانہ رونق کا |

تاریخ طبع نزاد شیرازہ بند گلستان معانی بلبل بستان خوش بیانی سخن سنج شیرین کلام مقبول انام صاحب دستگاہ کامل میرزا محمد تقی بیگ مائل شاگرد حضرت مخدومی و مطاعی استادی یکہ تاز عرصہ سخندانی چمن پیرائی گلزار معانی ظہوری ظہور نظیری نظیر انوری ثانی حضرت سید شجاع الدین حسین صاحب مرحوم متخلص بہ انور دہلوی و ثانیاً جناب کمالات انتساب افضل العلما اکمل الکملا مولوی محمد سلیم الدین صاحب مرحوم متخلص بہ تسلیم نارنولی ؎

می وہ ساقی نے دی ہی مثل شفق — کیون نہ روی سخن پہ ہو رونق
پہر طبیعت مین جوش آیا ہے — بعد مدت کے ہوش آیا ہے
ہی جو دیوان جناب رونق کا — ہی مرقع شباب رونق کا
شعر ہر ایک نگار ہے گویا — ہر غزل نو بہار ہے گویا
عاشقانانہ کلام ہے سارا — عارفانہ کلام ہے سارا
کچہہ عجب طور کے مضامین ہین — شاعری کے تمام آئین ہین
شعر کیا کیا ہین ہائی برجستہ — دلِ عشاق جن سی ہو خستہ
اس فصاحت کو سن جو لیتا ہی — ابن وائل ہی جان دیتا ہے
خود فصاحت یہہ مجہسی کہتی تہی — ہون کنیزک جناب رونق کی
پڑہ کے پیر اور جوان کہتے ہین — اسے اُردو زبان کہتے ہین
شعر کیا کیا لکہے ہین رندانہ — جنکو زاہد ہو سنکے مستانہ
شعر کا بندشون سی وہ انداز — جیسے معشوق ہو کوئی طناز
طبع موزون ہی یا کوئی افسون — شعر کو دیکہئے نیا مضمون
شعر ہر ایک کان معنی ہے — ہر غزل ایک جہان معنی ہے
ای سخن سنج خود سخندانی — تجہپہ کرتی ہے گوہر افشانی
آبروئی سخن ہے تیری ذات — آرزوئی سخن ہے تیری بات
دل سخن پر ترے ہوا مائل — ہی تخلص مرا بجا مائل
فکر تاریخ سے تہی بیخوابی — طبع موزون نے کی نہ سرتابی
ہاتہہ مصرع ہی آگیا سارا

## سخن دل کشا و دل آرا ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد معدن سلاست و نبع فصاحت شیرین کلام مقبول انام شاعر نکتہ دان چاند خان متخلص بعطا متوطن قدیم ٹونک حال وارد جیپور •

تعریف کرون حضرتِ رونق کی کہانتک
ختم اُنکی ہوا ذات معلی پہ یہہ فن ہے
تیار ہوا چہپ کے عطا جبکہ یہہ دیوان
تاریخ کہی میں نے کہ - بی مثل سخن ہے ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد شاعر رنگین بیان سخنور شیرین زبان جدت پسند درست انداز مضامین بلند خوش فکر باریک بین منشی ریاض الدین صاحب متخلص بفدا شاگرد منشی غلام محمد خانصاحب رسا اکبر آبادی •

چہپا وہ حضرتِ رونق کا دیوان
کہ خواہان دل سے جسکا اک جہان ہے
فدا لکہہ مصرعۂ تاریخ تو بہی
کلامِ شاعرِ شیرین زبان ہے ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد واقف کتاب فروع و صول کاشف غوامض معقول و منقول صاحب فکر سلیم مولانا محمد عبد العلیم خانصاحب رامپوری ساکن ٹونک متخلص بہ معجز •

خجستہ مضامین بلطف زبانی
۲۲۰۰ رومی اسکندری مصرعہ تاریخی
ببین انتخابات دیوان رونق
۱۹۴۶ بکرمی مصرعہ تاریخی

بگفتا خرد ۱۳۰۷
در مانوس مضمون ۱۲۹۷ اف جملہ تاریخی
بسفتم ۱۸۸۹ء تمام مصرعہ
شمیم گلستان رونق ۱۳۰۷ ہجری

## تاریخ ترتیب دیوان

زہی در جہان ذات رونق کہ ہست
در عالیش مرجع خاص و عام
وجودش فزود اعتبار حکم
بذاتش کند افتخار احتشام

بفهمش فن فارسی مستند
بفکرش شد اردو معلی مدام

ابوالفضل فیضی بہ نثرش نثار
بنظمش نظامی کند انتظام

بتمثیل میرش دریتیم سخن
بہ تشبیہ سوداش دارم کلام

بہ استا دیش کیست در لکھنو
بدہلی زند دم بہ پیشش کدام

بمنصب سخن در دہانش نبات
پی نکتہ چین دشنۂ بی نیام

بہ ترتیب نیکو شدہ مجتمع
کلام گرامیش معجز تمام

خرد سال ترتیب دیوان گفت
کلام شہان است شاہ کلام ۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع زاد صاحب زادۂ عالی نژاد جوان سال جوان طبیعت شہسوار میدان فصاحت و بلاغت والا رفعت عالی خاندان صاحب زادہ محمد شیر علیخان صاحب متخلص بہ شر خلف الصدق صاحب زادہ محمد عبد الرحیم خان صاحب شاگرد سید صغر علیصاحب آبرو ؎

حضرت رونق کا دیوان چھپ گیا
جس سے افزون ہو گیا رنگ سخن

ای شرر لکھدو یہی تاریخ طبع
خوب چمکا نیر فکر کہن ۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع زاد موجد رنگین ایجاد حدیقہ پیرائی سخن شاعر ساحری فن واقف رموز خفی و جلی سید صغر علیصاحب متخلص بہ آبرو خلف الصدق حکیم سید انور علیصاحب مرحوم ساکن قدیم مصطفٰے آباد عرف رامپور حال ساکن و ملازم ٹونک ؎

طبع گردید وہ چہ دیوانے
کہ ہمہ رنگ دلنشین دارد

از طراوت گل مضامینش
بوئی نسرین و یاسمن دارد

| | |
|---|---|
| هر که چیند ز باغ لطفش گل | شاد بادان خاطر حزین دارد |
| گل برائی نثار مضمونش | غنچه سان زر در آستین دارد |
| آنکه پیش زمین اشعارش | آسمان رتبهٔ زمین دارد |
| میرسد تا لطفش بمغز سخن | فهم و ادراک این چنین دارد |
| طبع او بهر طائر مضمون | دام گسترده و کمین دارد |
| خامه میل دعائی او کردست | که اجابت بخود قرین دارد |
| تا که از شام عارض مهتاب | بر رخست زلف عنبرین دارد |
| تا که از آفتاب تابان صبح | در بغل یار نازنین دارد |
| دولت و عمر او فراوان باد | آبرو آرزو همین دارد |

گفت دل روضهٔ مراد دوام
خوش بخوان سال طبع این دارد

## وله

| | |
|---|---|
| چه دیوان رونق بگردید طبع | ز بهر لفظ و معنی ست اظهار فیض |
| چو شد آبرو فکر تاریخ سال | دلم گفت مجموع گلزار فیض |

تاریخ طبع زاد برخوردار سعادت اطوار اقبال نشان ستوده عنوان لخت جگر نور بصر محمد علی محمد خان طال عمره متخلص به ضیا فرزند دلبند مصنف

## قطعهٔ تاریخ

| | |
|---|---|
| جو میرے قبلہ و کعبہ ہیں رونق | سخن کی انکے شہرت جابجا ہے |
| ہوا مطبوع کیا دیوان انکا | کہ شور آفرین و مرحبا ہے |

عجب دیوان ہی یہہ کچہہ چشم بد دور | کہ سرتا پا فصاحت سی بھرا ھے
کھلی جاتی ہے سننے سے طبیعت | سخن کیا ہے نسیمِ دلکشا ھے

ضیا نے یون لکھی تاریخ اُسکی
یہہ دیوان ایک دفتر عشق کا ھے
۱۳۰۷

## ولہ

## فارسی

چہ خوش دیوان ولق شد مرتب | ثنا گفتن ضیا نتواند الحق
بگوشم این ندا از غیب آمد | کہ تاریخش بگو این فیض رونق
۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد مضمون بند نازک خیال شیرین سخن شیرین مقال صاحبزادہ محمد عبد القادر خانصاحب متخلص بضمیر خلف صاحبزادہ بخشی صالح محمد خانصاحب مرحوم مغفور شاگرد رشید منصف ٭

## قطعہ تاریخ

چھپا ہے حضرت رونق کا دیوان | عجب ایک گلشن جاوید ہی یہہ
سرِ آواز سے کہہ دے ضمیر اب | چراغ دیدۂ اہل دید ہے یہہ
۱۳۰۷

تاریخ از فکر رسا سراپا ذہن ذکا نقاد دوکان سخن ناظم کامل فن سید ناظر حسین صاحب متخلص بہ ناظر فرزند سید برکت علی صاحب متوطن سکندر آباد حال مقیم و ملازم ٹونک شاگرد سید اصغر علی صاحب آبرو ٭

حضرتِ رونق کا جب دیوان چھپا | جسکا ہی ہر شعر ناظر دل پسند
دل مین آیا تو یہی وہ تاریخ یہہ | جسکو سنکر بلبل بستان ہو بند

از سرِ جودت یہہ لکہا سالِ طبع
خوبیٔ گلدستۂ طبعِ بلند ۱۲۷۷

ولہ

بسکہ دیوان جناب رونق
داد از طبع سخن زجا فے
گفت ہاتف پئے سالش ناظر
زینت بزم سخن دیوانے ۱۲۷۷

تاریخ سمبت بکرمی از نتائج فکر رسا عالی طبیعت والا فطرت دبیر خوش تحریر بخشی مہاراج سنگہ ملازم و کارپرداز مصنف شاگرد تنویر دہلوی ٭

وہ آقا مرے جنکا رونق تخلص
وہ نواب احمد علیخان سلامت
مرتب ہوا انکا دیوان چہپکر
جو کانِ بلاغت ہی جانِ فصاحت
مہاراج سنگہ ہی نمک خوار انکا
لکہی اسنے تاریخ ہندی کی سمت

تو بیساختہ بول اٹہا دل یہہ اسکا
کہ دیوان رونق ہے کانِ بلاغت ۱۹۴۶

تاریخ طبع زاد شیرازہ بند مجموعۂ فصاحت حدیقہ پیوند ریاحین بلاغت منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بہ سرور دہلوی شاگرد نواب اسد اللہ خانصاحب بہادر اسد دہلوی ٭

چو شد دیوان رونق طبع امسال
کہ از روئی بقائے نام گردد
سرور امشب بفکر سال او بود
کہ از غیبم چہا الہام گردد
بگفتا ہاتف غیب از سرِ داد
کہ تا کارِ منِ ناکام گردد

زہی دیوان رونق طبع گردید ۱۲۷۷

| | الہی دلپسند عام گردد ۱۳۰۷ | |
|---|---|---|

تاریخ از نتائج فکر گلبن نودمیدہ شاخسار سخنوری بلبل بوستان ہنرپروری محمد شمس الدینخانصاحب متخلص بہ شمس شاگرد خاص و مختار سرکار مصنف *

| | |
|---|---|
| مطبوع ہوا جبکہ یہہ دیوان ای شمس | مشہور رہوا خلق مین نام رونق |
| دی غیب سے ناگاہ صدا ہاتف نے | ہی جانکش عشاق کلام رونق ۱۳۰۷ |

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر رسا شاعر شیرین زبان سخنور عذب اللسان نظیر حسینخان المتخلص بہ نظیر خلف الرشید منشی محمد حسینخانصاحب سررشتہ دار کوتوالی جیپور تلمیذ جناب خواجہ قمر الدینخانصاحب راقم دہلوی *

| | |
|---|---|
| دیوان چہپا حضرت رونق کا وہ رنگین | گویا سر قرطاس نصب باغ سخن ہے |
| آرایش معنی سے چمن زار ہے سارا | رنگینی مضمون سی یہہ سب باغ سخن ہے |
| جو لانگہہ بینش کو یہہ گلزار ہے نایاب | گلگشت نظر کو یہہ غضب باغ سخن ہے |

| | | |
|---|---|---|
| | تاریخ نظیر اسکی عجب ہاتہہ لگی ہے<br>کہدیجے یہہ دیوان عجب باغ سخن ہے | |

۱۳۰۶ھ

سال تاریخ ریختہ قلم عنبرین رقم الہی بخشخان عاشق از تلامذ خواجہ قمر الدینخانصاحب راقم دہلوی *

| | |
|---|---|
| چہپا ایسی رونق سے دیوان رونق | میرے دل مین آئی کہ مطلوب دل کہہ |
| مگر غیب سے کوئی کہتا تہا عاشق | نہ مطلوب دل بلکہ - مرغوب دل کہہ ۱۳۰۷ھ |

قطعہ تاریخ از نتائج فکر صاحب طبع ارجمند وقت پسند باریک بین مضمون آفرین نازک خیال شیرین مقال صاحب جوہر محمد علی گوہر خانصاحب گوہر *

چھپا وہ حضرتِ رونق کا دیوان ۔۔۔ نگارستان چین پر ہی جسے فوق
کہا ہاتف نے وقت فکر تاریخ ۔۔۔ بہار بیخزان دیدۂ شوق ۱۳۰

ولہ

یہہ دیوانِ نواب احمد علیخان ۔۔۔ فصاحت مین ہی اک جہانِ فصاحت
کوئی سال تاریخ پوچھے تو گوہر ۔۔۔ یہہ کہدی ۔ درستئی جانِ فصاحت ۱۳۰۷ھ

ولہ

جبکہ مطبوع ہوا یہہ دیوان ۔۔۔ ایک عالم کا ہوا دل مسرور
کس خوشی سے یہہ کہا ہاتف نے ۔۔۔ ہو گیا گلشن رونق مشہور ۱۳۰۷

ولہ

دیوان چھپا ہے کیا یہہ گوہر ۔۔۔ ہی سینکڑون خوبیونکا معدن
زیبا ہے اگر ہو اسکی تاریخ ۔۔۔ اسرار سخن بوجہہ احسن ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد دبیر عطارد تحریر صاحب کلام دلپذیر شیرین زبان جادو بیان منشی بے بدل لالہ چھیترمل مجبور شاگرد خاص خصوصیت اختصاص مصنف ہے

مطبوع ہوا لو مری سرکار کا دیوان ۔۔۔ دیوان ہی کہ گویا چمنستان سخن ہے
سرکار وہ نواب کہ ہی قلزم معنی ۔۔۔ ہر پیر و جوان جسکا ثنا خوان سخن ہے
تسخیر کیا جسنے اقالیم سخن کو ۔۔۔ وہ حضرت رونق کہ جو سلطان سخن ہے
وہ فارس جولانگہہ میدان فصاحت ۔۔۔ واللہ کہ اک شیر نیستان سخن ہے
رکھتا ہی جو یک نکتہ مین صد گنج معانی ۔۔۔ اللہ ری کیا وسعت میدان سخن ہے